مریم عزیز

ناولٹ

حاصلِ زندگی ہے تو

دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں یہ اس کا بیسواں چکر تھا۔ ناجیہ چائے کا کپ ہونٹوں سے لگائے جبکہ سونیا پین کا کونا منہ میں دبائے اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔

''بس کردو زمینا! تمہیں یوں پنڈولیم کی طرح چکر لگاتا دیکھ کر میری آنکھیں دکھنے لگی ہیں۔'' تنگ آ کر ناجیہ نے اسے ٹوک دیا تھا۔

بس نہیں کرسکتی باجی!

اس وقت مجھے اتنا غصہ آرہا ہے اور میرا دماغ اتنا گرم ہو رہا ہے کہ امی با آسانی اس پر اپنی روٹیاں سینک لیتی ہیں۔'' اس نے انگلی سے اپنے سر کی طرف اشارہ کیا۔

''امی نے روٹیاں سینکنی ہیں جلانی نہیں ہیں۔'' سونیا دھیمی آواز میں بولی تھی لیکن مقابل کے کان بھی بڑے تیز تھے جب ہی وہ اپنی لیفٹ رائٹ روک کر اسے گھورنے لگی۔

''کیا کہا تم نے؟'' دونوں ہاتھ کمر پر ٹکا کر اس نے سونیا کو گھورا۔

''میں نے کیا کہا؟'' وہ الٹا انجان بن کر اس سے پوچھنے لگی۔

''ابھی تم نے۔''

''اوفوہ زمینا! اسے چھوڑو یہ بتاؤ غصہ کس بات پر ہے تمہیں؟'' اس سے پہلے زمینا سونیا کے پیچھے پڑتی ناجیہ نے اس کا دھیان اس بات کی طرف کروایا تھا۔

www.zemtime.com

”یہ جونوشی ہے۔“ اس نے دانت پیس کر اس کا ایسے ذکر کیا جیسے اسے اپنے دانتوں کے درمیان پیس رہی ہو۔ ”خود کو سمجھتی کیا ہے۔“

ناجیہ نے سوالیہ نظروں سے سونیا کی طرف دیکھا جس نے کندھے اچکا کر لاعلمی کا اظہار کیا تھا۔

”اس کا تو دل کرتا ہے گلا دبا دوں۔“ اب کہ اس نے دائیں ہاتھ کی مٹھی بنا کر بائیں ہاتھ پر ماری تھی۔

”اف اللہ!“ ناجیہ نے جھنجلا کر کپ قریب رکھی میز پر رکھ دیا۔ ”بات کو کتنا کھینچتی ہو تم زینا! اب بول بھی چکو کون سا پٹاخہ وہ تمہارے سر پر پھوڑ کر گئی ہے۔“ ناجیہ کی بھی اب بس ہوگئی تھی۔

”آپ کو پتا ہے وہ کیوں آئی تھی؟“ اس کے سوال پر ناجیہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

”اپنے پاس ہونے کی مٹھائی دینے۔“

”جی نہیں۔“ مینا نے زوردار انداز میں سر نفی میں ہلایا۔

”وہ یہاں اپنی خوشی سیلیبریٹ نہیں کرنے آئی تھی بلکہ میری خوشی غارت کرنے آئی تھی۔“ اب کے وہ روہانسی ہو کر بولی۔

”وہ مجھے یہ جتانے آئی تھی کہ اس کے نمبر مجھ سے کم تھے لیکن اس کے باوجود اسے بہترین یونیورسٹی میں داخلہ مل گیا ہے۔ جبکہ میں ٹاپ کر کے بھی یہاں کی لوکل یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے رہی ہوں۔“ اب کہ پھر اس کا لہجہ غصیلا ہو گیا تھا۔

”اس سے کیا فرق پڑتا ہے زینا! مقصد تو ڈگری کا حصول ہے نا۔“ ناجیہ نے رسانیت سے اسے سمجھانا چاہا۔

”مجھے فرق پڑتا ہے باجی! میں ہمیشہ ہر معاملے میں اس سے بہتر رہی ہوں لیکن ہمیشہ ہر بار بازی وہی لے جاتی ہے اور اس پر سونے پہ سہاگا۔ مجھے جتا بھی جاتی ہے لو دیکھو، میں پھر جیت گئی۔“ اس کا لہجہ رندھ گیا تھا۔

”زینا! یہاں آؤ گڑیا!“ وہ اس سے چار سال چھوٹی تھی لیکن جب وہ یوں رنجیدہ ہوتی تھی تو اسے بالکل چھوٹے بچوں کی طرح ٹریٹ کرنا پڑتا تھا۔

وہ نروٹھے انداز میں چلتی اس کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کے قریب بیٹھنے پر ناجیہ نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

”وہ پتا ہے، تمہارے ساتھ اس طرح کیوں کرتی ہے کیونکہ تم ری ایکٹ کرتی ہو، جب تم اسے اس کا من چاہا رسپانس نہیں دو گی تو وہ خود مایوس ہو کر پیچھے ہٹ جائے گی۔ خود دیکھ لو وہ میرے یا سونیا کے ساتھ تو ایسی کوئی مقابلہ بازی نہیں کرتی۔“

”آپ اور سونیا اس کے ایج فیلو نہیں ہیں۔“ وہ نروٹھے انداز میں بولی۔

”ٹھیک ہے، میں مانتی ہوں وہ تھوڑی شو آف ہے لیکن اس کا علاج یہی ہے اسے اگنور کیا جائے اور تم کیوں اس کی وجہ سے اپنی خوشی خراب کر رہی ہو۔“ ناجیہ نے اس کا ہاتھ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

”اس دفعہ میں اس کی خوشی خراب کروں گی۔“ اس نے خود کلامی کی تھی جسے ساتھ بیٹھی ناجیہ اور سامنے بیٹھی سونیا نے آرام سے سنا تھا۔

”کیا مطلب ہے اس بات کا؟“ ناجیہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

”کچھ نہیں۔“ وہ مزید بات کیے بغیر کمرے سے باہر نکل گئی تھی جبکہ سونیا نے پریشانی سے ناجیہ کو دیکھا۔

”اب یہ کیا کرنے والی ہے۔“

”پتا نہیں۔“ ناجیہ نے الجھتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے وہ نکلی تھی۔

☆☆☆

فریش ہو کر جب وہ اندر آئے تو عمرانہ بیگم کھانا لگا چکی تھیں۔

”مینا نہیں آئی۔“ پلیٹ اپنی طرف کھسکاتے ہوئے غفور صاحب نے ناجیہ سے پوچھا تھا۔ ”وہ نہیں کھا رہی، کہہ رہی ہے۔ بھوک نہیں ہے۔“

”کھانا کیوں نہیں کھا رہی؟“ انہوں نے سوالیہ نظروں سے بیوی کو دیکھا۔

”آج نوشی آئی تھی تو چائے کے ساتھ سموسے

www.zemtime.com

وغیرہ کھالیے تھے اسی لیے اب بھوک نہیں لگ رہی، جب بھوک لگے گی تو خود کھالے گی۔ آپ تو کھائیں نا!" انہیں ہاتھ روکے بیٹھے دیکھ کر عمرانہ کو کہنا پڑا تھا۔

"ہوں!" وہ ہنکارا بھر کر پلیٹ پر جھک گئے۔

"سونیا بیٹا! ایک کپ چائے بنا دو اور مینا کو میرے کمرے میں بھیجنا۔"

غفور صاحب کے کہنے پر سونیا سر ہلا کر مڑ گئی تھی۔

عمرانہ بیگم جب چائے لے کر اندر آئیں تو غفور صاحب بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ٹی وی دیکھ رہے تھے۔ کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر وہ قریب رکھے صوفے پر پڑے دھلے کپڑوں کو تہ کرنے لگیں۔

"مینا نہیں آئی؟" ان کے سوال پر عمرانہ بیگم نے دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے وہ اندر داخل ہو رہی تھی۔ اس کے متورم چہرے کو دیکھ کر جہاں انہوں نے غصے سے سر جھٹکا تھا وہیں غفور صاحب نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔

وہ ہونٹ چباتی پلکیں تیزی سے جھپکتی ہوئی ان کے قریب آ گئی تھی۔

"کیا ہوا ہے؟" ان کے پوچھنے پر وہ جو صبح سے ضبط کر رہی تھی ان کے کندھے سے لگ کر زور و شور سے رونے لگی تھی۔

کپڑے تہ کرتی عمرانہ نے ایک غصیلی نظر اس پر ڈال کر تہ شدہ کپڑوں کو واپس صوفے پر رکھ دیا۔

"بیٹا! ہوا کیا ہے کچھ پتا تو چلے۔" اس کے مسلسل رونے پر وہ پریشان ہو کر بولے۔

"پاپا! آپ کہتے ہیں نا کہ میں آپ کی سب سے لائق بیٹی ہوں اور آپ سب سے زیادہ مجھ سے پیار کرتے ہیں۔ کرتے ہیں نا؟" کہنے کے ساتھ اس نے سر اٹھا کر ان سے تصدیق بھی چاہی تھی۔

"ہاں میں سب سے زیادہ اپنی مینا سے پیار کرتا ہوں، میرے گھر کی رونق ہے میری بیٹی!" وہ اس کا ماتھا چوم کر بڑی شفقت سے بولے تھے۔

"لیکن نوشی کو لگتا ہے جتنی لاڈلی وہ ہے شاید ہی کوئی اور ہو۔" اس کے منہ پھلا کر کہنے پر غفور صاحب ہنس پڑے تھے۔

"لگتا ہے نوشی پھر کوئی پھلجڑی چھوڑ کر گئی ہے۔" انہوں نے مسکرا کر اس کا چہرہ دیکھا۔

"پاپا! نوشی نے جس یونی ورسٹی میں ایڈمیشن لیا ہے مجھے بھی وہیں پر ایڈمیشن لینا ہے۔"

"دماغ خراب ہو گیا ہے اس کا۔" عمرانہ جو کب سے برداشت کر رہی تھیں، بول پڑی تھیں۔

"ایک منٹ!" غفور صاحب نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روک دیا تھا۔

"لیکن بیٹا! تمہارا ارادہ تو یہاں کی یونی ورسٹی میں ایڈمیشن لینے کا تھا پھر اچانک کیوں۔"

"وہ بہترین یونی ورسٹی ہے، وہاں سے پاس ہو کر نکلنے والوں کا فیوچر برائٹ ہے۔ وہ کم مارکس لے کر بھی وہاں جا رہی ہے۔ جبکہ میں تو ڈیزرو کرتی ہوں۔" غفور صاحب چپ ہو گئے تھے جبکہ عمرانہ نے بے چینی سے ان کی خاموشی دیکھی تھی۔

"مینا! ہر چیز کی نقالی نہیں کی جا سکتی یہ کوئی بیگ شوز یا کپڑوں کی بات نہیں ہو رہی جو اس نے لی تو تم بھی لے لو گی۔ ہمیشہ اپنی چادر دیکھ کر پاؤں پھیلانے چاہئیں اگر پاؤں چادر سے باہر نکل جائیں تو اپنی ہی بے عزتی ہوتی ہے۔" وہ جانتی تھی۔ اس کی ماں کو اعتراض ہے۔ غفور صاحب کے آنے سے پہلے وہ ان کی ڈانٹ بھی کھا چکی تھی لیکن جب کوئی بات اس کے دل میں سما جاتی تھی تو وہ اسے کر کے رہتی تھی۔

"پاپا! میں کیا غلط چیز کی فرمائش کر رہی ہوں۔"

"پاپا! پلیز میرا وہاں ایڈمیشن کروا دیں۔ میں وعدہ کرتی ہوں میں پہلے سے زیادہ محنت کروں گی آپ کو بالکل مایوس نہیں کروں گی پلیز پاپا!" اب کے اس نے ملتجی انداز میں ان کے ہاتھ تھام لیے تھے۔

غفور صاحب نے اس کا چہرہ دیکھا جو بڑے مان سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"اچھا سوچتے ہیں۔" انہوں نے دھیمی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہتے ہوئے اسے آس کی ڈوری تھمائی تھی۔

www.zemtime.com

"پاپا!" وہ ایک دم اٹھ کر ان کے گلے لگ گئی تھی۔ "آپ دنیا کے بہترین پاپا ہیں۔" کہتے کے ساتھ اس نے مڑ کر ماں کو دیکھا اور بھاگتی ہوئی باہر نکل گئی جبکہ غور صاحب نے مسکراتے ہوئے دوبارہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگالی تھی۔ "آپ کو اسے صاف انکار کر دینا چاہیے تھا۔"

عمرانہ کے کہنے پر انہوں نے نظریں گھما کر انہیں دیکھا اور پھر سر نفی میں ہلایا۔

"میں ایسا نہیں کر سکتا عمرانہ! بڑے مان سے اس نے مجھ سے کہا تھا۔ دوسرا وہ ٹھیک کہہ رہی ہے جتنی وہ لائق ہے، وہ ڈیزرو کرتی ہے کہ بہترین جگہ سے ڈگری حاصل کرے۔" عمرانہ نے گہرا سانس لیا۔

"آپ کی اور بھی بیٹیاں ہیں غور صاحب!"

ان کی بات پر وہ مسکرا دیے تھے۔ "جانتا ہوں لیکن کیا میں ان کی خواہش پوری نہیں کرتا۔ وہ بھی مجھے مینا کی طرح پیاری ہیں لیکن تم جانتی ہو۔ مینا پڑھائی میں سب سے اچھی ہے۔ ناجیہ بی ایس سی کرنا چاہتی تھی۔ اس نے کیا میں تو چاہتا تھا وہ ایم ایس سی کرے لیکن اس نے خود پڑھائی چھوڑ دی۔ اس نے ٹیچنگ کرنی چاہی۔ میں نے اجازت دے دی۔ سونیا میڈیکل میں جانا چاہتی تھی میں نے تب بھی اعتراض نہیں کیا۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ انٹری ٹیسٹ کلیئر نہیں کر سکی ورنہ اگر وہ میڈیکل میں جاتی تو کیا میں اس کا خرچا نہ اٹھاتا۔"

"لیکن آپ یہ بھی تو دیکھیں وہ یونیورسٹی کتنی مہنگی ہے اور پھر ہے بھی دوسرے شہر میں۔ کتابیں ہیں آنا جانا، ہوسٹل یہ سب خرچے بہت مشکل ہو جائے گی۔" وہ پریشانی سے ہاتھ ملتے ہوئے بولیں۔

"ہو جائے گا سب اللہ مالک ہے۔" وہ انہیں تسلی دیتے ہوئے تکیہ سیدھا کر کے لیٹ گئے۔

☆☆☆

جب سے اس کا ایڈمیشن ہوا تھا اس کے پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔ وہ اب بھی چاٹ کھاتے ہوئے بڑے جوش و خروش کے ساتھ ناجیہ اور سونیا کو صبح کا احوال سنا رہی تھی۔

"تم لوگوں کو اعتراض تھا نا کہ میں اتنی مہنگی یونی وورسٹی میں ایڈمیشن لے رہی ہوں۔ تم دیکھو جا کر یونی ورسٹی، اس کی بلڈنگ دیکھ کر انسان کو خود پر رشک آتا ہے اور وہ نوشی اس کو تایا جی کی رشوت اور تعلقات کی وجہ سے وہاں انٹری ملی۔ جبکہ آپ کی بہن خالص اپنے بل بوتے پر ٹیسٹ کلیئر کر کے انٹر ہوئی ہے۔"

اس نے اپنے فرضی کالر اٹھاتے ہوئے کہا خوشی سے اس کے دونوں گال تمتما رہے تھے۔

"وہ تو سب ٹھیک ہے زمینا! لیکن تم نے ابو کے بارے میں سوچا ان کو کتنی مشکل کا سامنا کرنا پڑا ہوگا۔ صرف نوشی کا مقابلہ کرنے کے لیے تم نے ابو کو لاکھوں کا مقروض کر دیا ہے۔"

سونیا کی بات پر منہ تک جاتا چمچ ایک سیکنڈ کے لیے رکا تھا پھر جیسے اس نے سر جھٹک کر خود کو اس سوچ سے آزاد کیا تھا۔

"میں جاب کر کے سب سے پہلے ابو کے پیسے واپس کروں گی۔" اس نے شاید ابھی سے بہت آگے کی پلاننگ کر لی تھی۔

"اچھا سونیا پلیز، میری بہن میں نے کپڑے نکال کر بیڈ پر رکھے ہیں۔ انہیں بیگ میں رکھ دینا۔ کل مجھے جانا ہے۔ اور اتنے کام رہتے ہیں۔" وہ کھڑے ہوتے ہوئے عجلت میں بولی۔ "کیوں تمہارے ہاتھوں میں مہندی لگی ہے۔ فارغ ہی کھڑی ہو خود رکھ لو۔" سونیا نے تڑخ کر جواب دیا تھا۔

"فارغ تو نہیں ہوں بڑے ضروری مشن پر جا رہی ہوں۔ دشمنوں کے سینے پر مونگ دلنے۔"

"مطلب؟" ناجیہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"نوشی کو خبر دینے۔" وہ مسکرا کر بولتی ہوئی باہر نکل گئی۔

"حد ہوتی ہے۔" ناجیہ نے ناگواری سے اسے دیکھا "یہ آخر گئی کس پر ہے۔" سونیا نے بھی ناراضی سے دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے وہ نکلی تھی۔

☆☆☆

www.zemtime.com

ساتھ آئی عورت اسے روم کا بتا کر خود مڑ گئی تھی۔ اس نے سر گھما کر اسے جاتے دیکھا اور جھک کر پاس رکھے بیگ کا ہینڈل تھام لیا اور گہرا سانس لے کر دروازہ کھولا۔ وہ درمیانے سائز کا کمرہ تھا جس کے وسط میں دو سنگل بیڈ تھے جن کے درمیان میں سائیڈ ٹیبل تھا اور بیڈ کے دائیں اور بائیں طرف الماریاں بنی تھیں۔ داخلی دروازے کی دیوار کے ساتھ رائٹنگ ٹیبل تھا اور اس کے ساتھ ایک ریک رکھا تھا، ابھی وہ جائزہ لے ہی رہی تھی تب ہی دائیں طرف کا دروازہ کھلا اور ایک لڑکی تولیہ سے منہ صاف کرتی ہوئی باہر آئی تھی اور اسے دیکھ کر پہلے تو حیران ہوئی لیکن اس کے ہاتھ میں بیگ دیکھ کر مسکرا دی تھی۔

"ہائے!" اس نے آگے بڑھ کر ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔

"میں رابعہ ہوں اور تم غالباً میری روم میٹ ہو۔" جواباً زمینا نے مسکرا کر سر ہلایا اور ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔

"میں زمینا ہوں۔"

"نائس نیم زمینا مجھے تمہارا ہی انتظار تھا۔ میں دو دن سے یہاں ہوں اور اکیلے رہ رہ کر بور ہو رہی تھی اور دعا کر رہی تھی کہ ایک اچھی سی لڑکی جلدی آ جائے اور دیکھو تم آ گئیں۔" اس کے ہلکے پھلکے دوستانہ انداز پر زمینا جو کافی گھبراہٹ کا شکار تھی قدرے مطمئن ہو گئی تھی۔

زمینا نے چادر اتار کر تہہ کی اور بیڈ کے کونے پر بیٹھ گئی۔

"چائے پیو گی؟" دیکھو، شرمانا نہیں۔ آج تمہارا پہلا دن ہے تو تم میری مہمان ہو پھر کل سے تم اور میں ایک جیسے ہو جائیں گے اور دونوں کی ڈیوٹیاں بھی برابر ہو جائیں گی۔ سو آج مجھ سے خدمت کروا لو۔"

اس سے پہلے وہ کچھ بولتی وہ خود ہی شروع ہو گئی۔ ساتھ ہی اس نے الیکٹرک کیتل سے دو کپ چائے بھی نکال لی۔ ایک کپ اسے پکڑاتے دوسرا خود تھامتے وہ اس کے سامنے بیٹھ گئی تھی۔

"اب ہمیں دو سال اکٹھے رہنا ہے تو تکلف چھوڑ کر دوستی کر لیتے ہیں۔ پہلے میں تمہیں اپنے بارے میں بتاتی ہوں۔ نام تو میں نے بتا دیا ہے تمہیں ہم دو بہنیں اور دو بھائی ہیں۔ بڑے بھائی اور بہن کی شادی ہو چکی ہے۔ پیرنٹس میرے سعودیہ میں ہوتے ہیں۔ چھوٹا بھائی میرا آسٹریلیا میں پڑھ رہا ہے اور میں یہاں پاکستان میں ہوں۔ یہ ہوسٹل میری خالہ کا ہے۔ اس لیے میں یہاں آرام سے رہتی ہوں۔"

وہ فرینڈلی ہونے کے ساتھ باتونی بھی بہت تھی اس کی باتوں کے درمیان زمینا نے چائے کا کپ ختم کر لیا تھا اور اب اسے اپنی فیملی کے بارے میں بتا رہی تھی۔

اور آنے والے کچھ دنوں میں اسے پتا چل گیا تھا اسے بہت اچھی دوست مل گئی ہے۔

☆☆☆

یونیورسٹی آنے کا اس کا پہلا تجربہ تھا اور یہاں کے لڑکے لڑکیاں دیکھ کر اسے ان کی اور اپنی کلاس کا اندازہ ہو رہا تھا، وہ اسے یونی ورسٹی کم اور فیشن شو کا مرکز زیادہ لگتا تھا۔ لڑکیاں زیادہ تر جینز اور ٹی شرٹ میں پائی جاتی تھیں جب کہ ایک آدھ کرتا ٹراؤزر میں تھیں۔ ان کے دوپٹے غائب تھے اور اگر کسی کے پاس دوپٹہ تھا تو وہ گلے میں رسی کی صورت میں لٹک رہا تھا اس جیسے بہت کم لوگ تھے جو خود کو بڑی سی چادر میں چھپائے ہوئے تھے۔

رابعہ پچھلے دو سالوں سے پاکستان میں ہی تھی اس نے گریجویشن بھی یہیں سے کی تھی۔ وہ گھبرائی ہوئی اس کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی، نئی نئی کلاسیں تھیں سو سب کلاسوں میں ابتدائی تعارف ہی چل رہا تھا۔ کلاس ختم ہونے کے بعد وہ دونوں لان میں لگے بینچ پر آ کر بیٹھ گئی تھیں زمینا پریشانی سے آتے جاتے اسٹوڈنٹ کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے نوشی کی ضد میں ایڈمیشن تو لے لیا تھا لیکن یہاں کے حالات دیکھ کر اسے مشکل لگ رہا تھا کہ وہ یہاں سروائیو کرے۔

"تمہارے منہ پر بارہ کیوں بج رہے ہیں؟" رابعہ نے اس کی آنکھوں کے آگے چٹکی بجائی۔

"نہیں تو۔" وہ چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ لاتے ہوئے بولی۔

www.zemtime.com

"تم مجھے پریشان لگ رہی ہو۔"
"نہیں تو۔" مینا نے پھر سے وہی الفاظ دہرائے۔
"اگر تم پریشان نہیں ہو تو اچھی بات ہے لیکن اگر پریشان ہو تو اس کی ضرورت نہیں کیونکہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔" اس کے کہنے پر زمینا نے اس کی طرف دیکھا جو چہرے پر مسکراہٹ لیے اسے دیکھ رہی تھی زمینا بھی مسکرادی تھی مطمئن ہو کر۔
وقت کا کام ہے گزرنا سو وہ گزر جاتا ہے اسے یہاں ایڈجسٹ ہونے میں کافی مشکل ہوئی لیکن رابعہ کی وجہ سے اسے ایڈجسٹ ہونے میں کافی مدد ملی تھی۔ رابعہ کے علاوہ اس کی دوستی سائرہ اور حنا سے بھی ہو گئی تھی جو رابعہ کی فرینڈز تھیں۔
کبھی کبھی نوشی سے بھی ملاقات ہو جاتی تھی جو یہاں آ کر بہت بدل گئی تھی، جیسا دیس ویسا بھیس والا معاملہ ہو گیا تھا وہ بھی اب اسے جینز اور ٹاپ میں نظر آتی تھی لیکن وہ اسے الزام نہیں دے سکتی تھی کیونکہ وہ بھی اس بھیڑ چال کا حصہ بن گئی تھی وہ جینز تو نہیں پہنتی تھی لیکن اس نے چادر لینا چھوڑ دی تھی وہ خود کو دقیانوسی یا پینڈو کہلوانا نہیں چاہتی تھی کیونکہ وہ جن لڑکیوں کے گروپ کا حصہ تھی وہ تینوں کمال تھیں۔ بولڈ کانفیڈنٹ اور ان کے ساتھ رہ کر وہ احساس کمتری کا شکار ہو رہی تھی یا ان سے ضرورت سے زیادہ امپریس ہو چکی تھی۔ اور خود کو بھی ان جیسا بنانا چاہتی تھی۔ لیکن وہ چاہ کر بھی ایسا کر نہیں پائی تھی۔
وہ جن برینڈز کی چیزیں پہنتی یا خریدتی تھیں زمینا ان کے بارے میں صرف سن اور سوچ ہی سکتی تھی۔ وہ خود کو بہت لائق اور خوب صورت سمجھتی تھی۔ نوشی کی طرح کی چیز خرید کر وہ جو سمجھتی تھی وہ کسی سے کم نہیں۔ یہاں آ کر اسے اپنی اصلیت پتا چلی تھی۔ یہاں اس سے کئی گناہ زیادہ لائق لڑکے لڑکیاں تھے۔ اس سے زیادہ خوب صورت حسین لڑکیاں تھیں جن کے باپ کے علاوہ مائیں بھی بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھیں۔ ان کے پاس مہنگی ترین گاڑیاں تھیں۔ ان کے پاس اعلا فون تھے جن کی قیمتیں سن کر اس کا سر چکرا جاتا تھا۔ اسے لگتا تھا وہ کسی اور دنیا میں آ گئی ہے جہاں وہ پیدا ہوئی پلی بڑھی وہ یہ ڈیزرو نہیں کرتی تھی اسے یہاں ہونا چاہیے۔
اس کا باپ تو اصولوں کی وجہ سے اپنی حیثیت بدل نہیں پایا تھا لیکن اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ اب مزید اس ماحول کا حصہ نہیں بنے گی وہ اپنی کلاس خود بدلے گی۔

☆☆☆

سونیا کمرے میں داخل ہوئی تو زمینا بڑے انہماک سے اپنے ناخنوں پر نیل پالش لگا رہی تھی۔
"تمہیں امی بلا رہی ہیں۔" وہ پیغام دے کر دوبارہ باہر چلی گئی تھی۔ زمینا نے گہرا سانس لے کر ایک نظر اپنے ہاتھوں پر لگی نیل پالش کو دیکھا اور ڈھکن بند کر کے کھڑی ہو گئی۔
"امی! آپ نے بلایا تھا۔" عمرانہ نے سر سے پیر تک اس کا جائزہ لیا۔
"تمہاری پھوپھو ناجیہ کی ڈیٹ فکس کرنے آ رہی ہیں۔" "تمہاری نہیں جو تم اتنا تیار ہو کر پھر رہی ہو۔"
زمینا نے حیرت سے خود پر نظر ڈالی۔ "میں نے کیا تیاری کی ہے۔"
"صبح سے کمرے میں بند ہو، اتنا نہیں ہوا، ماں کی مدد کر وا دو ناجیہ صبح سے میرے ساتھ لگی ہے۔"
"امی! اس میں اتنا غصہ کرنے والی کیا بات ہے۔ آپ مجھے بتا دیں کام کیا ہے اور یہ جو آپ مجھے ڈانٹ رہی ہیں۔ سونیا کو کہہ دیتیں۔ وہ بھی تو فارغ تھی۔"
"فارغ نہیں تھی وہ۔ بچوں کو ٹیوشن پڑھا رہی ہے۔" عمرانہ کے کہنے پر وہ حیران ہوئی تھی۔
"یہ کب شروع کی اس نے؟"
"تمہیں گھر سے اور گھر والوں سے دلچسپی ہو تو تمہیں پتا چلے کہ ہماری زندگیوں میں ہو کیا رہا ہے۔ دو ماہ بعد تم گھر آئی ہو وہ بھی ہمارے بلانے پر ورنہ خود تو تمہیں توفیق نہیں ہوئی تھی۔ پتا نہیں وہاں یونی ورسٹی میں کون سی نئی رشتہ داریاں بنالی ہیں۔" ان کو اتنا غصہ کرنے پر اب وہ پریشان ہو گئی تھی۔

"امی! میری سمجھ میں نہیں آ رہا آپ کو مجھ پر کس بات کا غصہ ہے۔" انہوں نے اب کے کوئی جواب نہیں دیا تھا جبکہ وہ اب بھی انہیں دیکھ رہی تھی۔

"سلاد بنالو اس کے بعد یہ شامی کباب فرائی کر لینا۔" کہہ کر وہ کچن سے باہر نکل گئی تھیں جبکہ وہ کتنی دیر تک کھڑی سبزی کی ٹوکری کو گھورتی رہی۔

☆☆☆

کھانا کھانے کے بعد وہ تینوں چھت پر آ گئی تھیں اور ان تینوں کا موضوع آج کی دعوت تھی۔

"شکر ہے، پھوپھو کو شادی کا خیال تو آیا۔ ورنہ دو سال پہلے منگنی ہوئی تھی اور اس کے بعد سے مسلسل خاموشی تھی۔ کبھی کبھی مجھے لگتا تھا۔ پھوپھو کی نیت خراب ہو گئی ہے۔"

زینا کے کہنے پر ناجیہ مسکرادی تھی جبکہ سونیا نے خشمگیں نظروں سے اسے گھورا۔

"کبھی تو اچھی بات کرلیا کرو۔ کیا ہوا میں شادی کر دیتے۔ شادی کے لیے لڑکے کی موجودگی ضروری ہوتی ہے۔ فرحان بھائی آتے تو شادی ہوتی نا۔ اب وہ آ رہے ہیں تو ڈیٹ فکس کر دی۔"

"یہ تم سب لوگ میری ہر بات کو اتنا نگیٹو کیوں لیتے ہو۔" اب کی بار زینا چڑ کر بولی تھی۔

"چھوڑو نا زینا! کوئی اور بات کرو۔"

ناجیہ نے ہمیشہ کی طرح اسے بہلایا۔ لیکن اب وہ ناراضی کے اظہار کے طور پر چپ ہو گئی تھی۔

"تم نے بال کٹوا لیے؟" ناجیہ نے اس نے بال چھوتے ہوئے پوچھا۔

"ہوں رابعہ کے ساتھ پارلر گئی تھی۔ اس کے بال بہت اچھے کٹے ہوئے تھے تو میں نے بھی کٹوا لیے۔" کہنے کے ساتھ اس نے کیچر میں جکڑے بال آزاد کیے جو بکھر کر اس کے چہرے کے دونوں اطراف میں پھیل گئے تھے۔

"اچھے لگ رہے ہیں۔" ناجیہ نے پیار سے اس کا گال سہلایا تو وہ خوش ہو گئی۔ "لیکن تمہارے لیے بال زیادہ اچھے تھے۔"

سونیا کی بات پر اس نے منہ بنا کر دوبارہ کیچر لگا لیا۔

"آپ خوش ہیں باجی؟" تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے پوچھا تھا۔

"خوشی والی بات تو ہے نا۔" وہ دھیمے سے بولی۔

"کبھی فرحان بھائی سے بات ہوئی؟" اس کے پوچھنے پر ناجیہ نے تعجب سے اسے دیکھا۔

"مجھ سے کیوں بات کریں گے۔" وہ الٹا اس سے پوچھنے لگی۔

"کیونکہ وہ منگیتر ہیں آپ کے۔"

"پاگلوں جیسی بات کر رہی ہو۔ اچھا لگتا ہے یوں شادی سے پہلے باتیں کرنا۔" ناجیہ کو تو سوچ کر ہی شرم آ رہی تھی۔

زینا نے افسوس سے سر ہلایا۔

"یہی تو بات ہے باجی! دنیا کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے اور ہم اب تک کنویں کے مینڈک بنے ہوئے ہیں۔ آپ صرف بات کرنے سے شرما رہی ہیں۔ میں نے یونی ورسٹی میں دیکھا ہے لڑکیاں بغیر کسی رشتے کے دوست بھی بناتی ہیں، فون پر باتیں بھی کرتی ہیں، ملنے بھی جاتی ہیں حتیٰ کہ کمبائن اسٹڈی اور پارٹیز بھی ہوتی ہیں۔ ان کے ماں باپ لبرل اور براڈ مائنڈڈ ہیں جبکہ ہمارے جیسے مڈل کلاس لوگ صرف لوگوں کے ڈر سے اپنی خوشیوں کا گلا خود گھونٹ دیتے ہیں اور بدلے میں ملتا کیا ہے؟ کچھ نہیں ساری زندگی کمپرومائز کرتے گزر جاتی ہے، پہلے ماں باپ کے گھر چھوٹی چھوٹی ضرورتوں کو ترستے رہو پھر ماں باپ اپنے جیسے کہہ کر مڈل کلاس لوگوں میں شادی کروا دیتے ہیں پھر شوہر کی محدود آمدنی میں گزارا کرو جیسے رکھے ویسے رہو، کبھی ہم جیسی لڑکیاں اپنی خوشی اور مرضی کی زندگی نہیں گزار سکتیں۔"

اس کی باتوں میں اتنی تلخی تھی کہ وہ دونوں ہکا بکا ہو کر اس کی شکل دیکھ رہی تھیں۔

"وہاں یونی ورسٹی میں یہ سیکھ رہی ہو زینا؟" ناجیہ نے پہلے حیرت سے اور پھر دکھ سے اسے دیکھا۔

"اب آپ بھی امی کی طرح یونی ورسٹی کو کوسنا

شروع مت کر دینا۔ مجھے کبھی کبھی لگتا ہے اب تک میری جو زندگی گزری ہے بس بند ڈبے جیسی تھی جس میں مجھے چار دیواریں دیکھنے کی عادت ہو گئی تھی اور لگتا تھا یہی ڈبہ سارا جہاں ہے لیکن میں غلط تھی۔ اس ڈیڑھ سال میں مجھے پتا چلا ہے زندگی کیا ہے دنیا میں ہو کیا رہا ہے، دنیا کتنی خوب صورت ہے۔ اس کے کتنے خوب صورت رنگ ہیں۔" اور ویسے ہی رنگ اس کے چہرے پر بھی بکھر گئے تھے۔

ناجیہ نے بے ساختہ اسے ٹوک دیا تھا۔

"بس کرو زمینا! اتنے اونچے خواب مت دیکھو۔ ہماری دنیا یہی ہے اور تم بھی اس کا حصہ ہو۔"

"باجی! میں اس دنیا کا حصہ نہیں بننا چاہتی اگر میرے خواب اونچے ہیں تو ان کی تعبیر بھی میں خود ڈھونڈ لوں گی۔"

وہ دونوں ہمیشہ کی طرح اس کا منہ دیکھ کر رہ گئی تھیں۔

☆☆☆

وہ اندر آئیں تو غفور صاحب آنکھیں بند کیے لیٹے تھے جبکہ سامنے ٹی وی چل رہا تھا، آہٹ پر انہوں نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔

"طبیعت ٹھیک ہے آپ کی؟" ٹرے ان کے سامنے رکھ کر وہ ان کے سامنے بیٹھ گئیں۔

"ہاں میں ٹھیک ہوں۔" وہ مسکرا کر بولے۔

"آپ نے آج آ کر چائے بھی نہیں پی اور کھانا بھی نہیں کھایا، ناجیہ نے آپ کے لیے کسٹرڈ بنایا تھا وہ تو آپ نے چکھا تک نہیں۔" انہوں نے ٹرے کی طرف اشارہ کیا جہاں کسٹرڈ کا پیالہ رکھا تھا۔

اچھا! انہوں نے کچھ کہے بغیر پیالہ اٹھا لیا تھا۔

"کوئی پریشانی ہے؟" وہ اب غور سے ان کا چہرہ دیکھنے لگیں۔ وہ کچھ دیر کہیں یا نہ کہیں کی کشمکش میں رہے پھر گہرا سانس لے کر پیالہ واپس رکھ دیا۔

"پرسوں مینا کی فیس جمع کروانی ہے لیکن پیسوں کا بندوبست نہیں ہو رہا۔" انہوں نے پریشانی سے اپنا ماتھا مسلا تھا، عمرانہ نے گہرا سانس لیا۔

"میں نے آپ کو منع کیا تھا کہ یہ ایک دن یا کچھ ہفتوں کی بات نہیں دو سالوں کی بات ہے لیکن آپ نے۔" وہ سر جھٹک کر خاموش ہو گئیں۔

"عمرانہ! اس کا مطالبہ ناجائز نہیں تھا۔ وہ ڈیز رو کرتی تھی اور مجھے پتا ہے وہ کبھی مجھے مایوس نہیں کرے گی۔ اتنا ٹائم گزر گیا۔ اب تو بس آخری دو سمسٹر کی فیس رہ گئی ہے۔"

"غفور صاحب! میں نے پہلے بھی آپ سے کہا تھا ہماری دو اور بیٹیاں بھی ہیں۔ کچھ دن بعد ناجیہ کی شادی ہے۔ کیا اسے خالی ہاتھ رخصت کریں گے۔"

"اللہ نہ کرے ایسا ہو، اللہ مسبب الاسباب ہے ہو جائے گا سب۔" انہوں نے ان سے زیادہ خود کو تسلی دی تھی۔

عمرانہ نے بھی مزید کوئی بات نہیں کی تھی، خاموشی سے اٹھ گئی تھیں۔

☆☆☆

وہ آج خاص طور پر یونیورسٹی میں ٹیسٹ دینے آئی تھی لیکن یہاں آ کر پتا چلا کہ ان تینوں کا ایسا کوئی ارادہ نہیں بلکہ وہ ٹیسٹ چھوڑ کے شاپنگ پر جا رہی ہیں۔

اور اس کے منع کرنے کے باوجود انہوں نے اسے بھی گھسیٹ لیا تھا اسے ٹیسٹ نہ دینے کا بہت افسوس تھا لیکن کچھ دیر بعد ان کے ساتھ مال میں گھومتے آئس کریم کھاتے شاپنگ کرتے ہوئے جیسے سارا افسوس زائل ہو گیا تھا۔ اسے یاد ہی نہیں تھا کہ کتنی مشکل سے اس کے باپ نے اسے یہاں پڑھنے کے لیے بھیجا ہے۔

"یار سائرہ! اب ہمیں ہاسٹل چھوڑ دو۔" رابعہ نے ڈرائیونگ سیٹ کی طرف دیکھ کر کہا جہاں سائرہ بیٹھی تھی۔

"چل کر دیا ریونی ورسٹی کا ٹائم ویسے بھی ختم ہو گیا ہے۔"

"ہاں لیکن ہاسٹل تو ٹائم پر جانا ہے نا۔" اب بھی رابعہ ہی بولی تھی جواباً سائرہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑی تھی۔

"یہ بھی خوب کہی تم نے ہاسٹل تمہاری خالہ کا ہے اس لیے مجھے ہاسٹل کا ڈراوا نہ دو۔"

"تم کیا چاہ رہی ہو؟"

"میں تم لوگوں کو گھر لے کر جا رہی ہوں۔"

www.zemtime.com

"اوہ! پلیز سائرہ! ہمارا حلیہ کسی سے ملنے والا نہیں ہے۔" زینا نے سائرہ سے کہا تھا۔
"یار! میں تمہیں رشتے کے لیے نہیں لے کر جا رہی جو تم اتنی کانشیس ہو رہی ہو۔"
ساتھ ہی اس نے گاڑی روک دی تھی۔ اس کے اترتے ہی رابعہ اور زینا بھی اتر گئے تھے۔ اتنا شان دار گھر دیکھ کر، زینا کا منہ کھل گیا تھا لیکن اگلے ہی پل اس نے منہ بند کر کے چور نظروں سے ان تینوں کی طرف دیکھا جو باتیں کرتی ہوئی اندر جا رہی تھیں۔ وہ بھی ہونٹ کاٹتی ان کے پیچھے چلنے لگی۔ وہ توصیفی نظروں سے اردگرد کا جائزہ لے رہی تھی۔ تب ہی ملازمہ ٹرالی گھسیٹتی اندر آئی تھی۔
"شکر ہے تم نے کچھ کھانے کو منگوالیا۔ بھوک سے جان نکل رہی تھی۔" سب سے پہلے حنا ٹرالی کی طرف بڑھی تھی۔ اور پھر رابعہ، جبکہ وہ وہیں جھجکی بیٹھی تھی۔
"زینا! تم بھی لو نا، یونہی شرماتی رہیں تو سب کچھ یہ دونوں چٹ کر جائیں گی۔" سائرہ کے کہنے پر وہ ٹرالی کی طرف بڑھی تب ہی خوشبو کا جھونکا محسوس کر ان چاروں نے دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے ایک خوب صورت اسٹائلش لڑکی داخل ہوئی تھی۔
"ہیلو ایوری ون؟" اس نے اندر داخل ہوتے ہی سب کو دیکھا تھا۔
"نگین! تم ابھی گھر پر ہی ہو۔" سائرہ اسے دیکھ کر حیران ہوئی۔
"ہاں زوہیب کا ویٹ کر رہی تھی۔" وہ کہتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئی۔
زینا ایک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ نہ صرف خوب صورت تھی بلکہ خوش لباس بھی تھی۔ بلو جینز اور وائٹ شرٹ پر پرل کی وائٹ مالا کانوں میں پرل کے ٹاپس اور گولڈن سلکی بال وہ اسے اتنی اچھی لگ رہی تھی کہ وہ ابھی تک اس پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔
خوب صورت تو وہ بھی کہلاتی تھی لیکن حسن کو نمایاں کرنا اسے نہیں آتا تھا۔ سائرہ خوش شکل تھی ماڈرن تھی لیکن اپنی بہن سے کم، رابعہ کیوٹ تھی اس کا جسم فربہ تھا لیکن اسے اس بات کی بالکل پروا نہیں تھی کیونکہ وہ بچپن سے، اپنے کزن سے منسوب تھی اور اسے ہر حال میں رابعہ پسند تھی۔
اس کے برعکس حنا کا رنگ سانولا تھا لیکن نقوش تیکھے تھے۔ وہ ان تینوں سے شکل میں بہتر تھی لیکن امارت کا فرق اسے احساس کمتری میں مبتلا کر دیتا تھا۔ تب ہی نگین نے اس کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا تھا۔
"میں نے پہچانا نہیں۔" اس نے سائرہ سے پوچھا تھا۔
"یہ ہماری فرینڈ ہے زینا۔"
سائرہ کے بتانے پر اس نے مسکرا کر زینا کو دیکھا۔ "خوشی ہوئی زینا تم سے مل کر۔"
اس کی خوش اخلاقی دیکھ کر زینا اور مرعوب ہو گئی تھی تب ہی دروازہ کھلا اور ایک شان دار سا شخص اندر داخل ہوا، اس نے مسکرا کر سب کو ہیلو کیا اور سرسری سی نظر سب پر ڈال کر نگین کی طرف بڑھا۔
"کہاں رہ گئے تھے زوہیب! کب سے ویٹ کر رہی تھی۔" نگین اسے دیکھتے ہی اٹھ کر اس کے گلے لگی تھی۔
"میں گھر سے جلدی ہی نکلا تھا لیکن ٹریفک ہی بہت تھا تم ریڈی ہو؟" وہ اسے ستائشی انداز میں دیکھ کر بولا۔
"بالکل۔"
"آپ کی تیاریاں مکمل نہیں ہوئیں۔" حنا کے پوچھنے پر وہ نگین کو دیکھنے لگا۔
"ہماری طرف سے تو مکمل ہیں تمہاری کزن کو ہی کچھ پسند نہیں آتا۔ کبھی جوڑے پر اعتراض تو کبھی رنگ پر لیکن آج فائنل ہو جائے گا۔" وہ اس پر پیار بھری نظر ڈال کر بولا۔
"چلو اب۔" زوہیب اسے بازو سے پکڑتے ہوئے باہر لے گیا تھا۔
"یہ کون تھے؟" اپنی الجھن ختم کرنے کے لیے زینا کو پوچھنا پڑا تھا۔
"نگین کے ہونے والے منگیتر ہیں۔ دو ہفتے ہو

www.zemtime.com

گئے ہیں انہیں شاپنگ پر جاتے، کچھ فائنل ہی نہیں ہو رہا۔ اب تو ممی نے بھی لاسٹ وارننگ دے دی ہے کہ اب فائنل نہ کیا تو پھر ساری شاپنگ ان کی مرضی سے ہوگی۔"

سائرہ کے بتانے پر زینا نے حیرت سے دروازے کی طرف دیکھا جہاں وہ کھڑے تھے ابھی منگنی بھی نہیں ہوئی تھی اور اتنی بے تکلفی کہ گلے لگ رہے ہیں۔ شاپنگ اکٹھے کر رہے ہیں۔ اسے ایک دم اپنی بہن یاد آ گئی۔ جس کی شادی ہونے والی تھی ساری شاپنگ پھوپھو خود کر رہی تھیں۔ جس کو وہ سب پہننا اور استعمال کرنا تھا اس سے جھوٹے منہ بھی پوچھنا گوارا نہیں کیا تھا۔ وہ ان ہی سوچوں میں گم تھی جب زوردار آواز کے ساتھ دروازہ بند ہوا تو ڈر کے مارے اچھل پڑی اور ہاتھ میں تھاما جوس کا گلاس چھلک گیا تھا۔ تب ہی کوئی اندر آیا تھا۔

"زین! تم طریقے سے نہیں آ سکتے؟" سائرہ نے آنے والے لڑکے کو گھرکا تھا۔

"مجھے کیا پتا تم اپنا گینگ لے کر یہاں بیٹھی ہو۔" وہ کہتے ہوئے سامنے صوفے پر تقریباً نیم دراز ہو گیا تھا۔ لیکن زینا پر نظر پڑتے ہی اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"یہ نئی شکل کون ہے؟" وہ اسے گھورتے ہوئے بولا۔

"میری دوست ہے۔"

"یہ کب بنی؟" وہ سائرہ سے پوچھنے لگا۔

"ایک سال سے زیادہ ہو گیا ہے۔"

"اور مجھے کیوں پتا نہیں چلا۔" اس کے کہنے پر زینا نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"جاؤ جا کر فریش ہو جاؤ میں ناصرہ کو کہتی ہوں تمہیں کھانا گرم کر دے۔" سائرہ نے اسے وہاں سے اٹھانا چاہا وہ زینا کو گھور رہا تھا جبکہ وہ نروس ہو کر ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔

"چلو اب دیر ہو رہی ہے۔" آخر تنگ آ کر وہ رابعہ کے کان میں منمنائی تھی۔

"ہاں چلو۔" رابعہ کے اٹھتے ہی اس نے سکون کا سانس لیا تھا۔ گاڑی میں بیٹھ کر اس نے سرسری سی نظر باہر ڈالی تو زین کو گیٹ پر کھڑا دیکھ کر ایک پل کو ٹھٹکی پھر نظروں کا زاویہ بدل لیا۔

☆☆☆

سائرہ کے گھر سے آ کر وہ بے چین رہی تھی۔ اسے ان کے لائف اسٹائل پر رشک آ رہا تھا۔ جب وہ نگین اور ناجیہ کی زندگی کا موازنہ کرتی تو اسے دکھ ہوتا۔ وہ یہ نہیں سوچ رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو الگ قسمت کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ ضروری تو نہیں بظاہر جو اچھا نظر آ رہا ہو، وہ ضرور اچھا ہی ہو۔ وہ اللہ کی تقسیم پر شاکی ہو رہی تھی۔ وہ ناشکری تھی جو حاصل تھا۔ اس پر شکر ادا کرنے کے بجائے جو نہیں تھا اس پر افسوس کر رہی تھی۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟" رابعہ جو کب سے اسے کروٹیں بدلتے دیکھ رہی تھی۔ آخر پوچھ ہی لیا۔

"ہاں ٹھیک ہوں۔" وہ گہرا سانس لے کر اٹھ بیٹھی۔ "بس نیند نہیں آ رہی تھی۔"

"کیوں تمہارا ٹیسٹ نہ دینے کا افسوس ختم نہیں ہوا۔" رابعہ کے تیکھے انداز پر وہ مسکرا دی تھی۔ "ایسی بات نہیں ہے۔"

"اچھا نگین کی انگیجمنٹ پر چلو گی، مزہ آئے گا۔" رابعہ کے پوچھنے پر وہ کتنی دیر سوچتی رہی۔

"اتنا کیا سوچ رہی ہو؟" رابعہ نے جھنجھلا کر کہا۔

"بس تم چل رہی ہو۔" اس نے خود ہی حتمی انداز میں کہہ کر بات ختم کر دی۔

"کل چلیں گے شاپنگ کے لیے سنا ہے۔ آغا نور میں بڑی اچھی کلیکشن آئی ہے۔ وہاں سے اچھے فارمل ڈریس مل جائیں گے۔"

"ہوں۔" وہ پرسوچ انداز میں بولی تب ہی رابعہ کا موبائل بجا تھا اور اسکرین پر نمبر دیکھ کر وہ مسکرا دی تھی۔

"قاسم کا فون ہے۔" اس نے اپنے منگیتر کا نام لیا اور فون لے کر باہر چلی گئی زینا ایک بار پھر لیٹ گئی تھی۔ تب ہی اس کا بھی موبائل بجا۔ عمرانہ کا فون تھا۔

"کیسی ہیں آپ؟" سلام کے بعد اس نے ان کی خیریت پوچھی تھی۔

"میں بھی ٹھیک ہوں۔"

"اتنی دیر سے فون کر رہی تھی۔ باجی کو بھی کیا۔"

www.zemtime.com

پاپا کو بھی کوئی اٹینڈ نہیں کر رہا تھا۔"
"میں اور تمہارے پاپا تمہاری پھوپھو کی طرف گئے تھے فرحان سے ملنے۔"
"آ گئے فرحان بھائی۔" وہ خوشی سے بولی۔
"ہاں۔ اس کے بعد تمہارے تایا کی طرف چلے گئے۔ آج نوشی کی منگنی تھی۔"
"کیا؟" وہ لیٹے سے اٹھ بیٹھی۔ "یہ اچانک کس سے ہوئی ہے؟" وہ حیرت سے بولی۔
"اس کی کلاس فیلو کا بھائی ہے شاید یا کلاس فیلو میں نے دھیان نہیں دیا۔"
اسی لیے اسے کچھ دن سے نوشی نظر نہیں آ رہی تھی اگر کلاس فیلو ہے تو پھر وہی ہو گا جس کے ساتھ اکثر گھومتی نظر آتی تھی۔
"یعنی پسند سے شادی ہو رہی ہے۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔
"لگ تو یہی رہا ہے۔"
"تایا جی نے کچھ نہیں کہا۔"
"لگتا تو نہیں۔ ویل آف لوگ لگ رہے ہیں۔ بیٹھے بٹھائے اتنا اچھا رشتہ خود آ جائے تو کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔"
"ویسے حیرت ہے، نوشی نے یہ خبر مجھے نہیں سنائی۔" زینا کو واقعی حیرت ہوئی تھی۔ عمرانہ نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔
"شادی کب تک ہو گی؟"
"دیکھو، سال تو لگے گا کیونکہ ابھی نوشی کے ساتھ پڑھ رہا ہے۔ جب کسی کام سے لگے گا تب ہی شادی ہو گی۔ خیر تم بتاؤ۔ گھر کب آ رہی ہو۔ دو ہفتے بعد شادی ہے۔ اتنے کام رہتے ہیں تم اگر آ جاؤ تو اچھا ہے۔ بہنوں کی مدد ہو جائے گی اور اپنی شاپنگ بھی کر لینا۔"
"امی! اپنی شاپنگ میں یہاں سے رابعہ کے ساتھ کر لوں گی۔ آپ پاپا سے کہیں مجھے پیسے بھجوا دیں اور وہاں یاد آیا۔ کل سمسٹر فیس کی لاسٹ ڈیٹ ہے۔ ابو کو یاد کروا دیں، میری فیس بھجوا دیں۔ اس دفعہ پاپا نے لیٹ کر دیا ہے۔"

عمرانہ نے گہری سانس لی۔
"تمہارے پاپا پریشان ہیں آج کل کیونکہ تمہاری فیس کا بندوبست نہیں ہو پا رہا۔"
ان کی بات سن کر وہ جیسے اچھل پڑی تھی۔
"یہ کیسا مذاق ہے امی! آپ کو بتایا تو ہے کل لاسٹ ڈیٹ ہے اگر فیس جمع نہ ہوئی تو مجھے ایگزام میں بیٹھنے کی پرمیشن نہیں ملے گی۔ میرا سمسٹر ضائع ہو جائے گا۔ پاپا سے کہیں جیسے بھی ہو کل مجھے پیسے بھجوائیں۔ اور بیس تیس ہزار ایکسٹرا بھجوائیں۔ مجھے شادی کی شاپنگ بھی کرنی ہے۔" کہہ کر ان کی سنے بغیر اس نے فون بند کر دیا تھا۔
اسے بے حد غصہ آ رہا تھا یہاں لوگوں کی زندگیاں بدل رہی تھیں۔ خوشیاں ان کے دروازے پر بیٹھی رہتی تھیں جبکہ اس کی زندگی چھوٹی چھوٹی ضرورتوں کے جوڑ توڑ میں گزر رہی تھی۔ اس کا موڈ بری طرح آف ہو چکا تھا۔ اس نے لیٹ کر منہ پر تکیہ رکھ لیا۔ وہ اس وقت رابعہ کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔

☆☆☆

وہ جب آفس سے نکلی تو اسے اپنی ٹانگیں کانپتی محسوس ہو رہی تھیں سامنے کھڑی رابعہ نے چونک کر اس کا چہرہ دیکھا جو دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ وہ تیزی سے اس کے قریب آئی۔
"کیا ہوا؟" اس نے پریشانی سے اسے دیکھا اس کے پوچھنے کی دیر تھی۔ وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رونے لگی۔
رابعہ نے سٹپٹا کر اردگرد دیکھا جہاں اکا دکا اسٹوڈنٹ نظر آ رہے تھے۔ وہ اسے بازو سے کھینچتی ہوئی پلر کے پاس رکھے بینچ پر لے آئی اور چہرے سے ہاتھ ہٹا کر پانی کی بوتل اس کے منہ سے لگائی۔
"ہوا کیا ہے؟" اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے پوچھا۔
"پاپا نے فیس جمع نہیں کروائی۔" کہنے کے ساتھ اسے پھر رونا آیا تھا۔
"تم نے فون کیا نہیں؟"
"ان کا فون آف ہے۔"

www.zemtime.com

"ہوں!" رابعہ نے ہنکارا بھرا۔ "ہوسکتا ہے زمینا کوئی پرابلم ہوگئی ہو ورنہ ہمیشہ تمہاری فیس سب سے پہلے جمع ہوتی ہے۔"

"لیکن اب میں کیا کروں۔ یونی ورسٹی آف ہوتے ہی ڈیٹ بھی اوور ہو جائے گی۔" وہ بے حد پریشان تھی وہ سمجھ گئی تھی پاپا پیسے کا انتظام نہیں کر سکے۔

"اس میں پریشانی والی کیا بات ہے چلو میرے ساتھ۔" رابعہ نے اسے بازو سے کھینچ کر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"رابعہ پلیز۔" وہ روتے ہوئے بولی۔

رابعہ نے آگے بڑھ کر اس کے بھیگے ہوئے گال صاف کیے۔ "ابھی تمہاری دوست زندہ ہے۔" وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر بھاری آواز میں بولی پھر خود ہی کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اٹھ بھی جاؤ۔" اس کے کھینچنے پر وہ کھڑی ہوگئی تھی۔ اس وقت اس کا دماغ بالکل ماؤف ہو چکا تھا۔ وہ دونوں یونی ورسٹی سے باہر آئیں رابعہ نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ وہ بینک کی بلڈنگ تھی اور رابعہ اے ٹی ایم مشین کے پاس کھڑی تھی۔

"چلو ہوگیا بندوبست۔" وہ اسی طرح ہاتھ تھام کر اسے دوبارہ آفس تک لے آئی تھی اس نے اس کی فیس جمع کروائی تھی۔

"ہوگئی تمہاری فیس جمع اتنی سی بات تھی۔" وہ جو سر جھکائے بیٹھی تھی اٹھ کر اس کے گلے لگ گئی۔

"زمینا یار!" اسے مسلسل روتا دیکھ کر رابعہ نے اس کی پشت سہلائی۔

"میں تمہارا احسان کبھی نہیں بھول سکتی۔"

"اچھا بابا مت بھولنا۔ پر ابھی تو رونا بند کرو سب اسٹوڈنٹ دیکھ رہے ہیں، کیوں میری ریپو خراب کر رہی ہو۔" اس کے مسکرانے پر زمینا جھینپ کر پیچھے ہوئی۔

"میں تمہیں جلد واپس کردوں گی۔"

"مجھے کوئی جلدی نہیں۔"

"مجھے پاپا پر غصہ آرہا ہے۔" اسے واقعی بہت غصہ آرہا تھا۔

"ایسے نہیں بولتے زمینا!" رابعہ کو برا لگا تھا۔ "ضرور ان کی کوئی مجبوری ہوگی۔"

"مجھ کو بتا دیتے مجھے، اگر آج تم نہ ہوتیں تو سوچو کیا ہوتا پھر میں کیا کرتی۔" اب اسے پھر رونا آرہا تھا۔

"اچھا جو ہوا ہوگیا۔ چھوڑو بس۔ لیکچر اٹینڈ کر کے ہم شاپنگ پر جارہے ہیں اور کھانا بھی باہر کھائیں گے۔"

"نہیں رابعہ! میرا موڈ نہیں ہے۔"

"مجھے کوئی ایکسکیوز نہیں سننا، اب اپنا منہ بند کرو۔" اس کا منع کرنے کا ارادہ دیکھ کر اس نے اسے ٹوک دیا تھا۔

"رابعہ پلیز سائرہ، حنا کے سامنے اس بات کا ذکر مت کرنا۔"

"تمہیں کیا میں پاگل لگتی ہوں۔" اس نے ناراضی سے کہا۔

"نہیں میرا مطلب۔"

"تمہارا جو بھی مطلب تھا۔ یہ تمہاری میری بات ہے جو ہمارے درمیان رہے گی، البتہ تم اپنے منہ کے زاویے درست کرلو بلکہ واش روم جا کر اپنے تھوبڑے پر پانی مار کر آؤ تمہارا رویا چہرہ تمہاری داستان سنا دے گا۔"

"ہوں تم چلو، میں آتی ہوں۔" رابعہ کو بھیج کر وہ خود واش روم میں آگئی۔

☆☆☆

ان تینوں نے حیرت سے اپنی طرف آتے زین کو دیکھا تھا۔

"تم؟" سائرہ نے حیرت سے اسے دیکھا "خیریت تھی؟" وہ اب الجھ کر بولی۔

"ہاں کیوں تم لوگوں کی یونی ورسٹی میں بندہ بغیر خیریت کے آتا ہے۔" وہ خوش دلی سے بولتا ان کے سامنے بیٹھ گیا۔

"پہلے تو تم کبھی نہیں آئے۔"

"میرا دوست پڑھتا ہے یہاں اس سے ملنے آیا تھا۔"

www.zemtime.com

"کون سی دوست پہلے تو کبھی تم نے اس کا ذکر نہیں کیا۔"

سائرہ نے آنکھیں چھوٹی کر کے مشکوک انداز میں اسے دیکھا۔

"تمہیں اس کا نہیں پتا۔" اس نے لاپروائی سے کہہ کر اردگرد متلاشی نظروں سے دیکھا وہ تینوں اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔

"کسی کو ڈھونڈ رہے ہو؟" رابعہ کے پوچھنے پر وہ گڑبڑا کر سیدھا ہوا۔

"نہیں تو۔" مسلسل خاموشی پر اس نے اردگرد سے نظریں ہٹا کر انہیں دیکھا جو بہت غور سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"ایسے کیا گھور رہی ہو اگر میرا آنا برا لگا ہے تو چلا جاتا ہوں۔"

"ارے ایسی بات نہیں۔" حنا نے اسے روکا جو مایوس ہو کر اٹھ رہا تھا تب ہی اس کو آتا دیکھ کر اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔ وہ تینوں جو اسے دیکھ رہی تھیں، اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا جہاں سے زینا آ رہی تھی۔

ان تینوں نے بے ساختہ ایک دوسرے کو دیکھا تھا وہ جو اپنے دھیان میں آ رہی تھی۔ سامنے نظر پڑتے ہی چونک گئی تھی۔

"تم لوگوں کے ہاں مہمان نوازی کا کوئی رواج نہیں۔" وہ جو جانے والا تھا پھر ان کے سامنے دوبارہ بیٹھ گیا۔

"تم تو جانے والے تھے۔" سائرہ نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"تھوڑی دیر بیٹھ جاؤں گا تو تمہیں بل آ۔ ئے گا۔" کہہ کر اس نے نظریں پھر سے زینا کے گلابی چہرے پر گاڑ دیں۔

"رابعہ چلیں۔" اس کے یوں گھورنے پر زینا نے رابعہ سے کہا تھا "کہاں کی تیاری ہے؟" انہیں اٹھتا دیکھ کر سائرہ نے پوچھا تھا۔

"شاپنگ پر جا رہے ہیں۔"

"چلو پھر ہم چلتے ہیں کل ملاقات ہوتی ہے۔"

"چلو میں تم لوگوں کو چھوڑ دوں ویسے بھی فارغ ہی ہوں میں۔" وہ بھی فوراً کھڑا ہوا تھا۔ رابعہ نے ابرو اچکا کر سائرہ کو دیکھا جواباً وہ کندھے اچکا کر رہ گئی۔

"تھینکس زین! ہمارا جانے کا بندوبست ہے پھر کبھی اوکے بائے۔"

وہ سہولت سے انکار کرتے ہوئے اس کا بازو پکڑ کر چل پڑی تھی جبکہ زین کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

"کیا چل رہا ہے تمہارے دماغ میں؟" سائرہ کے استفسار پر اس نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔

"دوست سے ملنے آیا تھا۔ سوچا تم سے بھی مل لوں۔ اس میں دماغ میں چلنے والی کیا بات ہے۔" سائرہ اب بھی جائزہ لیتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"اوکے چلتا ہوں۔" وہ تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا جب اس کی بات سن کر نہ صرف رک گیا تھا بلکہ مڑ کر اسے دیکھا۔

"کیا کہا تم نے؟"

"وہ تمہارے ٹائپ کی نہیں ہے۔"

"کس کی بات کر رہی ہو؟"

"انجان مت بنو۔" سائرہ کے کہنے پر اس نے گہرا سانس لیا۔

"تمہیں کب سے میری ٹائپ میں دلچسپی ہونے لگی۔" وہ اب سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑا تھا۔

"اس کے پیچھے جا کر صرف اپنا ٹائم ویسٹ کرو گے۔ وہ تمہاری باتوں میں آنے والی نہیں بہت مختلف لڑکی ہے۔" سائرہ کے جتاتے انداز پر وہ مسکرایا تھا۔

"چلو دیکھتے ہیں۔" کہہ کر وہ رکا نہیں تھا جبکہ سائرہ نے سر جھٹکا تھا۔

☆☆☆

"اپنا موڈ ٹھیک کرو یار! مسئلہ حل ہو گیا ہے۔" رابعہ کے ٹوکنے پر اس نے سر جھٹک کر خود کو نارمل کیا تھا وہ ریک میں لگے کپڑوں کو دیکھ رہی تھی پھر بلیو شیفون

www.zemtime.com

کے سوٹ کو خود سے لگا کر آئینے میں دیکھا لیکن اپنے بالکل پیچھے زین کو کھڑے دیکھ کر وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی اور اس کے مسکرانے پر چونک کر اس کی طرف مڑی۔

"یہ سوٹ کر رہا ہے آپ پر۔" اس کے کہنے پر زینا نے ہاتھ میں پکڑے سوٹ کو دیکھا اور دوبارہ اسے ہینگ کر دیا۔

"کیا ہوا۔ سوٹ پسند نہیں آیا یا میرا تعریف کرنا اچھا نہیں لگا۔" اس کے استفسار پر زینا نے نظریں گھما کر رابعہ کو تلاش کیا، وہ ان کی طرف ہی آ رہی تھی۔

"تم!" قریب پہنچنے پر وہ حیران ہوئی "تم ادھر بھی پہنچ گئے۔"

وہ دونوں باتیں کر رہے تھے جب اس کے موبائل پر پاپا کی کال آنے لگی۔ وہ فون سائلنٹ پر کر کے رابعہ کی طرف مڑی "چلیں۔"

وہ آف موڈ کے ساتھ بولی اور انتظار کیے بغیر باہر نکل گئی۔ رابعہ زین کو بائے کہہ کر تیزی سے اس کے پیچھے آئی تھی جب اس کا فون دوبارہ بجا۔

"کس کی کال ہے؟" اس کے مضطرب انداز پر اسے پوچھنا پڑا۔

"پاپا کا ہے۔"

"تو اٹھا لو۔"

"نہیں۔" وہ منہ پھلا کر بولی تو رابعہ کی ہنسی نکل گئی۔

"تم تو اب بھی بچوں کی طرح منہ پھلا لیتی ہوئی ہو۔"

وہ رابعہ کے ساتھ اس کی شاپنگ دیکھ رہی تھی تب ہی دروازہ بجا تھا۔

"جی؟" رابعہ نے سوالیہ نظروں سے فاطمہ آنٹی کو دیکھا۔

"زینا کے فادر آئے ہیں۔"

رابعہ کے ساتھ زینا بھی حیران ہوئی تھی۔ زینا کے نکلتے ہی رابعہ اس کے پیچھے آئی تھی۔

"میری گڑیا!" اسے دیکھتے ہی غفور صاحب بے ساختہ اس کی طرف بڑھے تھے اور اسے گلے لگا لیا اور وہ جو ان سے ناراض تھی ان کے گلے لگتے ہی جیسے ساری ناراضی ہوا ہو گئی تھی۔

"کل سے فون کیوں نہیں اٹھا رہیں۔ پتا ہے میں کتنا پریشان ہو گیا تھا۔" وہ اس کا سر چومتے ہوئے بولے۔

"میں آپ سے ناراض تھی۔"

"مجھے پتا تھا۔" وہ سکڑ کر بولے۔

"آپ کو پتا ہے۔ پاپا! کتنی شرمندگی ہوئی مجھے جب آفس میں بلا کر مجھے وارننگ دی گئی۔" لاسٹ ڈیٹ تھی۔ آپ کیسے اگنور کر سکتے تھے اس بات کو اس کے انداز پر وہ سر جھکا گئے۔

"میں شرمندہ ہوں بیٹا!"

وہ بے قصور ہوتے ہوئے بھی شرمسار تھے اور باہر کھڑی رابعہ کو زینا پر بہت غصہ آیا تھا جو اپنے باپ کو شرمندہ کر رہی تھی۔ وہ سلام کرتی ہوئی اندر آ گئی دونوں نے چونک کر اسے دیکھا۔

"پاپا! یہ رابعہ ہے میری دوست اور روم میٹ۔"

"جیتی رہو بیٹا!" انہوں نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

"میری فیس رابعہ نے دی ہے۔"

"میں بہت شکر گزار ہوں بیٹا آپ کا"۔ وہ ایک بار پھر شرمندہ ہوئے۔"

رابعہ نے غصے سے زینا کو گھورا۔ "انکل! آپ یوں کہہ کر مجھے شرمندہ کر رہے ہیں۔ باپ بیٹیوں سے معافی مانگتے بالکل اچھے نہیں لگتے۔ میرے پاس تھے تو دے دیے۔"

"یہ تو آپ کی اعلا ظرفی ہے بیٹا! ورنہ اتنی بڑی رقم کوئی نہیں دیتا۔ کچھ مسئلہ ہو گیا تھا۔ اسی وجہ سے کل جمع نہیں کروا سکا۔ مجھے پتا ہے غلطی میری ہے۔" یہ بیٹا آپ کی امانت۔" غفور صاحب نے جیب سے چیک نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔

www.zemtime.com

"یہ انکل" وہ ہچکچائی بیٹا۔

"انکار کی تو کوئی گنجائش نہیں، یہ کل نہیں تو پرسوں آپ کو دینے ہی تھے۔" انہوں نے اس کے سر پر دوبارہ ہاتھ رکھا تو اس نے مسکرا کر تھام لیا۔

"میں زینا کو لینے آیا تھا۔ اگلے ہفتے اس کی بہن کی شادی ہے آپ بھی بیٹا ضرور آنا۔"

"جی انکل! میں ضرور آتی لیکن میری خالہ جن کا یہ ہاسٹل ہے۔ میں ان کے ساتھ رہتی ہوں اگلے ہفتے میرے ماموں کے بیٹے کی شادی ہے تو ہمیں پرسوں کراچی جانا ہے۔ اگر یہ فنکشن ضروری نہ ہوتا تو میں ضرور آتی۔"

"میں بیگ لے کر آتی ہوں۔" زینا کے کہنے پر وہ بھی اس کے پیچھے آئی تھی۔

"کب تک واپس آؤ گی؟" رابعہ نے زینا کو دیکھا جو جلدی جلدی سامان چیک کر رہی تھی۔

"تمہارے پاپا بہت اچھے ہیں زینا! تم بہت لکی ہو جو وہ تم سے اتنا پیار کرتے ہیں۔ تمہاری ناراضی کا خیال کر کے وہ وقت کی پرواہ کیے بغیر آگئے۔ ہمیں دیکھو ہمارے باپ کو بھی ہماری پرواہ نہیں رہی۔ ہم سالوں ان کو نہ ملیں، جیتوں ان سے فون پر بات نہ کریں انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا اور تمہارے پاپا جس طرح تمہیں پیار کر کے منا رہے تھے مجھے تم پر رشک آرہا تھا۔"

پہلی بار زینا نے رابعہ کو یوں افسردہ دیکھا تھا۔ پتا نہیں لوگوں کے نزدیک خوش قسمتی چیک کرنے کا کون سا پیمانہ تھا۔ اس کے نزدیک رابعہ لکی تھی اور رابعہ اسے لکی کہہ رہی تھی۔

☆☆☆

وہ بغور موبائل اسکرین کی طرف دیکھ رہی تھی جہاں نوشی اور اس کا منگیتر نظر آرہے تھے۔ اس نے پہلی نظر میں پہچان لیا تھا۔ یہ اس کا وہی کلاس فیلو تھا جو اس کے ساتھ ہوتا تھا جس طرح وہ ایک دوسرے کے قریب بیٹھے باتیں کر رہے تھے پتا چل رہا تھا کتنے فرینک ہیں۔

"ویسے مجھے ایک بات پر حیرت ہے، اس بار نوشی نے زینا کو پہلے اطلاع نہیں دی۔" ناجیہ نے شرارت سے زینا کا سنجیدہ چہرہ دیکھا۔

"اسے ڈر ہوگا ہمیشہ کی طرح زینا اس کے مقابلے میں اتر کر کہیں اس کے منگیتر کو نہ چھین لے یا اپنی دوست کے بھائی کو اس کے منگیتر کے مقابلے میں لاکھڑا نہ کردے۔" یہ جواب سونیا کی طرف سے آیا تھا۔

وہ دونوں خود ہی قہقہہ لگا کر ہنس پڑی تھیں۔

میں تو بس یہ سوچ رہی ہوں۔ اپنی بیٹی کی حرکتیں تایا جی کو نظر نہیں آئیں، یہاں ان کو معاشرہ یا افراد یاد نہیں آئیں جب آپ کی منگنی تھی تو تایا جی کو ایک ساتھ بیٹھنے پر اعتراض تھا فرحان بھائی خود انگوٹھی پہنانا چاہتے تھے تو تایا جی نے اسے بے شرمی کے زمرے میں شامل کر دیا۔ اپنی دفعہ ان کی غیرت کہاں چلی گئی۔ بیٹی انگوٹھی بھی پہنا رہی ہے کندھے سے کندھا بھی ملا کر بیٹھی ہے گلے بھی لگ رہی ہے۔" وہ تو جیسے پھٹ پڑی تھی، ناجیہ اور سونیا نے پریشانی سے اس کا سرخ چہرہ دیکھا۔

"تم اتنا عجیب کیوں سوچتی ہو زینا! میرے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوئی اور نہ کچھ اس میں نرالا ہے۔ برسوں سے ہمارے گھروں کی، ہمارے معاشرے کی یہی روایات چلی آرہی ہیں اور میں ان روایتوں سے خوش ہوں کیونکہ مجھے یہ خوشی ہے۔ میری وجہ سے میرے ماں باپ کو کوئی شرمندگی نہیں ہو رہی اور ابھی اپنی جس سہیلی کی بہن کا تم نے ذکر کیا۔ وہ لوگ ہم سے مختلف ہیں۔ ان کے نزدیک یہ باتیں معیوب نہیں سمجھی جاتیں۔ لیکن منگنی کوئی ایسا رشتہ نہیں کہ گلے ملا جائے یا دن رات اکٹھے گزارے جائیں، منگیتر محرم نہیں اور جو محرم نہیں ہوتا اس سے قربت صرف تباہی لاتی ہے۔"

ناجیہ نے بڑی سنجیدگی سے اسے سمجھایا تھا۔

"لیکن میں آپ کو بتا رہی ہوں میں بالکل ایسی زندگی نہیں گزارنا چاہتی۔ ایک تو مجھے رشتہ داروں میں

www.zemtime.com

بالکل شادی نہیں کرنی اور کسی اپنے جیسے مڈل کلاس گھرانے میں تو بالکل نہیں جہاں چھوٹی ضرورتوں کے لیے ترسنا پڑے۔ اس کا امیر ہونا اور ماڈرن ہونا ضروری ہے۔"

اس کے یوں شرطیں گنوانے پر ناجیہ ہنس پڑی تھی جبکہ سونیا نے افسوس سے سر جھٹکا۔

"اچھا میڈم! تمہاری خواہش میں امی تک پہنچادوں گی اور ضرور میری شہزادی کو شہزادہ ہی ملے گا۔" ناجیہ کے پیار کرنے پر وہ مسکرادی تھی۔

"جاؤ اب جاکر آرام کرو پھر کل سے گھر میں مہمان آنا شروع ہوجائیں گے۔" وہ سر ہلا کر لیٹ گئی تھی، ابھی اس کی آنکھ لگے کچھ دیر ہوئی تھی۔ جب اس کے سرہانے رکھا اس کا موبائل بج اٹھا تھا۔ اسکرین پر نظر آنے والا نمبر انجانا تھا۔

"ہیلو" "ہیلو کیسی ہیں آپ" دوسری طرف سے آتی بھاری آواز پر وہ اٹھ گئی تھی۔

"کون؟"

"مجھے بھی امید تھی کہ آپ پہچانیں گی نہیں؟" دوسری طرف سے مسکرا کر کہا گیا۔

"زین بات کررہا ہوں سائرہ کا بھائی" وہ جتنا حیران ہوتی اتنا کم تھا۔

"آپ کو میرا نمبر کہاں سے ملا؟" اس نے پریشانی سے پوچھا۔

"یہ میرے لیے مشکل کام نہیں تھا جبکہ آپ کی تینوں دوستیں میری بھی کچھ لگتی ہیں۔"

"دو دن سے یونی ورسٹی کے چکر لگارہا ہوں۔ آج سائرہ نے بتایا آپ اپنے گھر گئی ہوئی ہیں وہ بھی دو ہفتوں کے لیے خیریت تھی نا۔" وہ ایسے بے تکلفی سے پوچھ رہا تھا جیسے کب سے فون پر ان کی گپ شپ ہو۔

"آپ کو مجھ سے کوئی کام تھا۔" پریشانی میں اس نے بے تکا سا سوال کردیا تھا جواباً وہ قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔

"اب تو سب کام آپ سے ہی ہیں۔" اس کے ذومعنی انداز پر اس کے کانوں کی لوئیں سرخ ہوگئی تھیں۔

"اگر آپ نے ایسی بات کرنی ہے تو میں فون بند کررہی ہوں۔"

"اوکے ناراض مت ہوں بند کررہا ہوں فون لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ دوبارہ نہیں کروں گا۔" زینا نے مزید کچھ سنے بغیر فون بند کردیا تھا اور بے ساختہ دل پر ہاتھ رکھا جو بری تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

☆☆☆

وہ ناجیہ کے ساتھ پارلر سے واپس آئی تو گھر میں کافی رش تھا جس کا مطلب تھا مہمان آچکے ہیں۔ اس نے تھوڑا جھانک کر ڈرائنگ روم میں دیکھا۔ پاپا، امی کے ساتھ پھوپھو انکل، تایا جی، تائی بھی بیٹھی تھیں جبکہ درمیان والے صوفے پر کوئی خاتون اسکن کلر کی بڑی سی چادر لیے مسکرا رہی تھیں، وہ انہی قدموں سے واپس کچن میں آگئی جہاں سونیا یقیناً چائے کا انتظام کررہی تھی، اس نے شیلف پر رکھے مٹھائی اور پھلوں کی ٹوکری کو استفہامیہ نظروں سے دیکھا۔ پاس ہی بیکری کا کافی سامان رکھا تھا۔ اس نے کیک کا ایک پیس اٹھا کر منہ میں ڈالا۔

"واہ کیک تو بڑے مزے کا ہے کون لے کر آیا ہے۔"

"پاپا کی کزن ہیں وہی لے کر آئی ہیں۔"

"وہ جو اسکن شال میں ہیں۔" زینا کے پوچھنے پر سونیا نے سر اثبات میں ہلایا جبکہ وہ جلدی جلدی کپوں میں چائے ڈال رہی تھی۔

"اندر تو لگتا ہے جیسے کوئی پیر آیا ہو سب مریدوں کی طرح عقیدت سے ان کے گرد گھیرا ڈالے بیٹھے ہیں۔" زینا نے جیسے اپنی بات کا خود ہی مزہ لیا۔

"ایسا ہی ہے، پاپا، تایا جی، پھوپھو سب ان کا سنتے ہی فوراً آگئے تو ضرور ان کے لیے خاص ہوں گے۔" وہ اب پلیٹوں میں بیکری کا سامان نکال رہی

www.zemtime.com

تھی۔"

"اب تم بھی میری کچھ مدد کر دو یا یونہی مہمان بنی کھڑی رہو گی۔" سونیا نے اب غصے سے اس کے چمکتے چہرے کو دیکھا جو فیشل کے بعد مزید نکھر گیا تھا۔ جواباً زینا نے اپنی مہندی سے بھرے ہاتھ اس کے آگے کیے۔

"سوکھ چکی ہے۔" سونیا نے ٹرے اٹھاتے ہوئے اسے جتایا۔

"تم لے جاؤ نا یار مجھے بہت بھوک لگی ہے۔ میں اپنے اور باجی کے لیے چائے اور سموسے لے کر جا رہی ہوں۔"

سونیا نے غصے سے اسے دیکھا لیکن وہ گنگناتے ہوئے اپنے لیے چائے نکال رہی تھی۔

☆☆☆

وہ اسٹیج سے نیچے اتر رہی تھی جب اسے پاپا اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔

"مینا! زرینہ آپا وہاں اکیلی بیٹھی ہیں تھوڑی دیر ان کے پاس بیٹھو جا کر اور اگر انہوں نے کچھ لیا نہیں تو انہیں سرو کرو۔"

"جی پاپا!" وہ اپنا شرارہ سنبھالتی احتیاط سے چلتی ان کی طرف بڑھی تھی۔ اس پر نظر پڑتے ہی ان کی نظریں جیسے اس پر جم سی گئی تھیں۔ اس کے قریب آنے پر وہ مسکرائیں تو وہ بھی مسکرا کر ان کے قریب بیٹھ گئی۔

"آنٹی! آپ کو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں؟"

"نہیں بیٹا!"

"کھانا کھایا آپ نے؟"

"جی بیٹا! کھا لیا۔" ان کی نظریں اس کا ہی جائزہ لے رہی تھیں۔

"بڑی پیاری لگ رہی ہو۔" انہوں نے پیار سے اس کے بالوں کو چھوا تو وہ جھینپ کر مسکرا دی اس کے شرمانے پر انہوں نے پیار سے اسے دیکھا تب ہی ان کی نظر اس کے گورے ہاتھوں پر گئی۔ جس پر مہندی کے نقش و نگار عجیب بہار دکھا رہے تھے انہوں نے اس کے دونوں ہاتھ تھامے۔

"ماشاء اللہ بڑا گہرا رنگ آیا ہے۔ اللہ نصیب بھی خوب صورت کرے۔"

ان کے دعا دینے پر وہ مسکرا دی تھی اور پھر رخصتی کا شور اٹھتے ہی وہ معذرت کرتی ہوئی اٹھ گئی تھی۔

☆☆☆

رابعہ کے بتانے پر سائرہ خاموش ہو گئی تھی۔ تبھی زین اندر داخل ہوا تھا۔ "تم کب آئیں؟" اس نے حیرت سے رابعہ کو دیکھا۔

"ایک گھنٹہ ہو گیا ہے۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"تمہاری دوست بھی آئی ہے۔" اس نے دائیں بائیں گردن گھما کر پوچھا۔

"تمہیں اس کی اتنی فکر کیوں ہے؟" سائرہ نے ماتھے پر بل ڈال کر پوچھا۔

"اچھی لگتی ہے۔" وہ موبائل دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولا۔

"اگر اتنی اچھی لگتی ہے تو شادی کر لو، میں ممی سے بات کرتی ہوں۔" سائرہ نے سنجیدگی سے کہا تو اس نے نظریں اٹھا کر بہن کو دیکھا۔

ابھی میں نے شادی کا نہیں سوچا۔

تو پھر؟" سائرہ نے ابرو اچکائے۔ میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا کہ زینا دوسری لڑکیوں کی طرح نہیں۔"

وہ ہنس پڑا تھا۔ "ساری لڑکیاں ایک جیسی ہوتی ہیں دو لفظ محبت کے بول کے ان کے حسن کے قصیدے پڑھو۔ سب منٹوں میں فلیٹ ہو جاتی ہیں اور تم لوگوں کی زینا کو تو میں نے چیلنج کے طور پر لیا ہے۔ اب تک تو مجھے اگنور کر رہی ہے لیکن آخر کب تک اور وہ جو تم لوگوں کو غلط فہمی ہے کہ وہ مختلف ہے وہ بھی میں دور کر دوں گا۔"

"زین پلیز اپنے تجربے کہیں اور جا کر کرو۔ زینا سے دور رہو" رابعہ کو برا لگا تھا۔

"یار رابعہ! غصہ کیوں ہو رہی ہو۔ میری نیت بری نہیں۔ بس تھوڑی دیر انجوائے کروں گا۔ کچھ عرصہ

www.zemtime.com

فون کالز تین چار ملاقاتیں جب مجھے لگے گا لڑکی میرے پیار میں گرفتار ہو چکی ہے میں اسے چھوڑ دوں گا اور تم لوگوں کو بتاؤں گا، میں کیا چیز ہوں۔ ایک اور بات میں اسے فون بھی کر چکا ہوں اور وہ مجھ سے بات بھی کر چکی ہے یقیناً اس نے تم لوگوں کو نہیں بتایا ہوگا۔"

اس نے یہ کہہ کر مزے سے دونوں کے تاثرات دیکھے۔

"ڈیمو دیتا ہوں۔" کہہ کر اس نے موبائل کا اسپیکر آن کر کے سامنے کیا۔ دوسری طرف سے زینا کی آواز آئی تھی۔

"کیسی ہیں زینا؟" وہ مسکرا کر بولا۔

"آپ نے پھر فون کیا۔" دوسری طرف سے وہ غصے سے بولی۔

"میں نے کہا تھا آپ سے کہ میں دوبارہ فون کروں گا۔"

"بات سنیں زین صاحب، آئندہ مجھے کال مت کیجیے گا۔ لاسٹ ٹائم بھی میں نے آپ کی بات اس لیے سن لی تھی کہ آپ سائرہ کے بھائی ہیں۔ اب اگر آپ نے مجھے کال کی تو میں سائرہ کو بتا دوں گی۔"

زین کا چہرہ سرخ پڑ گیا بے عزتی کی وجہ سے جبکہ رابعہ اور سائرہ نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی کو روکا ہوا تھا۔

"آپ مجھے دھمکی دے رہی ہیں۔"

"ایسا ہی سمجھ لیں، وقت گزاری کے لیے کوئی اور لڑکی تلاش کریں میں آپ کی وجہ سے سائرہ سے اپنی دوستی خراب نہیں کرنا چاہتی۔"

"زینا! میں آپ کے لیے سیریس ہوں۔" زین نے ایک آخری کوشش کی۔

"میں آپ کا نمبر بلاک کر رہی ہوں۔" جونہی اس کا فون بند ہوا ان دونوں کے قہقہے بلند ہوئے تھے۔

"تم کچھ کہہ رہے تھے۔" سائرہ نے مسکرا کر زین کو دیکھا جس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔

"یہ کہہ رہا تھا۔ یہ بڑی توپ چیز ہے۔" رابعہ نے شرارت سے اسے دیکھا تو وہ جھٹکے سے کھڑا ہوا۔

"ان مڈل کلاس لڑکیوں کا یہی مسئلہ ہوتا ہے۔ تھوڑی سی بات بھی کر لو تو انہیں لگتا ہے، بندہ سیریس ہے۔ شادی تک پہنچ جاتی ہیں۔"

"ہیں اس نے کب تمہیں شادی کے لیے کہا الٹا تم اسے کہہ رہے تھے تم سیریس ہو۔" اب بھی رابعہ مذاق اڑانے کے انداز میں بولی۔

"بڑی شریف بنتی ہے نا تمہاری دوست، ایسا تماشا لگاؤں گا کہ ساری شرافت دھری کی دھری رہ جائے گی۔"

اس کے دھمکی آمیز انداز پر ان دونوں نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"اپنی حد میں رہنا زین! کچھ الٹا سیدھا کیا نا تو میں تمہارے اگلے پچھلے سارے کرتوت کھول کر ڈیڈی کو بتا دوں گی۔"

سائرہ ماتھے پر بل ڈال کر غصے سے بولی تو وہ تن فن کرتا باہر نکل گیا۔

رابعہ نے پریشانی سے سائرہ کو دیکھا۔

"یہ اسے کیا ہوا ہے!"

"کچھ نہیں پہلی دفعہ کسی لڑکی نے لفٹ نہیں کروائی نا تو بے چارہ بوکھلا گیا ہے تم چھوڑو ٹھیک ہو جائے گا۔" سائرہ نے تسلی آمیز انداز میں اس کا ہاتھ تھپتھپایا تو رابعہ پر سوچ انداز میں سر ہلا کر رہ گئی۔

☆☆☆

"رات کو ولیمہ ہے اور پھوپھو صبح صبح ادھر ہیں خیریت ہے۔" وہ منہ دھو کر باہر آئی تو اندر سے آتی آوازوں پر اس نے عمرانہ سے پوچھا۔

"ہاں، وہ زرینہ آپا واپس جا رہی ہیں تو ان سے ملنے آئی ہیں۔"

"کیوں ولیمہ اٹینڈ نہیں کرنا انہوں نے۔"

"نہیں انہیں کام ہے۔"

"ویسے امی! یہ بہت امیر لگتی ہیں جو سب ان کے آگے پیچھے رہتے ہیں۔" اس نے پانی کا گلاس

www.zemtime.com

منہ سے لگاتے ہوئے پوچھا۔
"ہیں تو، اور اچھی بھی بہت ہیں بہت سخی ۔ہماری بہت مدد کی ہے انہوں نے۔"
"ہوں"۔اس نے غائب دماغی سے سنا تھا۔
"تم یہ ناشتا لے جاؤ اور انہیں اللہ حافظ بھی کر آؤ۔"
"یہ پھل کتنے فریش ہیں۔" اس نے سیب اٹھاتے ہوئے کہا۔
"زرینہ آپا اپنے گاؤں سے لے کر آئی ہیں وہاں کی ہر چیز بڑی خالص ہوتی ہے۔" عمرانہ کی تعریف پر اس کا منہ بن گیا تھا۔
"یہ ابو کی کزن گاؤں میں رہتی ہیں؟"
"ہاں وہاں ان کی۔"
"رہنے دیں امی! جہاں بھی رہتی ہیں مجھے کیا ابو کا سارا ننھیال مجھے پینڈو ہی لگتا ہے۔" وہ منہ بنا کر بولی۔
"مینا! تمیز سے بات کیا کرو جانتی بھی ہو کہ وہ کتنی۔"
"پلیز امی، اب آپ ان کی تعریف نہ شروع کر دینا۔" وہ ناشتے کی ٹرے لے کر باہر نکل گئی۔
"آپا! آپ ایسے جا رہی ہیں۔ مجھے بالکل اچھا نہیں لگ رہا۔" غفور صاحب نے عاجزی کہا۔
"مجبوری نہ ہوتی تو ضرور رکتی غفور۔" وہ شفقت سے بولیں۔
"آپا آپ کا احسان میں کبھی نہیں چکا سکتا۔"
"تم میرے چھوٹے بھائی ہو غفور! احسان کیسا اور احسان کا لفظ استعمال کر کے تم مجھے شرمندہ نہ کرو۔ اور بلقیس تم بھی۔ یہ تمہارا چھوٹا بھائی ہے۔ بہن بھائی کے رشتے میں محبت ہونی چاہیے۔ اس میں دنیا داری نہیں آنی چاہیے، تمہارے شوہر نے عین وقت پر پیسے مانگ کر جس طرح غفور کو تنگ کیا اچھا نہیں کیا لیکن بہرحال وقت گزر گیا، اب تم ناجیہ کو بہو نہیں بیٹی سمجھنا کیونکہ نسلیں بہوؤں سے چلتی ہیں، ان سے پیار کرو گی عزت دو گی تو وہ بھی تمہیں بدلے میں عزت دیں گی اور جہاں محبت اور عزت ہو وہ گھر جنت بن جاتا ہے۔"
"جی آپا!" پھوپھو تابع داری سے بولیں۔ تو زینا ابرو اچکاتی اندر آ گئی۔ وہ سلام کر کے ٹرے رکھ کر جلدی سے باہر نکل گئی اور اس کے پیچھے پھوپھو بھی نکل گئی تھیں۔ زرینہ بیگم کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔
"غفور! تم سے ایک بات کرنی تھی"
"جی آپا!" وہ فرماں برداری سے بولے "تمہاری مینا بہت پسند آئی ہے۔ میں اپنے منا کے لیے ایسی ہی بیوی ڈھونڈ رہی تھی۔ دونوں کی جوڑی بھی سورج چاند کی جوڑی لگے گی" وہ تصور کی آنکھ سے دونوں کو ساتھ دیکھ کر خوش ہو رہی تھیں۔
"آپا! آپ کی خواہش سر آنکھوں پر لیکن ابھی مینا پڑھ رہی ہے۔ آپ کو پتا ہے نا اسے پڑھائی کا کتنا شوق ہے۔"
"میں انتظار کر لوں گی غفور! لیکن مجھے جواب ہاں میں چاہیے۔"
غفور صاحب تذبذب کا شکار ہو گئے تھے۔ زینا کی خواہش اور اس کی سوچ بھی اچھی طرح جانتے تھے وہ اس کی مرضی کے بغیر کچھ کرنا نہیں چاہتے تھے۔
"کوئی بات نہیں غفور تم پریشان نہ ہو پھر جو اللہ کو منظور۔" انہیں پریشان دیکھ کر انہوں نے بات ختم کر دی۔
"نہیں آپا! ایسی بات نہیں۔ آپ سے زیادہ میرے لیے قابل اعتبار کون ہوگا۔ مجھے یقین ہے میری مینا آپ کے گھر خوش رہے گی۔" انہوں نے کچھ سوچ کر ہامی بھری تھی۔

☆☆☆

"تم اتنی جلدی جا رہی ہو، میں تمہارے لیے آئی تھی" اسے اپنا سامان پیک کرتے دیکھ کر ناجیہ نے ناراضی سے کہا تو وہ مسکرا کر اس کے سامنے بیٹھ گئی۔
"باجی ایگزام ہونے والے ہیں، ویسے بھی شادی کی وجہ سے میرا پڑھائی کا کافی حرج ہو گیا

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

ہے۔" ناجیہ نے سر ہلا کر سونیا کو دیکھا جو اسے بات کرنے کا اشارہ کر رہی تھی۔
"ویسے مجھے تم سے ایک خاص بات بھی کرنی تھی۔"
"جی بتائیں۔" وہ اس کی طرف متوجہ ہو کر بولی۔
"دراصل امی نے مجھے بلایا ہے کہ میں تم سے بات کروں۔" اب کے زینا نے الجھ کر اسے دیکھا۔
ایسی ایسی کون سی بات ہے جو امی خود نہیں کر سکتیں۔"
"تم شادی پر اتنی پیاری لگ رہی تھیں۔ سب تمہارا ہی پوچھ رہے تھے۔ کل فرحان کے دوست نے بھی تمہارے بارے میں پوچھا۔ وہ رشتے کے لیے اپنی امی کو لانا چاہتا ہے۔ دوسرا پاپا کی جو کزن ہمارے گھر ٹھہری تھیں۔ انہوں نے بھی اپنے بیٹے کے لیے پاپا سے بات کی ہے۔ پاپا کو ویسے وہ رشتہ پسند ہے پر امی نے کہا تم سے پوچھ لوں۔"
بات غصے والی تو نہیں تھی پر اسے پتا نہیں کیوں بہت غصہ آیا تھا۔
"پہلی بات تو یہ کہ میں ابھی شادی کرنا نہیں چاہتی اتنی مشکل سے میں یہاں تک پہنچی ہوں دوسرا میں نے پہلے آپ کو بتایا تھا میری سوچ کیا ہے۔ آپ امی کو منع کر دیں۔"
"لیکن زینا! کبھی نہ کبھی تو شادی کرنی ہے پھر دونوں رشتے اچھے ہیں۔ لوگوں کو اچھے رشتے ڈھونڈنے کے لیے اتنی تگ و دو کرنی پڑتی ہے یہاں تو خود رشتے چل کر آئے ہیں۔ اس طرح منع کرنا تو سراسر کفرانِ نعمت ہوگا۔"
"آپ تو ایسے افسوس کر رہی ہیں جیسے میرے انکار سے شہزادہ گلفام ہاتھ سے نکل جائے گا۔ ایک فرحان بھائی کا دوست ہے، ظاہری بات ہے مجھ سے دس سال تو بڑا ہوگا اور میچور لوگ مجھے نہیں پسند۔ دوسرا وہ بھی ہماری طرح ہوگا مڈل کلاس پھر وہی مسئلے کیا وہ میری فیس افورڈ کر سکے گا؟ الٹا مجھے پڑھنے سے منع کر دے گا۔ کیا وہ مجھے بہترین گھر، گاڑی، آسائش کی زندگی دے سکے گا اور دوسرا وہ پاپا کی کزن کا بیٹا گاؤں کا رہنے والا گنوار وہ کیا چار پڑھے لکھے لوگوں میں کھڑے ہو کر کانفیڈنٹلی انگلش میں بات کر سکے گا؟ کیا ہوگا اس کا لائف اسٹائل کوئی دسویں پاس دکان دار ہوگا۔ ساری عمر بسوں میں دھکے کھائے ہوں گے۔ کیا اس کے پاس گاڑی ہوگی۔ کیا وہ مجھے میری خواہش کے مطابق آسائشیں دے سکے گا۔ یہ رشتے جو آپ لوگوں کو نعمت لگ رہے ہیں میرے نزدیک بکواس ہیں۔"
"تم کیا ساری عمر محلوں میں رہی ہو یا گاڑیوں میں گھومتی رہی ہو" پیچھے سے آنے والی آواز پر ان تینوں نے مڑ کر دیکھا تھا۔
"دو کمروں کے گھر میں تم پیدا ہوئیں وہیں پلی بڑھیں ساری عمر تمہارے باپ کے پاس بائیک رہی اور تم ورلڈ ٹور بنگلے اور گاڑیوں کی بات کر رہی ہو۔" عمرانہ کو شاید اس کی باتیں زیادہ بُری لگی تھیں جب ہی ان کا انداز غصیلا اور طنزیہ تھا۔
"تو کیا اس میں بھی میرا قصور ہے کہ میں آپ لوگوں کے گھر پیدا ہوئی۔ انسان اپنی ترقی کے لیے اپنا راستہ خود بناتا ہے۔ تایا جی بھی پاپا کے ساتھ کام کرتے تھے کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ لیکن پاپا اور ان کے اصول ہم چھوٹی چھوٹی چیزوں کو ترستے رہے جبکہ تایا جی کی فیملی ہر بار ہر جگہ ہمیں کمتر اور خود کو برتر ثابت کرتے رہے اور ابھی آپ نے بنگلے اور کار کی بات کی اگر میرے پاس بنگلہ اور کار نہیں تو کیا اس کی خواہش رکھنا گناہ ہے۔"
"تمہارے باپ کے اصول میرے لیے بہت اہم ہیں۔ خود کو تکلیف دے کر انہوں نے ہمیشہ ہماری آسائشوں کا خیال رکھا ہے۔ حلال کا نوالہ کھلایا ہے۔ جبکہ تمہارے تایا جس طرح رشوت لے کر امیر ہوئے ہیں سب جانتے ہیں لیکن تم ہمیشہ سے ظاہری چمک دمک سے ہی متاثر رہی ہو۔ تمہارے باپ نے ان دو بیٹیوں سے زیادہ تمہارا خیال کیا۔ تمہیں شہزادیوں کی طرح رکھا اور تم اس بات کو دقیانوسی کہہ رہی ہو، حد

ہوتی ہے خود غرضی کی مینا۔"
غصے سے بولنے کی وجہ سے ان کا سانس پھولنے لگا تھا۔ ناجیہ نے قریب جا کر ان کی پشت کو سہلایا تھا۔
"امی! آپ تو ریلیکس ہو جائیں۔"
"خاک ریلیکس ہو جاؤں۔" انہوں نے غصے سے ناجیہ کا ہاتھ جھٹکا۔
"یہ شروع سے ہی خود غرض ہے۔ جس باپ نے اس کی خواہش پوری کرنے کے لیے پتا نہیں کہاں کہاں دھکے کھائے۔ اس باپ کی کمائی پر سوال اٹھا رہی ہے۔ شکر کرو اچھی صورت کی وجہ سے کسی نے پوچھ بھی لیا ہے ورنہ یہ شہزادہ گلفام کتابوں کہانیوں میں ہی ملتے ہیں۔ ہم جیسے سفید پوش لوگوں کو عزت دار شریف لوگ مل جائیں وہی بہت ہے۔"
"میں نے شرافت کا اچار نہیں ڈالنا۔ کیا کروں گی ایسے آدمی کی شرافت کا جس کی جیب خالی ہو جو مجھے پسند نہیں ہوگا میں کیسے اسے برداشت کروں گی وہ بھی شوہر کے روپ میں۔"
وہ اتنا کچھ سن کر بھی اپنی بات پر جمی تھی انہوں نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔
"تم اس قابل نہیں تھیں کہ تم سے پوچھا بھی جاتا لیکن ہم نے تمہاری رائے مانگ کر تمہیں عزت دی جو تمہیں راس نہیں آئی بہرحال میں تمہیں بتا دوں تمہارے پاپا نے زرینہ آپا کو ہاں کر دی ہے۔"
"کیا؟" وہ اچھل پڑی تھی "امی میں مر جاؤں گی لیکن کسی گاؤں میں شادی نہیں کروں گی اگر آپ لوگوں نے یہی سب کرنا تھا تو مجھے اتنا پڑھانے کی ضرورت کیا تھی۔" اس کا غصہ بے بسی میں ڈھل گیا تھا۔
"زرینہ آپا بہت اچھی خاتون ہیں۔ بے شک ان کے پاس کوئی ڈگری نہیں لیکن عمر کا بڑا تجربہ ہے جو کسی ڈگری والے کے پاس نہیں تھا۔ خاندانی صاحب حیثیت عورت ہیں تمہاری فیس جو لاکھوں میں جاتی ہے ناجیہ کی شادی پر جو خرچ ہوا۔ تمہیں پتا ہے کیسے ہوا۔ کسی نے ہماری مدد نہیں کی۔ تمہارے امیر تایا نے بھی نہیں۔ یہ زرینہ آپا تھیں جنہوں نے ایک لفظ جتائے بغیر ہماری مدد کی اور اب بھی اتنی چاہت سے تمہارا رشتہ مانگا ہے جہیز کے نام پر انہیں ایک تنکا بھی نہیں چاہیے۔"
وہ جو برستی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہی تھی ایک دم مسکرائی تھی۔ "تو ان کے احسانوں کا بدلہ آپ لوگ یوں چکا رہے ہیں مجھے قربانی کا بکرا بنا کر۔ اس طرح آپ لوگ جہیز کے خرچے سے بھی بچ جائیں گے۔ واہ! اچھی ڈیلنگ ہے۔ کتنی قیمت لگی ہے پھر میری؟" وہ ان کے قریب آ کر بولی۔
عمرانہ کا ضبط اب جواب دے گیا تھا انہوں نے اس کے منہ پہ تھپڑ مارا تھا۔
"تم جیسی اولاد ہوتی ہے جو ماں باپ کو ذلیل کرتی ہے۔"
"میں نے آپ کو اپنا جواب بتا دیا ہے" کہہ کر وہ باہر جانے لگی تھی۔ تب ہی دروازے میں کھڑے غفور صاحب کو دیکھ کر وہ ایک پل کے لیے سن ہو گئی تھی۔ اس کی نظریں جھک گئی تھیں اور انہی جھکی نظروں کے ساتھ وہ کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔
اگلے دن وہ کسی سے ملے بغیر گھر سے نکل آئی تھی اسے اپنے ماں باپ سے گلہ تھا جنہوں نے اس کے احساسات کا کوئی خیال نہیں کیا تھا۔ اس سے پوچھے بغیر اس کا رشتہ طے کر دیا تھا وہ بھی ایک پینڈو کے ساتھ صرف اس لیے کہ وہ جہیز نہیں لے رہے۔ اس لیے کہ ناجیہ کے جہیز کے لیے انہوں نے مدد کی۔ اس وجہ سے وہ خود کو قربان کر دے وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی اسے دیکھے بغیر اس شخص سے چڑ ہو گئی تھی جو زرینہ آپا کا بیٹا تھا۔
اس کو یہاں آئے دو ہفتے ہو گئے تھے ایگزامز قریب ہونے کی وجہ سے وہ زیادہ بزی ہو گئی تھی۔ امی پاپا سے وہ بات نہیں کر رہی تھی۔ صرف ناجیہ کا فون اٹینڈ کر لیتی تھی وہ ہر فون پر اسے سمجھانے کی ہر ممکن کوشش کرتی تھی لیکن سمجھایا بھی اسے جاتا ہے جو سمجھنا

www.zemtime.com
ZEM Time SINCE 2014

چاہتا ہو جبکہ وہ اپنے طور پر اپنا فیصلہ سنا چکی تھی۔

''تمہارا جانا ضروری ہے؟'' زینا نے نم آنکھوں سے رابعہ کو دیکھا۔

''یار ایک سال ہو گیا ہے گھر والوں سے ملے یہ ایک ماہ فری ہے سوچا مل آؤں گی۔ واپس تو پھر یہیں آنا ہے اور تم کیوں اداس ہو رہی ہو۔ میں روز فون کروں گی۔ تم بھی جا کر یہ فراغت انجوائے کرو پھر فائنل میں تو ہمیں سر کھجانے کی فرصت نہیں ملنی۔'' رابعہ خود اداس تھی لیکن ظاہر نہیں کر رہی تھی۔

''تم کب نکلو گی؟''

''میں کل صبح جاؤں گی۔'' اس نے آنکھیں صاف کرتے ہوئے کہا۔ رابعہ نے ایک نظر اسے دیکھا اور قریب آ کر اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔

''تم بہت منفرد ہو زینا، اور بہت اچھی ہمیشہ ایسی ہی رہنا۔ کسی کے لیے خود کو نہ بدلنا۔'' زینا اس کی بات کا پس منظر نہیں جانتی تھی لیکن پھر بھی اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ''چلو خیر، اپنا خیال رکھنا پھر ملاقات ہو گی۔ میری رائیڈ آ گئی ہے۔'' وہ جلدی سے اپنا بیگ گھسیٹتی ہوئی باہر نکلی تھی۔

☆☆☆

وہ کب سے گیٹ سے کچھ فاصلے پر گاڑی کھڑی کیے آتے جاتے لوگوں کو دیکھ رہا تھا، وہ جسے ڈھونڈ رہا تھا اسے اس سے بھی دیکھنا تھا اسے اس بات کی بھی پریشانی تھی۔ کل اس نے سائرہ اور رابعہ کو فون پر بات کرتے سن لیا تھا جس میں زینا کے باپ کا بھی ذکر آیا تھا۔ اسی وقت اس کے دماغ نے سوچ لیا تھا اسے کیا کرنا ہے لیکن اب ایک گھنٹے سے کھڑا وہ تھک گیا تھا تب ہی ایک کار گیٹ کے آگے آ کر رکی اور اس میں سے ایک درمیانی عمر کا آدمی نکلا تھا اور تب ہی گیٹ سے رابعہ بھی نکلی تھی اور جس طرح وہ اس شخص سے ملی تھی زین کے شک کی تصدیق ہو گئی تھی۔ اس نے مسکرا کر زینا کو میسج کیا اور رابعہ کے جاتے ہی تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھا۔

''ایکسکیوزمی'' کی آواز پر غفور صاحب نے مڑ کر دیکھا جہاں کوئی لڑکا کھڑا انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔

''آپ نے مجھے بلایا؟''

''جی انکل! آپ زینا کے فادر ہیں نا؟'' اس نے اشتیاق سے پوچھا کسی لڑکے کے منہ سے زینا کا نام سن کر بہت حیران ہوئے تھے۔ ''جی''۔

''میں زین ہوں زینا کا بوائے فرینڈ۔'' اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر کہا جبکہ غفور صاحب ساکت ہو گئے تھے۔

''اوسوری فرینڈ!'' وہ گھبرانے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے بولا۔ ''مجھے پتا ہے اس نے آپ کو ہمارے بارے میں نہیں بتایا ہو گا۔ ہم ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں لیکن وہ شاید آپ سے ڈرتی ہے دوسرا میرے گھر والے بھی نہیں مان رہے میں تو چپ کر گیا تھا لیکن زینا مجھ پر زور دے رہی کہ ہم کورٹ میرج کر لیتے ہیں میرا دل تو نہیں مان رہا لیکن اب اس کی بات رد بھی نہیں کر سکتا۔''

''تم جھوٹ بول رہے ہو۔'' بڑی دیر بعد غفور صاحب کے منہ سے بمشکل یہ الفاظ نکلے تھے۔ ''مجھے پتا تھا آپ نہیں مانیں گے اس لیے آپ کو ثبوت بھی دوں گا ابھی میں نے اسے بلایا ہے۔ وہ آئے گی آپ خود دیکھ لینا۔'' کہنے کے ساتھ وہ ہال والے گیٹ کی طرف چلا گیا تھا جہاں سے زینا کو آنا تھا۔ وہاں سے وہ اس کو دیکھ سکتے تھے لیکن وہ انہیں نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اور زینا کو آتا دیکھ کر ان کا دل چاہا کاش وہ یہاں اچانک نہ آتے تو کچھ تو بھرم رہ جاتا۔

''جی فرمائیے'' وہ اسے دیکھ کر سخت لہجے میں بولی۔

''زینا! میں آپ سے معافی مانگنے آیا ہوں۔ میری وجہ سے آپ کو تکلیف ہوئی میرا ارادہ آپ کو فون کر کے پریشان کرنے کا نہیں تھا۔ دراصل میں دل کا بہت صاف ہوں جو دل میں ہو کہہ دیتا ہوں۔ مجھے آپ اچھی لگیں میں نے دوستی کا ہاتھ بڑھایا جو آپ کو اچھا نہیں لگا اور میں آپ کی اس بات کا احترام کرتا ہوں سو نیکسٹ ٹائم آپ کو میری وجہ سے

www.zemtime.com

کوئی پرابلم نہیں ہوگی ویسے بھی میں کچھ دنوں تک امریکہ جارہا ہوں پھر شاید کبھی ملاقات نہ ہو تو اگر آپ نے مجھے معاف کر دیا ہو تو یہ قبول کرلیں۔"

اس نے اتنے اچھے طریقے سے معذرت کی کہ زینا کا سارا غصہ ختم ہو گیا اس نے مسکرا کر گلاب کے وہ پھول تھام لیے تھے جبکہ دور کھڑے غفور صاحب کا رنگ سفید پڑ گیا تھا۔

"بہت بہت شکریہ زینا!" وہ کہہ کر مڑ گیا اور گیٹ سے نکلنے سے پہلے اس نے دائیں طرف کچھ فاصلے پر کھڑے غفور صاحب کو دیکھا اور پھر زینا کو۔

"آپ بہت اچھی ہیں زینا! آئی لو یو۔"

آخری دو لائنیں اس نے جان بوجھ کر زور سے بولی تھیں زینا نے حیرت سے اس کی بے تکی بات سنی تھی۔

اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے لیکن وہ گیٹ سے اوجھل ہو چکا تھا۔ وہ سر جھٹکتے ہوئے مڑی لیکن مڑتے ہی زمین و آسمان اس کے آگے گھوم گئے تھے۔ وہ بالکل ساکت کھڑی تھی حتیٰ کہ وہ چلتے ہوئے اس کے بالکل سامنے آ گئے تھے۔ اس نے ساری زندگی ان کو اتنا سنجیدہ نہیں دیکھا تھا وہ بُری طرح ڈر گئی تھی۔

"سامان لے کر آؤ اپنا۔" کہہ کر وہ باہر نکل گئے تھے۔ سارا راستہ اس نے ڈرتے ہوئے گزارا تھا لیکن وہ منہ دوسری طرف کیے اس سے بالکل بے نیاز بیٹھے تھے۔

گھر پہنچتے ہی وہ اسے دیکھے بغیر اندر چلے گئے تھے اور وہ اسی طرح سر جھکائے ان کے پیچھے آئی تھی۔ بیگ کمرے میں رکھ کر وہ کتنی دیر ہاتھوں کو مسلتی پریشان کھڑی رہی۔ تب ہی سونیا تیزی سے اندر آئی تھی اور آتے ہی بڑے جارحانہ انداز میں اسے بازو سے تھاما تھا۔

"کیا ہوا ہے پاپا کیوں رو رہے ہیں۔"

زینا نے چونک کر اسے دیکھا اور ایک پل ضائع کیے بغیر ان کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ عمرانہ ان کے قریب پریشان صورت لیے کھڑی تھی۔ وہ سیدھی ان کی طرف آئی تھی اور گھٹنوں کے بل ان کے سامنے بیٹھ گئی۔

"پاپا! پلیز ایک بار میری بات سن لیں، جیسا آپ سوچ رہے ہیں ویسا کچھ نہیں۔"

غفور صاحب نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا جن کی آنکھیں اور چہرہ دونوں گیلے تھے۔

"کوئی تمہارے بارے میں آ کر ایسا کہتا تو میں کبھی یقین نہ کرتا اپنی تربیت پر مجھے یقین تھا پر میں آنکھوں دیکھے کو کیسے جھٹلا دوں۔ مجھے اتنا بتاؤ مینا! میرے پیار اور تربیت میں کہاں کمی رہ گئی جو تم نے چور راستہ اختیار کیا۔ میں نے محدود وسائل میں تمہاری ساری ضرورتیں پوری نہیں کیں۔ کبھی حرام کا ایک لقمہ تم لوگوں کے حلق میں نہیں جانے دیا پھر بھی تم نے حرام راستہ چنا میں نے وہاں تمہیں پڑھنے بھیجا تھا۔ تمہاری یہ خواہش پوری کرنے کے لیے میں کتنا مقروض ہوا کس طرح نظریں جھکا کر ذلیل ہو کر میں لوگوں سے پیسوں کا تقاضا کرتا تھا۔ اگر تم وہ شرمندگی دیکھ لیتیں تو اپنے لیے موت مانگ لیتیں۔ لیکن باپ کو یہ دن نہ دکھاتیں۔" وہ جو برستی نظروں سے انہیں سن رہی تھی تڑپ کر بول پڑی۔

"پاپا! میرا یقین کریں، میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جس سے آپ کو ذلیل ہونا پڑے وہ میری دوست کا بھائی ہے جسے آپ نے دیکھا۔ آج سے پہلے میں کبھی اس سے ملی بھی نہیں۔ اس نے ایک دو دفعہ مجھے فون کیا تھا۔ آج بھی وہ مجھ سے معافی مانگنے آیا تھا۔"

غفور صاحب نے ناراضی سے اسے دیکھا۔

"جھوٹ مت بولو زینا! وہ لڑکا خود مجھے بتا کر گیا کہ وہ تمہارا دوست ہے اور تم اسے کورٹ میرج کے لیے مجبور کر رہی ہو جبکہ وہ ایسا نہیں چاہتا اسے ماں باپ کی عزت کا خیال تھا جبکہ تم نے تو شاید ماں باپ کو مرا ہوا سمجھ لیا ہے۔"

ان کے انکشاف پر اس کی آنکھیں پھٹنے کے قریب کھل گئی تھیں۔

"یہ جھوٹ ہے پاپا! وہ تڑپ کر بولی۔

"تو وہ بھی جھوٹ ہے جو میں نے اپنی آنکھوں

www.zemtime.com

سے دیکھا۔ تم نے مسکرا کر اس کے ہاتھوں سے پھول نہیں لیے تھے اور وہ جاتے ہوئے جو بے ہودہ باتیں کہہ کر گیا کہ وہ تم نے نہیں سنی تھیں۔"

"پاپا! میرا یقین کریں، میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔"

وہ لڑکا جب مجھے بتا رہا تھا۔ میرا دل کر رہا تھا ۔زمین پھٹے اور میں اس میں سما جاؤں۔ لوگوں نے ہمیشہ مجھ پر باتیں بنائیں کہ میری تین بیٹیاں ہیں ۔لیکن میں نے کبھی افسوس نہیں کیا۔ اور بیٹیوں کو ہمیشہ بیٹوں کی طرح سمجھا۔ لیکن اب سمجھ آیا ہے۔ لوگ بیٹیوں سے نہیں اپنی عزت سے ڈرتے ہیں، میں نے ہمیشہ تمہیں ناجیہ اور سونیا سے زیادہ پیار کیا۔ تمہاری جائز ناجائز ہر خواہش کو پورا کیا۔ بدلے میں تم نے مجھے یہ انعام دیا۔ میرا اعتماد توڑ دیا۔ میں بہت بزدل آدمی ہوں۔ شاید ہر شریف آدمی ہوتا ہے برسوں لگا کر میں نے یہ عزت کمائی ہے اور تمہاری وجہ سے میں اسے کھونا نہیں چاہتا۔"

کہہ کر انہوں نے چہرے پر ہاتھ پھیر کر آنسو صاف کیے تھے۔

"اگر یہ نہ ہوتا تو میں تمہیں وقت دیتا لیکن اب تمہارا نکاح وہیں ہوگا جہاں میں چاہوں گا کیونکہ تمہاری جیسی خودسر اور احسان فراموش لڑکی کو میں مزید برداشت نہیں کر سکتا۔" بات کے آخر تک ان کا لہجہ پتھریلا ہو گیا تھا۔ اپنے باپ کا یہ روپ اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نے مڑ کر ماں کو دیکھا لیکن انہوں نے بھی ناراضی سے منہ موڑ لیا۔ کوئی اس کا یقین نہیں کر رہا تھا۔ وہ اس وقت خود کو بے بس محسوس کر رہی تھی۔

☆☆☆

رات سے صبح ہو گئی تھی ایک تو روتے اور دوسرے رت جگے کی وجہ سے اس کی آنکھیں سوج گئی تھیں اسے اب سمجھ میں آیا کہ زین نے وہ دو جملے کیوں بولے یقیناً پاپا کو سنانے کے لیے لیکن اس نے اس کے ساتھ ایسا کیوں کیا۔ اسے اپنا قصور سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

اس نے سائرہ کا نمبر ملایا ایک بار نہیں بار بار لیکن وہ بند تھا۔ وہ کل سے کمرے میں بند تھی لیکن کسی نے اسے کھانے کا پوچھنا تو دور کمرے میں جھانک کر بھی نہیں دیکھا تھا۔

شام کو جب وہ بھوک سے نڈھال ہو کر غنودگی میں جا رہی تھی تو دروازہ کھلنے پر بمشکل آنکھیں کھولی تھیں جہاں ٹرے لیے ناجیہ اندر آئی تھی اسے دیکھتے ہی اس کی آنکھیں پھر آنسوؤں سے بھر گئی تھیں ۔ناجیہ نے ایک نظر اسے دیکھ کر ٹرے اس کے آگے رکھ دی اور خود اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ زینا خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔

"کھانا کھا لو۔" اس کی نظروں کے جواب میں ناجیہ نے کہا تھا بھوک سے اس کا سر بری طرح گھوم رہا تھا اس لیے کسی نخرے کے بغیر اس نے کھانا شروع کر دیا تھا۔

"پرسوں تمہارا نکاح ہے۔" نوالہ زینا کے حلق میں اٹک گیا تھا۔ بڑے زور کا ٹھسکا لگا تھا۔ کھانستے کھانستے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ ناجیہ نے جلدی سے گلاس اس کے ہونٹوں سے لگایا تھا جسے اس نے بمشکل دو گھونٹ پیا تھا۔

"باجی! پاپا کیسے میرے ساتھ ایسا کر سکتے ہیں۔" وہ روتے ہوئے بولی۔

"جیسے تم ان کے پیار کے بدلے میں انہیں دھوکا دے سکتی ہو۔" زینا نے دکھ سے اسے دیکھا۔

"آپ بھی مجھے غلط سمجھ رہی ہیں۔"

"اگر تم صحیح ہو تو پھر وہ لڑکا کون تھا جو پاپا سے ایسی بکواس کر کے گیا۔"

"باجی! مجھے نہیں پتا۔ اس نے ایسا کیوں کیا، میں خود حیران ہوں۔"

"میں نہیں جانتی زینا! سچ کیا ہے لیکن پاپا ابھی بہت ڈس ہارٹ ہیں انہوں نے پرسوں جمعہ کے بعد تمہارا نکاح طے کر دیا ہے۔"

(باقی آئندہ ماہ ان شاء اللہ)

☆☆

www.zemtime.com

مریم عزیز

ناولٹ

حاصلِ زندگی ہے تو

غفور صاحب ایک مڈل کلاس گھرانے کے ایمان دار آفیسر تھے۔ ان کے بھائی کے گھر میں دولت کی ریل پیل تھی کیوں کہ انہیں حرام حلال کا کوئی خیال نہ تھا۔

غفور صاحب کی تین بیٹیاں ہیں۔ زینا سب سے چھوٹی لاڈلی اور خوب صورت ہے پڑھائی میں اچھی ہے ضد کرکے دوسرے شہر کی مہنگی یونی ورسٹی میں داخلہ لے لیتی ہے بڑے گھر کی لڑکیوں سے دوستی پر اس کا احساس کمتری بڑھ جاتا ہے۔ بہن کی شادی پر ددھیالی امیر خاتون اسے اپنے بیٹے کے لیے پسند کرلیتی ہیں۔

دوست کا بھائی زین اس سے دوستی کرنا چاہتا ہے زینا کردار کی مضبوط لڑکی ہے وہ اسے باپ کی نظروں میں گرادیتا ہے اور وہ غصے میں اس کی فوراً شادی طے کردیتے ہیں۔

دوسری اور آخری قسط

"پاپا سے کہیں میرا گلا دبا دیں لیکن میرے ساتھ یہ ظلم نہ کریں۔ میں کسی ان پڑھ کے ساتھ ساری زندگی نہیں گزار سکتی۔ ایک شخص جسے میں جانتی نہیں دیکھا تک نہیں جسے میں پسند نہیں کرتی۔ کیسے اس کے ساتھ زندگی گزاروں گی، میں مرجاؤں گی باجی!"

وہ اس کے ہاتھ پکڑ کر روتے ہوئے ملتجی انداز میں بولی تو ناجیہ نے اپنے ہاتھ چھڑوا کر اس کے آگے جوڑ دیے۔

"ہم پر رحم کرو زینا! پاپا کی جتنی بے عزتی کروانی تھی۔ تم کرواچکی ہو اب وہی کرو جو وہ کہہ رہے ہیں ماں باپ سے زیادہ صحیح فیصلہ اور کوئی نہیں کرسکتا۔"

"نہیں میں نہیں کروں گی۔" وہ آنسو صاف کرتے ہوئے ضدی لہجے میں بولی۔

"پاپا کی طبیعت کل سے بہت خراب ہے یہ نہ ہو تمہارا انکار انہیں کسی بڑی تکلیف میں مبتلا کردے۔ بہتر ہے تم خود کو اس نکاح کے لیے تیار کرلو کیونکہ یہ طے ہے کہ وہ لوگ جمعے کو آرہے ہیں۔"

وہ یہ کہہ کر اس کے آگے سے ٹرے اٹھا کر لے گئی تھی۔

وہ ماں کے پاس گئی ان کی منت کی تھی وہ جیسے کہیں گے وہ کرے گی۔ لیکن اس کا ایم بی اے مکمل ہونے دیں۔ لیکن کوئی بھی اس کی بات سننے کا روادار نہیں تھا۔

سونیا نکاح کا جوڑا اور جیولری بیڈ پر رکھ کر چلی گئی تھی۔ وہ کتنی دیر تک اس جوڑے کو دیکھتی رہی۔ اپنی شادی کو لے کر اس کے کتنے ارمان تھے۔ سب خاک ہوگئے۔ سرخ جوڑے میں اسے اپنے ارمانوں کا خون نظر آرہا تھا اس نے ناجیہ کو ہر چیز کے لیے منع کر دیا تھا نہ اس نے مہندی لگوائی تھی اور نہ بیوٹی پارلر جانے کی حامی بھری تھی۔

لیکن اس کے منع کرنے کے باوجود ناجیہ نے اپنی دوست کو بلا لیا تھا جو بیوٹیشن تھی۔ اس کے منع کرنے پر عمرانہ اسے ایک طویل لیکچر دے کر گئی تھیں جس کا لب لباب ان کی عزت رشتہ داروں کا ڈراوا وغیرہ وغیرہ۔ وہ خاموشی سے آئینے کے آگے جا کر بیٹھ گئی، ناجیہ کی دوست کے ہاتھ بڑی تیزی سے اس کے چہرے پر چل رہے تھے۔

اپنا چہرہ دیکھتے ہوئے ایک پل کے لیے اس کی آنکھیں بھر آئی تھیں۔ کیسے وہ ناجیہ اور سونیا کو بتاتی کہ

کہ اپنی شادی پر وہ شہر کی بہترین بیوٹیشن سے تیار ہوگی۔
لیکن اب اس نے شیشے میں سے ایک نظر ناجیہ کی دوست کو دیکھا اور تیزی سے پلکیں جھپک کر آنسو اندر اتارے۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو زینا!" ناجیہ کی دوست نے تنقیدی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے تعریف کی تھی۔ تب ہی ناجیہ تیزی سے اندر آئی تھی اور بڑا سا جالی کا کام دار دوپٹہ اس کے اوپر ڈال کر اس کا چہرہ ڈھانپ دیا تھا۔

پاپا، پھوپھو، تایا جی کے ساتھ فرحان بھائی اور نکاح خواں اندر داخل ہوئے تھے اس کی ہتھیلیوں میں پسینہ اتر آیا تھا۔

"زینا غفور ولد غفور اصغر آپ کا نکاح طلال احمد

ولد احمد جمال سے بہ عوض پانچ لاکھ حق مہر طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ہے۔"

اس نے سرخ دوپٹے کے پیچھے سے نظریں اٹھا کر باپ کو دیکھا جو مضطرب انداز میں اپنے ہاتھوں کو جکڑے ہوئے تھے۔

"قبول ہے۔" وہ جیسے تھک کر بولی۔ اور غفور صاحب کی اٹکی ہوئی سانس بحال ہوئی تھی۔ وہ جلدی سے باہر نکل گئے تھے۔ باقی کمرے میں موجود لوگوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے دعائیں دی تھیں۔ کمرہ خالی ہو گیا تو ہر سو خاموشی چھا گئی۔ لیکن کیرے سے زیادہ اسے دل کی خاموشی محسوس ہو رہی تھی وہ ویسے ہی سر جھکائے بیٹھی رہی۔

دروازہ کھلا تھا عمرانہ، ناجیہ اور سونیا کے ساتھ زرینہ بیگم اندر آئی تھیں انہوں نے قریب آتے ہی دوپٹہ ہٹا کر اس کا چہرہ دیکھا تھا۔

"ماشاءاللہ۔" کہنے کے ساتھ انہوں نے اس کی پیشانی چومی تھی۔ "کروڑوں میں ایک ہے میری بہو۔" وہ خوشی سے کہہ رہی تھیں۔ "سدا سہاگن رہو۔" وہ ایک بار پھر اس کا سر چوم کر بولیں اور دوپٹے سے دوبارہ اس کا چہرہ ڈھانپ دیا۔

سب باری باری مبارک باد دینے آ رہے تھے جسے اس کی ساس خوش دلی سے قبول کر رہی تھیں۔ — مووی بھی بن رہی تھی اور تصویریں بھی کھینچی جا رہی تھیں لیکن جو مہمان خصوصی تھی، اس کا چہرہ ڈھکا ہوا تھا اب اسٹیج پر اس کے ماں باپ بہنوں کے ساتھ تایا اور پھوپھو کی فیملی بھی تھی تب ہی مبارک باد دینے کے بعد تائی جی نے اپنا منہ کھولا۔

"آہا! آپ ناجیہ کی شادی پر آئی تھیں، تب تو بھنک تک لگنے نہیں دی آپ نے کہ آپ کا کوئی ایسا ارادہ ہے اور تو اور، ہفتہ پہلے غفور میاں آئے تھے انہوں نے بھی کچھ نہیں بتایا یہ اچانک ایسی کون سی ایمرجنسی ہو گئی تھی۔"

تائی جی کی بات پر غفور صاحب کا رنگ اڑا تھا، انہوں نے گھبرا کر زرینہ آپا کا منہ دیکھا جو مسکرا رہی تھیں۔

"غفور کی تینوں بیٹیاں مجھے شروع سے بہت پسند ہیں اور ناجیہ کی شادی پر مینا کو دیکھ کر میں نے فیصلہ کر لیا تھا، میرے سونے آنگن میں یہی مینا چہکے گی تب ہی میں نے غفور سے بات کر لی تھی وہ تو ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا تھا، میں نے ہی زور دیا، منا تو کام پر چلا جاتا ہے میں سارا دن اتنے بڑے گھر میں بوکھلائی بوکھلائی پھرتی ہوں، بہو آ جائے گی تو رونق ہو جائے گی میرا دل بھی لگ جائے گا اسی لیے میں نے غفور پر زور دیا، سادگی سے نکاح کر دے ولیمہ ہم شان دار کریں گے۔"

یعنی وہ اسے اپنا دل بہلانے کے لیے لے کر جا رہی تھیں۔ ساری بات میں اسے بس یہی سنائی دیا تھا۔

"چلیں اچھا ہے غفور کا بوجھ کم ہوا، اب اگلے ماہ نوشی کی شادی ہے لیکن ہم سارے فنکشن کر رہے ہیں آپ نے ضرور آنا ہے، زینا اور طلال کو بھی ضرور لے کر آنا ہے، ویسے بھی زینا تو نوشی کی بڑی اچھی دوست ہے۔"

یہ آواز تایا جی کی تھی۔

"اللہ اچھے نصیب کرے ویسے نوشی نظر نہیں آ رہی۔"

"اب پتا تو نہیں تھا نا کہ اچانک زینا کا نکاح ہو جائے گا، اس کا پہلے سے اپنی ساس اور نند کے ساتھ شاپنگ کا پروگرام تھا ان کے ساتھ لاہور شاپنگ کے لیے گئی ہے، بڑے اچھے لوگ ہیں ہر چیز نوشی کی پسند کی لے رہی ہیں۔"

اب کے تائی جی نے یہ بتانا ضروری سمجھا تھا۔

"چلو اچھی بات ہے۔"

زرینہ بیگم نے کہہ کر بات ختم کر دی تھی۔

رخصتی کے وقت سب ہی اس کے گلے لگ کر آبدیدہ ہو گئے صرف وہی تھی۔ جس نے ایک آنسو نہیں بہایا تھا۔ گاڑی میں مکمل خاموشی تھی اگلی سیٹ پر طلال اور اس کا دوست تھا، جو کار ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ پچھلی سیٹ پر وہ اور زرینہ بیگم تھے۔ بھوک کی وجہ سے اور کچھ اعصابی تھکن کی وجہ سے اسے چکر آ رہے تھے گاڑی میں اے سی چل رہا تھا لیکن پھر بھی اسے پسینہ آ رہا تھا۔

www.zemtime.com

☆☆☆

"منا اور کتنی دیر ہے۔"

اس کے دل کی بات زرینہ بیگم نے پوچھ لی تھی۔

"بس تھوڑی دیر ہے۔"

گاڑی میں بھاری اور گھمبیر آواز گونجی تو زمینا نے بے ساختہ گہرا سانس لیا۔ ساتھ بیٹھی زرینہ بیگم نے چونک کر اُسے دیکھا۔

"تھک گئی ہے میری بیٹی۔"

کہنے کے ساتھ انہوں نے اس کا ہاتھ تھاما جو بے حد سرد تھا۔

"طبیعت ٹھیک ہے تمہاری۔"

انہوں نے پریشانی سے پوچھا تو اگلی سیٹ پر بیٹھے طلال نے مڑ کر دیکھا اور پھر اپنے دوست کی مسکراہٹ محسوس کر کے چہرہ واپس موڑ لیا۔

"میں ٹھیک ہوں۔" ان کے مسلسل استفسار پر اسے بولنا پڑا۔

"شیشے کھول دوں آنٹی۔"

طلال کے دوست نے کہتے ہوئے بٹن دبا کر شیشے نیچے کر دیے تھے ٹھنڈی خوش گوار ہوا اندر داخل ہوتے ہی جیسے اسے سکون ملا تھا اردگرد شاید کھلی جگہ تھی کیونکہ ہوا کافی سرد تھی۔ کچھ دیر بعد گاڑی رک گئی تھی اس نے جالی کی اوٹ سے دیکھا۔ وہ ایک بڑا سا حویلی نما گھر تھا جو مکمل طور پر لائٹوں سے سجا تھا بلکہ گھر کے اطراف اور دور تک جو سڑک جاتی تھی وہ بھی روشنیوں سے سجی تھی گاڑی رکتے ہی کافی لوگ گیٹ سے باہر نکل کر گاڑی تک آئے تھے۔

"آؤ بیٹا۔" زرینہ بیگم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کار سے باہر نکلنے میں مدد دی تھی۔ زرینہ نے دونوں کو ساتھ کھڑا کر کے ان کے سر سے کئی نوٹ وار کر ساتھ کھڑی عورت کو دیئے تھے۔ ساتھ ہی زبردست فائرنگ شروع ہو گئی تھی وہ جو اپنے دھیان میں تھی۔ بڑے بے ساختہ انداز میں ساتھ کھڑے طلال کے بازو کو پکڑا تھا۔ اس کی یہ حرکت بڑی بے ساختہ تھی۔

طلال نے چونک کر اس کے جھکے سر کو دیکھا اور مسکرا کر سامنے نظر ڈالی۔ اس کے سامنے گن لیے اس کے دوست مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"ہا بھابھی نے ابھی سے بھائی کو قابو کر لیا ہے۔"

اپنے دائیں طرف سے مسکراتی جتاتی آواز پر زمینا کو اپنی حرکت کا احساس ہوا تھا، اس نے نہ صرف اس کا بازو چھوڑا تھا بلکہ دو قدم دور ہٹی تھی۔

"اسے اندر تو آنے دو ابھی سے شروع ہو گئے ہو تم لوگ۔"

زرینہ بیگم کی مسکراتی آواز پر اس کا سر مزید جھک گیا تھا۔ گیٹ کے پاس پہنچ کر انہوں نے دونوں کو رکنے کا اشارہ کیا۔ دو ہٹے کٹے بکرے اس کی نظروں کے سامنے آئے تھے وہ بے ساختہ ڈر کر پیچھے ہٹی اس کا لہنگا شاید بیل میں اٹکا تھا۔ اس سے پہلے وہ گرتی ساتھ کھڑے شخص نے ایک بار پھر اسے سنبھال لیا تھا اب کی بار چاروں طرف سے قہقہوں کی آواز سن کر اس کا دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

"طلال! تمہاری بیوی تو بڑی ڈرپوک ہے۔"

ایک تیز چبھتی طنزیہ آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ تو اس نے غصے سے اپنا نچلا ہونٹ کچلا۔

"چپ کر جاؤ ثنا۔" زرینہ بیگم کا انداز تنبیہی تھا۔

"چلو بیٹا! اس کو ہاتھ لگا دو تا کہ یتیم خانے بھجوا دیں۔" زرینہ بیگم کی آواز پر اس نے ڈرتے ڈرتے ان کالے بکروں کو دیکھا جو سر اٹھائے اسے ہی گھور رہے تھے۔

"بھابھی ڈر گئی ہیں طلال ریڈی رہو۔"

ایک مردانہ شرارتی آواز آئی تو سب پھر ہنس پڑے تھے۔

"چپ رہو ابو بکر۔"

زرینہ بیگم نے گھور کر اسے خاموش کروایا۔

"منا! مینا کا ہاتھ پکڑ کر بکرے کو لگواؤ۔" زمینا نے اس حکم پر گہرا سانس لیا۔ اب وہ ہاتھ کھینچ کر مزید سب کو ہنسنے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی طلال نے بڑے آرام سے اس کا ہاتھ پکڑ کر دونوں بکروں کے سر پر رکھا تھا۔

www.zemtime.com

"نوراں! بھابھی بھائی کے لیے جوس لے کر آؤ۔" زرینہ بیگم نے کسی سے کہا تھا۔

"بے جی! اب تو بھابھی کا مکھڑا دکھادیں کب سے اسی انتظار میں بیٹھے ہیں۔"

نوراں کی بے تکلفی سے لگتا تھا وہ زرینہ بیگم کی کوئی قریبی رشتہ دار ہے۔ اور بھی ایسی ہی فرمائشی آوازیں اٹھی تھیں۔

"اچھا بابا۔" زرینہ بیگم ہنسی تھیں۔

"منا بیٹا! تم ہٹاؤ اپنی دلہن کا گھونگھٹ۔"

اس بات پر وہاں شور شروع ہو گیا تھا جبکہ ان بے تکی رسموں پر زینا کا دل چاہ رہا تھا اپنا گھوم تا سر دیوار پر دے مارے۔ وہ اپنی سوچوں میں غرق تھی جب سرخ جالی دار دوپٹہ اس کے سر سے سرک گیا تھا۔ وہ جو اکتائی بیٹھی تھی اتنی ساری پرشوق نظریں محسوس کر کے سر مزید جھکا گئی۔

"بہت پیاری ہیں بھابھی، بے جی۔"

نوراں سب سے پہلے بولی تھی۔

"بہت مبارک ہو میرے بھائی۔" ابوبکر نے داد دیتی نظروں سے طلال کو دیکھا جو سب کی موجودگی کی وجہ سے ابھی تک اسے دیکھ نہیں سکا تھا سو مسکرا کر رہ گیا۔

"اچھا اب باقی باتیں کل کر لینا ابھی میرے بچوں کو آرام کرنے دو۔ نوراں بھابھی کو کمرے میں لے جاؤ۔"

نوراں اسے بیڈ کے درمیان میں بٹھا کر اب اس کا لہنگا پھیلا رہی تھی وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی وہ اٹھارہ انیس سال کی دبلی پتلی لڑکی تھی۔ جو اپنا کام کرتے ہوئے چپکے سے ایک نظر اس پر بھی ڈال لیتی تھی۔

"آپ کو بھوک تو نہیں لگی کچھ لاؤں آپ کے لیے۔" اس نے پوچھا تو بہت بھوک ہونے کے باوجود اس نے سر نفی میں ہلایا۔

"اگر آپ کو بھوک لگے تو وہاں ٹیبل پر فروٹس ہیں اور بسکٹ بھی ہیں لیکن اس کے باوجود کچھ اور چاہیے ہو تو طلال بھائی کو بتادیں میں بھجوادوں گی۔"

چکراتے سر کے ساتھ اس نے بمشکل سر ہلایا۔

اس کے جاتے ہی اس نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا تھا۔ اور وہ جو صبح سے ضبط کر کے بیٹھی تھی اب اسے رونا آ رہا تھا۔

"آپ نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ پاپا۔" وہ دل میں ان سے شکوہ کرنے لگی۔ "آپ نے اپنی مرضی کر لی میں بھی اب اپنی مرضی کروں گی نکاح کرنے سے میں کسی کی ملکیت نہیں ہوگئی۔"

وہ لہنگا سمیٹ کر بیڈ سے نیچے اتر آئی۔ اس نے نیم اندھیرے کمرے میں باتھ روم تلاش کرنا چاہا۔ اگر باتھ روم کمرے میں نہ ہوا تو اس خیال کے آتے ہی وہ روہانسی ہو کر رہ گئی۔ تب ہی دروازہ کھلا تھا اس نے چونک کر دیکھا اندر آنے والے نے دیوار پر لگے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مار کر لائٹ آن کر دی تھی۔ سارا کمرہ پل میں روشنیوں سے نہا گیا تھا۔ زینا کی نظریں بے اختیار سامنے کھڑے شخص پر گئی تھیں وہ کافی لمبا چوڑا مرد تھا۔ سفید شلوار قمیض میں اس کا قد اور جسامت مزید نمایاں ہو رہے تھے، اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی داڑھی تھی۔

وہ گہری نظروں سے اسے دیکھتا ہوا اس کی طرف بڑھا تھا۔ اپنی طرف آتا دیکھ کر اس کے حواس مختل ہونے لگے تھے اور اگلے ہی پل وہ چکرا کر بیڈ پر گری تھی اور وہ جو اس کے یوں دیکھنے پر مسکراہٹ دبائے اس کی طرف بڑھا تھا، اس کو آنکھیں بند کرتے اور پھر بیڈ پر گرتے دیکھ کر ایک پل کے لیے حیران ہوا اور پھر تیزی سے چلتا اس کے قریب آیا۔

"زینا۔"

☆☆☆

صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے اجنبی نظروں سے چھت کو دیکھا اور پھر جیسے یاد آنے پر تیزی سے اٹھی لیکن اٹھتے ہی سر چکرا کر رہ گیا۔

"اٹھ گئی میری دھی۔"

زرینہ بیگم کی آواز پر اس نے چونک کر دائیں طرف دیکھا جہاں وہ اس کے سرہانے بیٹھی مسکرا رہی تھیں۔ اس نے کن اکھیوں سے پورے کمرے کا

www.zemtime.com

جائزہ لیا وہ نہیں تھا۔ وہ کل والے کپڑوں میں تھی۔ بس زیور اور دوپٹہ غائب تھے۔

"کل تم بے ہوش ہو گئی تھیں منا پریشان ہو گیا تو مجھے بلا لایا میں رات کو تمہارے پاس ہی تھی۔ رات کو نوراں کمرے میں چلی گئی تھی تو مجھے مناسب نہیں لگا کہ اسے جگاؤں، ورنہ وہ تمہارے کپڑے تبدیل کروا دیتی۔"

زینا نے بے ساختہ جھرجھری لی۔

"نہیں آپ نے اچھا کیا۔"

"تم نہا لو میں ناشتا لگواتی ہوں بلکہ کمرے میں ہی بھجوا دیتی ہوں تم اور منا اکٹھے کر لینا پرسوں سے اس کی طبیعت بھی خراب ہے۔"

جو سوٹ اس کے ہاتھ آیا وہ اٹھا کر وہ باتھ روم میں گھس گئی لیکن باتھ روم اتنا بڑا اور خوب صورت تھا کہ وہ دروازے کے پاس ہی رک گئی۔ اسے لگ ہی نہیں رہا تھا وہ کسی گاؤں میں ہے۔ متاثر ہونے کا وقفہ بہت مختصر تھا وہ سر جھٹک کر باتھ ٹب کی طرف بڑھ گئی تھی۔

باہر آئی تو نوراں ٹیبل پر ناشتا لگا رہی تھی۔ پوری ٹیبل مختلف لوازمات سے بھری ہوئی تھی ایک دم اس کی بھوک چمک گئی تھی۔

"السلام علیکم بھابھی۔"

نوراں اسے دیکھ کر بولی تو اس نے مسکرا کر جواب دیا۔ تب ہی دروازہ کھول کر وہ اندر آیا تھا اس کی نظر اس پر پڑی تھی جو دوپٹہ لاپروائی سے ایک سائیڈ پر ڈالے بال کھولے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ اس کے حشکل دیکھنے پر اس نے بے ساختہ دوپٹہ خود پر پھیلا کر سر کو ڈھانپ لیا تھا۔

"بھائی کچھ اور چاہیے تو بتایئے گا۔"

اس کے سر اثبات میں ہلانے پر نوراں باہر نکل گئی تھی۔ وہ وہیں صوفے پر بیٹھ گیا جبکہ وہ ابھی تک کھڑی تھی۔

"ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔"

اسے یونہی کھڑا دیکھ کر اسے بولنا پڑا۔ مینا نے جھکی نظروں سے اسے دیکھا جو بریڈ پر جیم لگا رہا تھا وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی صوفے کے بالکل کنارے پر جا کر بیٹھ گئی۔ ان دونوں کے درمیاں اتنا گیپ تھا کہ با آسانی دو لوگ اور درمیان میں آ سکتے تھے۔ طلال نے ایک نظر موجودہ فاصلے کو دیکھا۔ اور دوسری نظر اس پر ڈالی جو صوفے پر سکڑی سمٹی بیٹھی تھی۔

"مجھے بھوک لگی ہے لیکن اتنی نہیں لگی کہ تمہیں کھا جاؤں۔"

وہ بریڈ پلیٹ میں رکھتا ہوا بولا۔

"سو آگے آ جاؤ۔" اس نے اپنے قریب صوفے پر ہاتھ رکھ کر اشارہ کیا لیکن زینا ویسے ہی بیٹھی رہی۔

"اگر میں آگے آیا تو پھر مجھے پیچھے کرنا تمہارے لیے مشکل ہو جائے گا۔"

اس کی بات پر زینا کا حلق خشک ہو گیا تھا وہ ایک پل ضائع کیے بغیر، تھوڑا کھسک کر آگے ہوئی تھی موجودہ فاصلہ کچھ کم ہو گیا تھا۔ طلال کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔ اس نے پلیٹ اس کے آگے کھسکائی اور تھوڑا سا آملیٹ بھی اس کی پلیٹ میں رکھا۔

"اسے ختم کرنا ہے۔" اس نے مزید دو سینکے ہوئے سلائس اس کے آگے کیے۔ اب وہ اس کے لیے چائے بنا رہا تھا۔

دونوں کے درمیان اب خاموشی تھی تبھی دروازہ کھول کر زرینہ بیگم اندر آئی تھیں۔

"السلام علیکم۔" وہ ان کو دیکھ کر کھڑا ہوا اور سر ان کے سامنے جھکایا۔

"جیتے رہو سدا سلامت رہو۔"

اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ مسکرائی تھیں۔

"بیٹا، تھوڑی دیر بعد تیار ہو کر باہر آ جانا گاؤں کی عورتیں آئی ہیں تم سے ملنے۔"

اس نے بڑی مشکل سے خود کو کیوں کہنے سے روکا تھا اور دقت سے سر ہلایا۔

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

"اور منا! بہو کچھ دیر باہر میرے پاس ہو گی تم آرام کر لینا پھر شام میں مینا کو ساتھ شہر لے جانا اور اس کی پسند کا جوڑا اور زیورات بھی لے دینا اور بیٹا تم جلدی سے تیار ہو کر آجاؤ۔"

وہ پھر اسے یاد دہانی کروا کر باہر نکل گئی تھیں۔

وارڈ روب میں بھاری کام والے سوٹ تھے۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کون سا پہنے، تبھی اپنے پیچھے کسی کا احساس ہونے پر وہ چوکنا ہو گئی تھی مردانہ پرفیوم کی خوشبو اس کے اردگرد پھیلی تھی اور پیچھے کھڑے طلال نے آگے بڑھ کر ایک ہینگر نکالا۔

"یہ کیسا رہے گا۔" وہ پیچھے ہٹے بغیر ہینگر میں لٹکا میرون سوٹ آگے کر کے پوچھ رہا تھا۔

"یہ بہت ہیوی ہے۔" وہ بمشکل بولی۔

"ہوں۔" اس نے لائٹ پنک اور سلور کام والا سوٹ اس کے سامنے کیا۔

"میرا خیال ہے یہ لائٹ ہے۔" زینا نے بمشکل نظریں اٹھا کر دیکھا اور سر ہلا کر سوٹ تھام لیا اب وہ اس کے پیچھے ہٹنے کا انتظار کر رہی تھی وہ پیچھے ہٹ کر بیڈ پر جا کر بیٹھ گیا۔

"چلو ایک بات کی تسلی ہوئی تم گونگی نہیں ہو ورنہ کل سے ایک لفظ بھی نہیں سننے کو ملا تھا۔" وہ اب سر کے نیچے دونوں ہاتھ رکھ کر لیٹ گیا تھا لیکن فوکس اسی پر تھا جو اب بھی الماری کے ساتھ چپکی کھڑی تھی۔

"کچھ اپنے رویے کی وضاحت کرو گی کہ تم مجھ سے ڈر رہی ہو یا شرما رہی ہوتا کہ میں اس حساب سے بات کروں؟"

وہ اب بھی بغور اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا جو اسے دیکھنے سے گریزاں تھی۔ وہ کوئی جواب دیے بغیر باتھ روم میں گھس گئی تھی۔ وہ جب تیار ہو کر باہر آئی تو وہ ایک بازو آنکھوں پر رکھے شاید سو رہا تھا۔ وہ دبے پاؤں چلتی کمرے سے باہر آگئی تھی ایک لمبی راہداری اس کی سامنے تھی اس کے سامنے اور اردگرد کمرے تھے اسے پتا نہیں تھا اب کدھر جاتا ہے تب ہی نوراں بوتل کے جن کی طرح حاضر ہوئی تھی۔

"میں آپ کو ہی لینے آرہی تھی بھابھی۔" وہ اسے اشتیاق سے دیکھتے ہوئے بولی۔

"بہت پیاری لگ رہی ہیں۔"

اس کی تعریف پر وہ بمشکل مسکرائی دماغ میں طلال کا سوال گونج رہا تھا۔

"بڑے کمرے میں بے جی آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔"

"بھابھی۔" وہ آگے بڑھ رہی تھی جب نوراں نے پکارا۔

"دوپٹہ سر پر لے لیں آپ دلہن ہیں اور وہاں گاؤں کی عورتوں کے علاوہ طلال بھائی کے رشتے دار بھی ہیں۔"

اس کے وضاحت دینے پر زینا نے گہرا سانس لیا۔ اسے وہاں بیٹھے گھنٹہ ہو گیا تھا سب مختلف انداز میں ایک ہی سوال کر رہے تھے کہ آخر ایسی کون سی مصیبت آ گئی تھی جو بے جی نے اپنے اکلوتے لاڈلے بیٹے کی شادی اچانک اتنی سادگی سے کر دی ساس بڑی خوش دلی سے سب کے سوالوں کے جواب دے رہی تھیں انہوں نے ایک بار بھی اس کے باپ پر الزام عائد نہیں کیا تھا۔

اسے پاپا پر غصہ آرہا تھا جنہوں نے اتنی جلدی کر کے اس کی ذات کے لیے کئی سوال پیدا کر دیئے تھے۔ اسے لگتا تھا اس کی بے رخی کے باوجود اس کا شوہر اس کے سامنے بچھا بچھا جائے گا لیکن یہاں تو الٹا معاملہ تھا۔ اسے اتنی خوب صورت پڑھی لکھی لڑکی ملی تھی لیکن اسے تو جیسے اس کی قدر نہیں تھی۔ اس نے ایک بار بھی اس کی تعریف نہیں کی تھی۔ بے شک وہ خوش نہیں تھی لیکن وہ توقع کر رہی تھی کہ مقابل اس کے حسن کے قصیدے پڑھے گا لیکن یہاں بالکل الٹ تھا۔ اسے پھر ڈھیر سارا رونا آیا تھا تب ہی زرینہ بیگم کی نظر اس پر پڑی تو وہ چونک گئیں۔ یقیناً ان عورتوں کی باتوں نے اسے تکلیف دی تھی۔

"نوراں! بھابھی کو لے جاؤ۔" انہوں نے پاس کھڑی نوراں سے کہا تو وہ جیسے پہلے ہی وہاں سے

www.zemtime.com

بھاگنے کا سوچ رہی تھی جلدی سے اٹھی نوراں سے پہلے آگے نکل گئی تھی۔ کمرے تک پہنچتے پہنچتے اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ گیا تھا وہ دروازہ کھول کر اندر آئی تو پرفیوم کی خوشبو نے اس کا استقبال کیا تھا۔ اس نے جلدی سے چہرہ صاف کیا لیکن طلال اس کا بھیگا چہرہ دیکھ چکا تھا۔

"کیا ہوا۔" وہ پریشان ہو کر اس کی طرف بڑھا وہ نفی میں ہلاتی آگے بڑھی۔ لیکن اس نے اس کا بازو پکڑ کر اسے روک لیا تھا۔

زینا کو پھر سے رونا آیا تھا اور وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رو پڑی ۔طلال مزید پریشان ہو گیا تھا۔

"کسی نے کچھ کہا ہے۔" وہ اب اس کے ہاتھ چہرے سے ہٹا رہا تھا۔

"زینا۔" اب کہ اس نے سنجیدگی سے اس کا نام پکارا اس کی آواز میں پتا نہیں ایسا کیا تھا اس نے خود ہی دونوں ہاتھ ہٹا دیے تھے۔

"میں یہ شادی ہی نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن پاپا نے میری ایک بھی نہیں سنی اور یوں ایک دن میں شادی کی جیسے میں کوئی بہت فالتو چیز تھی جس سے ان کو نجات چاہیے تھی ، باہر سب پوچھ رہے تھے آنٹی سے کہ اتنی ایمرجنسی میں شادی کیوں کی۔"

وہ ہچکیوں کے درمیان بول رہی تھی اس کو غور سے سنتے اور دیکھتے طلال نے گہرا سانس لیا۔ اور اسے صوفے پر بٹھایا پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھایا اور اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔

"ہر انسان اپنی بات کہنے کے لیے آزاد ہے ہم انہیں روک نہیں سکتے اگر ان عورتوں نے سوال کیا ہے تو کیا بے جی نے تمہارے یا انکل کے خلاف کوئی بات کی ہے؟"

اس نے سوالیہ انداز میں اسے دیکھا۔

"جہاں تک میں بے جی کو جانتا ہوں انہوں نے ضرور ان عورتوں کو مطمئن کر دیا ہو گا۔ دوسرا کسی ماں باپ کے لیے اولاد بوجھ نہیں ہوتی ، بے جی نے بڑی عزت کے ساتھ تمہارا رشتہ مانگا تھا انہیں مناسب لگا تو انہوں نے ہاں کر دی۔ جلدی انہوں نے اس لیے کی کہ ان کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی وہ چاہتے تھے خیر خیریت سے تمہاری شادی ہو جائے۔"

اس کے دل میں جو پریشانی تھی کہ پاپا نے پتا نہیں کیا کہہ کر اتنی جلدی شادی کی اسے تسلی ہوئی تھی۔ لیکن طلال کے اگلے سوال نے پھر اسے پریشان کر دیا تھا۔

"تم یہ شادی کیوں نہیں کرنا چاہتی تھیں۔" وہ اب سر ترچھا کیے اسی پر نظریں جمائے پوچھ رہا تھا۔

"میں ابھی پڑھنا چاہتی تھی پاپا جانتے ہیں کتنی مشکل سے انہوں نے میرا ایڈمیشن اس یونیورسٹی میں کروایا تھا وہ بہت مشکل سے میری فیس دیتے تھے میں جاب کر کے ان کا بوجھ کم کرنا چاہتی تھی لیکن انہوں نے میری شادی کر دی میرے سارے خواب ادھورے رہ گئے۔"

اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ جس شخص سے صرف ایک دن پہلے ملی ہے اس سے دل کی ساری باتیں کیوں کر رہی تھی۔

"بس یہی وجہ تھی شادی نہ کرنے کی یا کچھ اور بھی تھا۔" اب کہ زینا نے اپنی آنکھیں پوری کھول کر اسے دیکھا۔

"اور کیا ہو گا۔" اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"یہ تو تمہیں پتا ہو گا۔" وہ پھر اسی سے پوچھنے لگا۔

"یعنی تمہیں لگا ہمیں تمہارے مزید پڑھنے پر اعتراض ہو گا۔"

اس نے سوال پر زینا نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ہوں۔" طلال نے ہنکارا بھرا۔

"مجھے انکل نے بتایا کہ تمہیں پڑھنے کا شوق ہے اور میں نے انہیں کہہ دیا تھا کہ مجھے تمہارے پڑھنے پر کوئی اعتراض نہیں شاید انہوں نے تمہیں نہیں بتایا۔"

زینا حیران ہو کر اسے دیکھنے لگی۔ اسے لگا وہ خود

www.zemtime.com

پڑھا لکھا نہیں تو پڑھی لکھی بیوی اسے کمپلیکس میں مبتلا کر دے گی تو وہ اسے پڑھنے نہیں دے گا۔

"آپ کو واقعی کوئی اعتراض نہیں۔" وہ حیرت سے بولی۔

"نہیں۔"

"اور آنٹی۔"

اس نے زرینہ بیگم کے متعلق پوچھا۔

"انہیں بھی نہیں ہوگا۔"

"اور کچھ۔" اب کہ زینا تذبذب کا شکار تھی۔

جو وہ کہنا چاہ رہی تھی کیسے کہے، مکمل کر وہ کہہ نہیں سکتی تھی اور گول مول لفظوں میں شاید وہ نہ سمجھتا۔

"شادی ایک مکمل ذمہ داری کا نام ہے جس کے لیے میں ذہنی طور پر تیار نہیں ہوں میں صرف اپنی پڑھائی پر فوکس کرنا چاہتی ہوں یہی بات میں نے پاپا سے بھی کہی تھی لیکن وہ سمجھے نہیں اور شاید کسی اور کو بھی سمجھ میں نہ آئے۔"

وہ آنکھوں کو مسلتے ہوئے بولی۔ طلال نے بغور اس کی حرکت کو دیکھا۔

"تم مجھے جتنا بے وقوف سمجھ رہی ہو نا میں اتنا کیا اتنا سا بھی نہیں مجھے ہر بات، ہر انداز بڑی اچھی طرح سمجھ آتے ہیں تم سیدھا سیدھا کہو کہ تم چاہتی ہو میں تم سے دور رہوں۔"

"یا اللہ۔" زینا بے اختیار بڑبڑائی تھی۔

یہ آدمی حد سے زیادہ صاف گو اور منہ پھٹ تھا۔

زینا کا چہرہ بالکل سرخ پڑ گیا تھا۔

"اسی لیے پہلے دن تم مجھے دیکھتے ہی بے ہوش ہو گئی تھیں۔" وہ اب بھگو بھگو کر اسے مار رہا تھا۔

"ایسا ہی ہے نا۔" وہ اب سر جھکا کر اس کی جھکی آنکھوں میں دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"نہیں واقعی میری طبیعت خراب تھی۔" وہ نظریں چراتی ہوئی بولی تو وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"بے فکر رہو میں زبردستی کا بالکل قائل نہیں۔ اگر تم اس رشتے کو قائم رکھنے کے لیے تیار نہیں تو میں بھی تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔ ٹیک یور ٹائم اور اپنی پڑھائی پر فوکس کرو تمہیں یہاں میری یا بے جی کی وجہ سے کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔

اگر تسلی ہو گئی ہو تو چلیں ولیمہ کی شاپنگ بھی کرنی ہے۔" وہ اٹھتے ہوئے بولا۔

اس نے آج بلیو جینز پر لائٹ بلیو ٹی شرٹ پہن رکھی تھی وہ کتنی دیر اسے دیکھتی رہی اور پھر نظریں چرا لیں۔

"آپ خود چوز کر لیں میری طبیعت ٹھیک نہیں۔"

"مجھے دیکھ کر یا تو تم بے ہوش ہو جاتی ہو یا تمہاری طبیعت خراب ہو جاتی ہے مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ۔"

وہ اس کا اپنی طرف بغور دیکھنا اور پھر نظریں چرانا دونوں دیکھ چکا تھا۔

"میری طبیعت واقعی خراب تھی۔" اب کہ وہ ہلکی آواز میں منمنائی تھی اسے لگ رہا تھا آنے والے وقت میں یہ شخص اسے ٹائٹ ٹائم دینے والا ہے۔

"اوکے تمہاری مرضی پھر جو بھی آئے گا پہن لینا۔"

اس نے بالکل بھی اپنے ساتھ جانے کے لیے اصرار نہیں کیا تھا زینا نے حیرت سے اسے جاتا دیکھا اسے لگا وہ اس سے اصرار کرے گا۔ پر وہ تو اس کا ہر اندازہ غلط ثابت کرنے پر تلا تھا۔ وہ انہی سوچوں میں گم تھی جب زرینہ بیگم دستک دے کر اندر داخل ہوئیں انہیں دیکھ کر وہ کھڑی ہو گئی تھی۔

"کیا ہوا ہمنا بتا رہا تھا تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں۔"

انہوں نے پریشانی سے اس کا ماتھا چھوا۔

"بس آنٹی، سر میں درد ہے۔"

"بیٹا جس طرح مجھے بے جی کہتا ہے تم بھی مجھے بے جی کہو گی تو مجھے اچھا لگے گا۔"

"جی۔" وہ سر جھکا کر بولی۔

"تم آرام کرو میں نوراں کے ہاتھ چائے اور دوائی بھجواتی ہوں۔ شام تک طبیعت بھی سنبھل جائے

www.zemtime.com

گی نوراں کی سہیلی ہے، وہ مہندی بڑی اچھی لگاتی ہے شام میں وہ بھی آئے گی ڈھیر ساری مہندی لگوانا۔ تمہارے ہاتھ مہندی سے سجے بڑے اچھے لگتے ہیں۔"

انہوں نے پیار سے اس کے ہاتھوں کو تھاما تو وہ ان کے پیار پر انہیں دیکھ کر رہ گئی۔ "ثناء نے بیوٹی پارلر سے بھی ٹائم لے لیا ہے کل تین بجے کا ٹائم ہے ٹھیک ہے۔"

"جی۔"

ان کے جاتے ہی وہ بستر پر گر سی گئی تھی۔ بے جی اس کی ہر چیز کتنے شوق اور چاہت سے کروا رہی تھیں اتنا تو اس کے اپنے گھر والوں نے بھی نہیں کیا تھا ایک ہلکی سی شرمندگی کی لہر اس کے اندر اٹھی تھی لیکن زیادہ دیر وہ سوچ نہیں سکی تھی اور نیند اس پر مہربان ہو گئی تھی۔

☆☆☆

صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو وہ شاید بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے لگائے سو گئی تھی۔ اس نے دکھتی گردن گھما کر سائیڈ پر دیکھا بستر بے شکن تھا یعنی وہ رات کو کمرے میں نہیں آیا۔ اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے اس نے اپنے دونوں ہاتھ اور پاؤں کی طرف دیکھا جہاں مہندی سوکھ گئی تھی۔ رات کو لاشعوری طور پر وہ اس کا انتظار کرتے کرتے سو گئی تھی۔ اب اسے لگ رہا تھا وہ آیا ہی نہیں تھا۔

وہ سر جھٹکتی اٹھ گئی تھی۔ ناشتا کرتے بھی وہ متلاشی نظروں سے اسے ڈھونڈتی رہی لیکن وہ نظر نہیں آیا۔

"مینا بیٹا! نوراں تمہارے ساتھ پارلر جائے گی تمہارا لہنگا اور زیور اس بیگ میں رکھ دیئے ہیں۔ ابوبکر تم لوگوں کو چھوڑ آئے گا۔"

اسے بے حد غصہ آیا تھا اس کا خیال تھا وہ اسے چھوڑنے جائے گا۔ سارا راستہ مختلف سوچوں میں کٹا تھا۔

پارلر پہنچ کر جب وہ چینجنگ روم میں آئی تو سلور گرے کلر کی میکسی دیکھ کر اس کی آنکھیں کھل گئی تھیں وہ اتنے خوب صورت ڈریس کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی بیوٹیشن نے زیورات پہنانے کے بعد دوپٹہ سیٹ کیا تو شیشے میں نظر آتا اپنا عکس دیکھ کر وہ دنگ رہ گئی تھی۔

"ہائے بھابھی! آپ تو بالکل پری لگ رہی ہیں۔" اس کے پیچھے کھڑی نوراں اسے دیکھتے ہی مسحور ہوتے انداز میں بولی۔ ایک خوب صورت مسکراہٹ اس کے چہرے پر آ گئی تھی۔

"اب دیکھتی ہوں کیسے مجھے اگنور کرتے ہو۔" وہ تصور میں طلال کو مخاطب کر کے بولی تھی۔

"بھابھی! چلیں گاڑی آ گئی ہے۔" وہ بڑی نزاکت سے چلتی ہوئی باہر آئی تھی اسے لگ رہا تھا وہ آج ساری دنیا کو حیران کر دے گی لیکن باہر نکلتے ہی وہ خود اتنی حیران ہوئی کہ قدموں نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ اس کے سامنے طلال تھا۔ بلیک تو پیس، گرے ٹائی لگائے کلین شیو چہرہ، بالوں کو جیل سے سیٹ کیے وہ اپنے لمبے قد اور مضبوط جسامت کی وجہ سے پہلے ہی شان دار لگتا تھا لیکن وہ اتنا ہینڈسم تھا زمینا کو بالکل اندازہ نہیں تھا۔

"بھابھی! چلیں نا رک کیوں گئیں۔" نوراں نے اسے مراقبے سے باہر نکالا تھا اپنی اس بے اختیاری پر اسے خود پر غصہ آیا تھا وہ جو بجلی اس پر گرانا چاہ رہی وہ خود اس بجلی کا شکار ہو گئی تھی۔ اس کے گاڑی کے قریب آتے ہی اس نے پچھلا دروازہ کھولا تھا اور اس کے بیٹھتے ہی بند کر دیا اور خود اگلی سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا تعریف کا ایک جملہ تو بول ہی سکتا تھا زمینا نے دل میں کہا۔

شان دار ہوٹل کے سامنے ان کی گاڑی رکی اور اس سے بھی شان دار طریقے سے ان کا استقبال ہوا تھا۔ چاروں طرف سے پھولوں کی پتیاں ان پر گر رہی تھیں اور ایک دم ہال میں اندھیرا چھا گیا تھا۔ ایک اسپاٹ لائٹ ان پر فکس ہو گئی تھی اتنی نظریں خود پر محسوس کر کے وہ کچھ کنفیوژ ہو گئی تھی۔ اوپر سے سارے مووی اور کیمرہ مین اپنی فرمائشیں کرنا شروع ہو گئے

www.zemtime.com

تھے۔

"طلال بھائی! بھابھی کا ہاتھ پکڑ لیں اور آہستہ آہستہ قدم بڑھائیں۔" ان کے کہنے پر طلال نے اس کا سرد پڑتا ہاتھ تھام لیا تھا۔ جبکہ اس کے ہاتھ تھامنے پر جیسے زینا کو ڈھارس ملی تھی۔ اسے اس کا ہاتھ پکڑنا برا نہیں لگا تھا۔ وہ اسٹیج پر آئی تو بیٹھتے ہی سب سے پہلی نظر سامنے ٹیبل پر بیٹھے اپنے ماں باپ اور بہنوں پر گئی تھی جن کے چہروں کی خوشی دیکھ کر وہ گہرا سانس لے کر نظریں جھکا گئی۔

کھانا شروع ہوا تو فوٹوگرافر انہیں فوٹوشوٹ کے لیے لے گیا۔ وہ جو شادی پر فوٹوشوٹ نہ ہونے کا افسوس کر رہی تھی اتنے بولڈ فوٹوشوٹ پر اس کے کانوں سے دھواں نکلنے لگا تھا۔ فوٹوگرافر نے جب طلال کو ایک ہاتھ اس کی کمر پر اور دوسرا اس کے چہرے پر رکھنے کو کہا اور اسے طلال کی آنکھوں میں دیکھنے کا کہا تو اسے لگا اب تو وہ ضرور بے ہوش ہو جائے گی۔ فوٹوگرافر جتنا نزدیک جانے کو کہہ رہا تھا وہ اتنا جھجک رہی تھی۔

"تم نے ایک ہی دن میں بھابھی کو اتنا ڈرا دیا ہے۔" ابوبکر جو فوٹوگرافر کی ساتھ اندر آیا تھا طلال کے قریب آکر سرگوشی کے انداز میں بولا تو طلال نے ابرو اچکا کر زینا کو دیکھا۔

"کیا واقعی ایسا ہے۔" وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔ وہ اب بھی اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔ "میرا خیال ہے کافی تصویریں ہو گئی ہیں۔" اس کی روہانسی شکل دیکھ کر طلال نے فوٹوگرافر کو مزید تصویروں سے منع کر دیا تھا۔

رسم کے مطابق ان دونوں کو زینا کے گھر جانا تھا لیکن طلال نے معذرت کر لی تھی اسے کوئی ضروری کام تھا۔ نا جانے کیوں زینا کو برا لگا تھا وہ اس سے ناراض ہو گئی تھی اور اس کی طرف دیکھے بغیر وہ گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔

☆☆☆

آج نوشی کی بارات تھی اور بے جی نے اب تک اس کے کپڑے نہیں بھجوائے تھے جھنجھلاہٹ کے مارے اس کا برا حال تھا تبھی سونیا اندر آئی تھی۔

"طلال بھائی آئے ہیں۔" وہ جو کتاب لیے بیٹھی تھی تیزی سے اٹھی اور پھر باہر آکر جب اس پر نظر پڑی تو اسے یاد آیا کہ وہ اس سے ناراض ہے وہ دھیرے سے سلام کر کے واپس مڑ گئی غفور صاحب نے بغور اس کی یہ حرکت دیکھی تھی۔

"یہ لو طلال بھائی تمہارے کپڑے لائے ہیں تیار ہو جاؤ کیونکہ وہیں سے انہوں نے واپس جانا ہے۔"

"مطلب۔"

"مطلب یہ کہ وہ تمہیں لینے آئے ہیں۔"

"مجھے ابھی نہیں جانا۔" وہ منہ بنا کر بولی۔

"پاگلوں جیسی بات مت کرو زینا! پہلے بھی تم نے آنٹی کو منع کر دیا تھا اب طلال بھائی خود آئے ہیں۔ اچھا نہیں لگتا چلو تیار ہو جاؤ۔"

بیگ میں نیلے رنگ کا ایک ہی سوٹ تھا جس کے گلے اور بازو پر کام تھا چوائس اچھی ہے اس آدمی کی۔ وہ دل میں تعریف کرتے ہوئے بولی۔ اور اٹھ کر تیار ہونے چلی گئی۔

واپسی پر گاڑی میں مکمل خاموشی تھی۔ اگر اس نے بات نہیں کی تھی تو طلال نے بھی اسے نہیں بلایا تھا۔ گھر پہنچی تو بے جی ان دونوں کی منتظر تھیں۔ وہ کتنی دیر اسے پاس بیٹھا کر گھر والوں کی خیر خیریت پوچھتی رہیں جبکہ طلال اٹھ کر اندر چلا گیا تھا۔

"جاؤ بیٹا تم بھی جا کر آرام کرو۔" اسے غائب دماغی سے بیٹھے دیکھ کر انہوں نے اسے آرام کرنے کو کہا تھا۔ وہ کمرے میں آئی تو طلال کمرے میں نہیں تھا اور باتھ روم کا دروازہ بند تھا وہ چپ چاپ صوفے پر بیٹھ گئی۔ اور اس کے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگی۔ وہ تولیے سے بال رگڑتا باہر آیا تو نظر اس پر پڑی جو صوفے پر بیٹھے ہاتھوں کو مسل رہی تھی۔ وہ تولیہ کندھے پر ڈال کر شیشے کے آگے کھڑے ہو کر کنگھی کرنے لگا۔ لیکن شیشے سے اسے بھی تھوڑی دیر بعد دیکھ رہا

www.zemtime.com

تھا۔ کنگھی رکھ کر اس نے تولیہ واپس باتھ روم میں رکھا اور بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر موبائل پر مصروف ہو گیا۔ اس کی بے نیازی پر زینا کا بی پی ہائی ہونے لگا تھا۔ اتنے ایٹی ٹیوڈ پر اسے بات ہی نہیں کرنی چاہیے تھی لیکن مجبوری تھی بات کرنا بھی ضروری تھی۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی بیڈ کے قریب آئی تو طلال نے موبائل سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کل سے یونیورسٹی اسٹارٹ ہو رہی ہے۔" وہ سیدھے مطلب کی بات پر آئی تھی۔ وہ اب بھی خاموش مختصر نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"میرا فائنل سمسٹر ہے اس لیے میرا جانا ضروری ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" اس نے دو لفظوں میں بات ختم کر دی۔ وہ جو مزید بات کرنا چاہتی تھی ہونٹ بھینچ کر رہ گئی اور غصے سے الماری کی طرف بڑھی، سادہ سا سوٹ نکال کر باتھ روم میں گھس گئی لیکن اندر جا کے بڑے زور سے دروازہ بند کیا تھا۔ طلال نے ہونٹ بھینچ کر مسکراہٹ کو روکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لال بھبھوکا چہرہ لیے باہر آئی اور دوسری سائیڈ سے تکیہ اور چادر اٹھا کر صوفے کی طرف بڑھ گئی۔

"کل فیاض تمہیں چھوڑ آئے گا۔" وہ لیٹنے لگی تھی جب اسے طلال کی آواز سنائی دی تھی۔

"کوئی ضرورت نہیں میں چلی جاؤں گی۔" کہہ کر اس نے کروٹ بدل لی تھی۔

"ایک دفعہ کہا ہے نا فیاض چھوڑ آئے گا تو بات ختم ہو گئی۔" وہ اتنے غصے سے بولا کہ وہ منہ بسور کر رہ گئی۔

☆☆☆

اسے یونیورسٹی آئے دو دن ہو گئے تھے لیکن کسی نے اس کی خبر تک نہ لی تھی۔ یونیورسٹی میں سائرہ کو دیکھ کر اسے زین کی حرکت یاد آ گئی تھی۔ وہ اب اسی کشمکش میں تھی اسے بتائے یا نہ بتائے، اس کی باتوں سے تو لگ رہا تھا وہ اس کی حرکت سے لاعلم ہے اور یہ سن کر بھی اسے تسلی ہوئی تھی کہ وہ اب امریکہ جا چکا ہے ورنہ وہ پھر اس کے کچھ کر دینے کے خوف میں مبتلا رہتی۔

وہ خاموشی سے ان تینوں کو دیکھ رہی تھی جو ایک دوسرے کو اپنی چھٹیوں کے احوال سنا رہی تھیں جبکہ وہ اس وقت اپنا لاکٹ بیچنے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ کیونکہ اس کے پاس خرچ کے پیسے نہیں تھے۔

"کیوں زینا تم کیا کہتی ہو۔" سائرہ کے پوچھنے پر وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"کیا کہہ رہی تھیں تم۔"

"دھیان کہاں ہے تمہارا۔" رابعہ کب سے اس کی کھوئی ہوئی کیفیت محسوس کر رہی تھی۔

"کچھ نہیں مجھے مارکیٹ جانا تھا تم چلو گی میرے ساتھ۔"

"یار ہم دونوں تم لوگوں کی مہمان ہیں اور تم لوگ باہر کا پلان بنا رہی ہو۔" حنا نے گھور کر ان دونوں کو دیکھا۔ دونوں آج ان کے ساتھ ہاسٹل آ گئی تھیں اور اب پیزا کا انتظار ہو رہا تھا جس کا آڈر رابعہ نے دیا تھا۔

"ہم کہیں نہیں جا رہے اطمینان رکھو۔" رابعہ نے حنا کو تسلی کروائی تب ہی دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

"پیزا آ گیا۔" رابعہ اچھلتی ہوئی دروازے تک گئی تھی لیکن وہاں وارڈن کھڑی تھی۔

"نیچے زینا کے گھر سے ملنے آئے ہیں۔"

زینا نے حیرت سے مڑ کر دیکھا۔

"نیچے ویٹنگ روم میں۔"

اب وارڈن نے مسکرا کر زینا کو دیکھا۔ زینا کو اس کا مسکرانا عجیب لگا تھا اسے پتا تھا پاپا ہوں گے فیس کا نوٹیفکیشن ان کو مل گیا ہو گا۔

"خیریت ہے آپ بہت دانت نکال رہی ہیں۔" رابعہ نے ابرو اچکا کر وارڈن کو دیکھا۔

"نیچے کوئی لڑکا آیا ہے زینا سے ملنے۔"

www.zemtime.com

"نہیں۔" رابعہ نے حیرت سے بول کر پیچھے کھڑی حنا اور سائرہ کو دیکھا اور پھر ان تینوں نے نیچے کی طرف دوڑ لگا دی۔ دروازے کے قریب پہنچتے ہی وہ حیرت سے جم گئی تھی۔ دونوں ہاتھ جینز کی جیبوں میں ڈالے اپنے پورے قد کے ساتھ طلال کھڑا تھا۔

"آپ۔" وہ حیرت سے یہی بول سکی تھی۔

"بے جی سے میری شکایت کر کے آئی ہو۔" وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔

"آپ کو بے جی نے بھیجا ہے۔"

اس کے کندھے اچکانے پر اس نے سر ہلایا۔

"میں نے ان سے ایسا کچھ نہیں کہا۔" اب کہ وہ سنجیدگی سے بولی۔

"فون کہاں ہے تمہارا۔"

"نہیں ہے۔" وہ سر گھما کر دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔

"مطلب۔" وہ اب حیران ہوا تھا۔

"پاپا کے گھر رہ گیا ہے۔" وہ غصے سے اسے دیکھنے لگا جو اس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔

"تم اتنی کیئرلیس کیسے ہو سکتی ہو اگر کسی نے تم سے کانٹیکٹ کرنا ہو کوئی ایمرجنسی ہو جائے تو کیا کرو گی۔" اسے واقعی اس پر غصہ آ رہا تھا۔

"آپ یہاں مجھے ڈانٹنے آئے ہیں۔"

اب کہ اس نے چڑ کر سر اٹھا کر اسے دیکھا تو اس کے انداز پر اسے غصے کے باوجود ہنسی آ گئی تھی جسے وہ تیزی سے ہونٹ بھینچ کر چھپا گیا تھا۔

"نہیں یہ دینے آیا تھا۔" اس نے جیب سے والٹ نکالا اور پانچ ہزار کے کئی نوٹ نکال کر اس کی طرف بڑھائے۔

"یہ کیا ہے۔" وہ سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگی۔

"پیسے ہیں۔" وہ بھی اسی انداز میں بولا۔

"پتا ہے مجھے لیکن مجھے اس کی ضرورت نہیں۔"

اس نے ہاتھ نہیں بڑھایا تھا طلال نے گھور کر اس کا چہرہ دیکھا اور اگلے ہی پل اس کا ہاتھ تھام کر زبردستی اس کو پیسے تھما دیئے تھے۔

"تمہاری پاکٹ منی ہے اور یہ تمہارا فیس واؤچر۔" اس نے پے سلپ اس کی طرف بڑھائی تو وہ حیران ہو کر اسے دیکھنے لگی۔

"آپ کو کیسے پتا چلا۔"

"انکل نے مجھے میسج کیا تھا کیونکہ تم تو خیر سے فون گھر چھوڑ آئی تھیں۔" وہ طنزیہ انداز میں بولے۔

"فیس پاپا نے پے کی ہے۔"

"کیوں وہ کیوں کرتے۔" وہ ماتھے پر بل ڈال کر اسے دیکھنے لگا۔

"تم اب میری ذمہ داری ہو تو تمہارا ہر مسئلہ میرا ہے۔" اس بات سن کر وہ کچھ لمحوں کے لیے بول نہیں سکی اچھا لگا تھا یہ سن کر لیکن پھر اس کا خشک رویہ یاد آتے ہی سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"فیس جمع کروانے کا شکریہ لیکن میں جلد آپ کو واپس کر دوں گی۔"

طلال نے اب سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"کیا کیا واپس کرو گی۔" اس نے اب دونوں بازو سینے پر باندھ لیے تھے۔

"جو جو لیا ہے۔"

"اچھا۔" وہ طنزیہ ہنسا۔

"بعض دفعہ وقت گزر جائے تو ان باتوں اور چیزوں کی اہمیت نہیں رہتی۔" وہ ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"خیر۔" اس نے سر جھٹکا۔

"فون خرید لینا اور مجھے نمبر سینڈ کر دینا اگر تمہیں کوئی ڈسٹربنس نہ ہو تو۔ یہاں کام سے آیا تھا تو اس لیے تم سے ملنے آ گیا۔"

کہہ کر وہ اس کے قریب آیا اور اسے سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اسے ساتھ لگا لیا اور جھک کر اسے پیار کیا تھا۔ "اپنا خیال رکھنا۔"

وہ کہہ کر رکا نہیں تھا جبکہ وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکی تھی حتیٰ کہ سانس تک رک گئی تھی کچھ پل بعد اس نے گہرا سانس لے کر دروازے کی طرف دیکھا۔ جہاں وہ تینوں آنکھیں پھاڑ اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔

www.zemtime.com

"یہ کیا تھا زمینا۔" رابعہ اب تک شاکڈ تھی۔

"یہ ہو کیا رہا تھا۔" اب کہ سائرہ بھی آگے آئی۔

"یہ ملاقاتیں کب سے ہو رہی ہیں۔" حنا نے بھی سر سے پیر تک اس کا جائزہ لیا۔

"جیسا تم لوگ سوچ رہے ہو ایسا کچھ نہیں ہے۔" وہ سرخ چہرے کے ساتھ جھنجلا کر بولی۔

"تو پھر کیسا ہے زمینا میں تمہیں ایسا نہیں سمجھتی تھی۔" سائرہ مصنوعی دکھ سے بولی۔

"ہسبینڈ ہیں میرے۔" اس کے تیز بولنے پر وہ تینوں ساکت ہوئی تھیں۔ اگلے ہی لمحے وہ چیخ اٹھی تھیں۔

"بے وفا دھوکے باز! چپکے سے شادی کر لی وہ بھی اتنے ہینڈسم بندے سے اور ہمیں کانوں کان خبر نہیں ہونے دی دوستی کے نام پر دھبہ ہو تم۔"

رابعہ تو صدمے سے بے ہوش ہونے والی ہو گئی تھی۔ ان کے اتنے جذباتی ردعمل پر وہ شرمندہ ہو کر بولی۔

"سب اچانک اور جلدی ہوا کسی کو بتانے کا موقع نہیں ملا رابعہ تو سعودیہ میں تھی۔ حنا اور سائرہ دونوں کا فون بند جا رہا تھا۔"

"شادی کب ہوئی۔" سائرہ نے دانت پیس کر پوچھا۔

"ایک ماہ ہو گیا ہے تقریباً۔"

"اچھا چھوڑو پہلے نہیں تو پرسوں کی تم ادھر ہو تب تو بتا سکتی تھیں نا۔"

"اچھا بابا سوری میری غلطی ہے۔"

کوئی جواب بن نہ پڑا تو وہ کانوں کو ہاتھ لگا کر بولی۔

"یہ پرنس چارمنگ ملا کہاں سے۔" حنا نے شرارت سے آنکھیں نچا کر پوچھا۔

"پاپا کی کزن کے بیٹے ہیں۔"

"کرتے کیا ہیں۔" سائرہ کے پوچھنے پر ایک پل کے لیے وہ لاجواب ہو گئی اس نے بھی اس کے بارے میں جاننے کی کوشش نہیں کی تھی۔

"جاب کرتے ہیں۔" مجبوراً اسے جھوٹ کا سہارا لینا پڑا۔

"اور نام کیا ہے۔" سائرہ نے پوچھا۔

"طلال۔" وہ سر جھکا کر آہستگی سے بولی۔

"شرما رہی ہے۔" وہ تینوں ہنستی ہوئی اس سے چمٹ گئی تھیں۔

☆☆☆

یہ پہلی دفعہ تھا کہ وہ اداس ہو گئی تھی اس نے کچھ دن پہلے رابعہ کے ساتھ جا کر فون خریدا تھا لیکن ابھی تک اپنا نمبر کسی کو نہیں دیا تھا۔ یونیورسٹی سے آ کر وہ کتنی دیر ٹہلتی رہی پھر تھک کر بے جی کا نمبر ملایا، فون نوراں نے اٹھایا تھا۔ سلام دعا کے بعد اس نے بے جی کا پوچھا تھا۔

"بے جی صدقے میری رانی بیٹی کا فون آیا ہے۔" ان کی محبت بھری آواز سن کر جیسے اداسی کہیں دور بھاگ گئی تھی۔

"گھر نہیں آنا کیا؟" انہوں نے ساتھ ہی سوال کر دیا تھا۔

"جی بے جی اسی لیے فون کیا ہے آپ فیاض بھائی کو بھیج دیں۔"

"ٹھیک ہے پتر ابھی بھیجتی ہوں۔" فون بند کر کے اس نے گہرا سانس لیا۔ گھر پہنچی تو بے جی نے اس کے لیے ایسے اہتمام کیا تھا جیسے وہ لاہور سے نہیں کسی دوسرے ملک سے آ رہی ہو۔ کھانا کھا کر وہ کتنی دیر بے جی کے پاس بیٹھی رہی پھر ان کے کہنے پر کمرے میں آئی تو دروازے پر ٹھٹک کر رک گئی سامنے بیڈ کے پیچھے ان دونوں کی ولیمے کی تصویر لگی تھی۔ وہ کتنی دیر تک طلال کی مسکراتی تصویر دیکھتی رہی سائیڈ ٹیبل پر بھی اس کی تصویر رکھی تھی۔ اس نے فریم اٹھا کر ہاتھ میں لیا۔

تو کیا وہ اس کے لیے اداس تھی۔ اس نے آہستہ سے فریم پر ہاتھ پھیرا اور پھر گہرا سانس لے کر فریم واپس رکھ دیا۔

www.zemtime.com

شام میں جب وہ سو کر اٹھی تو ہلکی بارش کے بعد موسم بہت خوشگوار ہو گیا تھا۔ وہ باہر آئی تو طلال کی خالہ کی بیٹی ثناء زرینہ بیگم کے پاس بیٹھی تھی۔ مہمان سمجھ کر وہ بھی مروت میں ہی بیٹھ گئی لیکن وہ اس کو اتنی کاٹ دار نظروں سے دیکھ رہی تھی کہ اس کا وہاں بیٹھنا دوبھر ہو گیا تھا۔

"بے جی میں تھوڑی دیر چھت پر چلی جاؤں۔"

"ہاں بیٹا! اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے۔"

ان کے کہنے پر وہ ثناء پر نظر ڈالے بغیر چھت پر آ گئی۔ چھت بہت بڑی تھی کھلی جگہ ہونے کی وجہ سے ہوا ٹھنڈی اور تیز تھی۔ وہ ٹہلتے ہوئے اردگرد کا جائزہ بھی لے رہی تھی۔ تبھی نوراں تیزی سے چلتی ہوئی اوپر آئی اس کے ہاتھ میں گلاس تھا۔ "بھابھی یہ آپ کے لیے ملک شیک۔"

"تھینک یو نوراں۔" زمینا نے مسکرا کر گلاس اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

"آپ اکیلی اوپر کیا کر رہی ہیں۔" وہ بھی اس کے ساتھ ٹہلنے لگی۔

"بس ایسے ہی کھلی ہوا میں سانس لینے کو دل چاہ رہا تھا۔" ساتھ وہ چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھی لے رہی تھی۔

"یہ زمین کس کی ہے۔" زمینا نے انگلی سے سامنے نظر آتی زمین کے بارے میں پوچھا نوراں نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔

"آپ کو نہیں پتا۔ طلال بھائی کی ہے۔"

"زمیندار ہیں تمہارے طلال بھائی۔"

"جی بہت بڑے زمین دار۔" نوراں کے چہرے پر فخر تھا۔

"اچھا اگر ہیں تو معمولی سی جاب کیوں کرتے ہیں۔"

"آپ کو کس نے کہا وہ معمولی جاب کرتے ہیں وہ سی اے ہیں۔ یہ زمینیں تو خاندانی زمینیں ہیں جبکہ جاب تو ان کا شوق ہے۔"

پتا نہیں اس شخص سے متعلق اور کتنے انکشافات ہونے باقی تھے۔ وہ اتنا پڑھا لکھا تھا اور وہ خود کو ہی تیس مار خان سمجھ رہی تھی۔

"تو کون سے شہر میں جاب کرتے ہیں۔" بہت اشتیاق کے باوجود اس نے لہجہ سرسری رکھا تھا۔ لیکن نوراں نے ایسی نظروں سے اسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو آپ کو یہ بھی نہیں پتا۔

"بھائی کراچی میں جاب کرتے ہیں۔" زمینا حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

"لگتا ہے آپ کو بھائی کے بارے میں زیادہ پتا نہیں اور ہو گا بھی کیسے ایک تو شادی اتنی جلدی میں ہوئی پھر آپ دونوں زیادہ عرصہ نہیں رہے اس لیے آپ کو بھائی کے متعلق زیادہ پتا نہیں لیکن خیر اب تو ساری زندگی کا ساتھ ہے۔ آہستہ آہستہ پتا چل جائے گا۔" وہ سمجھداری سے بولی۔

"یہ نیچے جو طلال بھائی کی کزن آئی ہیں ان سے بچ کر رہیے گا، آپ کی شادی پر سب سے زیادہ تکلیف ان کو ہوئی تھی۔ یہاں آ کر انہوں نے بڑا رونا دھونا مچایا تھا۔"

"کیوں۔" زمینا حیران ہوئی۔

"کیونکہ وہ طلال بھائی کو بہت پسند کرتی ہیں پیچھے پڑی رہتی تھیں۔ اور اب بھی وہ ہر قیمت پر ان سے شادی کرنا چاہتی ہیں۔ لیکن بے جی نے آپ کو پسند کیا۔"

"اور تمہارے طلال بھائی کیا وہ بھی اپنی کزن کو پسند کرتے ہیں۔" جلن کی ایک لہر اس کے اندر اتری تھی۔

"میرا نہیں خیال۔" وہ منہ بنا کر بولی۔

"یعنی تم یقین سے نہیں کہہ سکتیں۔" اس کی آواز میں پتا نہیں ایسا کیا تھا کہ نوراں نے گھبرا کر اسے دیکھا۔

"بھابھی! ایسی کوئی بات نہیں میں نے بس آپ کو آگاہ کیا ہے۔ ورنہ بھائی کی شادی تو ہو گئی ہے آپ کے ساتھ۔"

"ہو سکتا ہے وہ اپنی کزن کو پسند کرتے ہوں

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

بے جی کی وجہ سے مجبور ہو گئے ہوں۔"
اس کے سوال پر اب نوراں پچھتا رہی تھی کہ اس نے یہ موضوع کیوں چھیڑا۔
وہ نوراں کے ساتھ نیچے آئی تو بے جی کسی کے ساتھ ہنستے ہوئے فون پر باتیں کر رہی تھیں۔
"لو مینا بھی آ گئی۔" انہوں نے اسے دیکھ کر کہا اور فون اس کی طرف بڑھایا۔
"منا کا ہے۔" ان کے بتانے پر اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ فون پکڑا اور رخ قدرے موڑ لیا۔
"السلام علیکم۔"
"وعلیکم السلام کیسی ہو۔" دوسری طرف سے بڑی سنجیدگی سے پوچھا گیا تھا۔
"ٹھیک ہوں۔"
"پیپرز ہو گئے۔"
"جی۔" وہ مختصر بات کر رہی تھی۔
"کیا رزلٹ ہو گا۔"
"امید ہے اچھا ہی ہو گا۔"
"ہوں۔" دوسری طرف ہنکارا ابھرا گیا تھا۔
"مطلب جو چیز رشتے کے درمیان رکاوٹ بن رہی تھی وہ ختم ہو گئی ہے۔" اس کا مطلب سمجھ آتے ہی اس کا چہرہ دہک اٹھا تھا اس نے دزدیدہ نظروں سے پیچھے دیکھا۔
بے جی نوراں سے بات کر رہی تھیں جبکہ شاہ پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھی۔ وہ دو قدم مزید آگے چلی گئی تھی۔
"آپ کیسے ہیں۔" وہ بات بدلتے ہوئے بولی۔
"اب تو ٹھیک نہیں ہوں۔" وہ اب اس بات کا کیا جواب دیتی خاموشی سے ہونٹ کاٹتی رہی۔
"فون نہیں لیا ابھی تک۔" اسے خاموش دیکھ کر اس نے بھی بات بدل دی۔
"لے لیا ہے۔"
"تو میسج کیوں نہیں کیا۔"
"میرے پاس آپ کا نمبر نہیں تھا۔"
"سبحان اللہ واہ۔" وہ اش اش کر اٹھا۔
"اچھی بیوی ہو جس کے پاس شوہر کا نمبر نہیں۔"
"اور آپ نے جیسے مجھے بہت میسج کر دیئے ہیں نا جو میں آپ کو میسج کرتی۔" وہ ناراضی سے بولی۔
"کیا میرے پاس تمہارا نمبر تھا۔"
"بڑے اچھے شوہر ہیں جس کے پاس اپنی بیوی کا نمبر ہی نہیں ہے۔" دوسری طرف اس نے اس کا جواب انجوائے کیا تھا۔ تبھی قہقہہ لگا کر ہنس پڑا تھا۔
"بیوی کی طرح باتیں کر رہی ہو لگتا ہے جلد ملاقات کرنی پڑے گی۔"
اس کے ذو معنی انداز میں وہ گھبرا کر رہ گئی۔
"میں بے جی کو فون دے رہی ہوں۔"
"نہیں شاہ کو دے دو مجھے اس سے بات کرنی تھی۔" وہ جو بڑے خوب صورت احساسات کا شکار ہو رہی تھی اس کی بات پر اس کی مسکراہٹ سکڑ گئی تھی۔
اس نے فون شاہ کو دے دیا اور خود بے جی کے قریب بیٹھ گئی۔ وہ بات کم اور قہقہے زیادہ لگا رہی تھی۔
"سچ میں طلال تمہیں بہت مس کر رہی ہوں اس بار جلدی آنا پھر اکٹھے شاپنگ پر چلیں گے۔" وہ اتنی بے تکلفی سے بات کر رہی تھی کہ زینا کو اپنا وہاں بیٹھنا مشکل لگ رہا تھا۔

☆☆☆

وہ تینوں بیٹھی بچپن کی یادیں تازہ کر رہی تھیں۔
غفور صاحب نے دور سے انہیں ہنستے دیکھا تو دل سے مسکرا دیئے، تین ماہ پہلے جب انہوں زینا کی شادی کی تھی وہ ناراض بھی تھے اور انہیں یہ ڈر بھی تھا کہ زینا جتنی جذباتی ہے کچھ غلط نہ کر دے۔ لیکن آج پہلی بار اسے مطمئن اور خوش دیکھ کر انہیں تسلی ہو گئی تھی۔
"بیٹا! طلال وہ کیسا ہے بات ہوتی ہے۔"
"جی وہ بھی ٹھیک ہیں۔"
"آ کب رہا ہے۔"

www.zemtime.com
ZEMTime® SINCE 2014

"پتا نہیں میں نے پوچھا نہیں، بے جی ہی بتا رہی تھیں ایک ماہ بعد آتے ہیں ابھی تو انہیں گئے دو ہفتے ہوئے ہیں۔"

"چلو اچھا ہے اللہ خیر خیریت رکھے۔ فون کرتی رہا کرو نہیں تو فکر ہوتی ہے۔"

"جی۔" وہ جلدی جلدی ہینڈ بیگ اٹھا کر باہر نکلی تو غفور صاحب اس کے انتظار میں کھڑے تھے۔

"اچھا پاپا۔" وہ ان کے گلے لگی تو انہوں نے پیار سے اس کا سر چوما۔

"میری اچھی بیٹی۔" یہ کہتے ہوئے ان کی آواز بھرا گئی تھی زینا نے چونک کر ان کا چہرہ دیکھا۔

"اپنے باپ سے ناراض تو نہیں۔" ان کو روتا دیکھ کر اس کی آنکھیں بھی بھر آئیں۔

"میں آپ سے ناراض نہیں شرمندہ ہوں بس اس بات کا دکھ تھا پاپا! آپ نے مجھ پر یقین نہیں کیا۔ بے شک میں دکھاوے سے متاثر ہو جاتی تھی لیکن آپ کی تربیت اتنی کمزور نہیں تھی۔"

"وہاں سب تمہارے ساتھ اچھے ہیں۔"

"سب بہت اچھے ہیں پاپا! بے جی مجھ سے بہت پیار کرتی ہیں اور آپ نے میرے لیے بہترین انتخاب کیا ہے۔"

وہ نظریں نیچی کیے بولی تو اس کے چہرے پر پھیلے رنگ دیکھ کر انہیں مزید کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں پڑی۔

☆☆☆

اس کا موڈ صبح سے آف تھا اور اس کی وجہ ثناء تھی جو صبح صبح اتنا تیار ہو کر آ گئی تھی۔ اس کا ارادہ بے جی کے ساتھ مارکیٹ جانے کا تھا لیکن اس کی وجہ سے ٹلتا لگ رہا تھا۔ وہ بیزاری سے بیٹھی میگزین پڑھ رہی تھی جب اس کا فون بجا اسکرین پر رابعہ کا نمبر تھا۔

"کدھر ہو۔" اس نے چھوٹتے ہی پوچھا تھا۔

"گھر پر ہوں۔" وہ بے زاری سے بولی۔

"تو ریڈی ہو جاؤ ہم آ رہے ہیں۔" وہ جو ٹیک لگائے بیٹھی تھی جھٹکے سے سیدھی ہوئی۔

"مطلب۔"

"مطلب کیا؟ میں کیا فارسی بول رہی ہوں۔ میں اور سائرہ تمہارے گھر آ رہے ہیں۔ پندرہ بیس منٹ میں پہنچ رہے ہیں لوکیشن سینڈ کر دو۔"

کہہ کر اس نے فون بند کر دیا تھا جبکہ وہ کتنی دیر ہونٹ چباتی رہی۔ آخری ملاقات میں انہوں نے کہا تھا وہ اس کے گھر آئیں گی لیکن اسے بالکل امید نہیں تھی کہ وہ واقعی آ جائیں گی۔ وہ سر جھٹک کر باہر آ گئی۔

بے جی حسب معمول اپنے تخت پر بیٹھی تھیں اور ثناء ان کے ساتھ چپکی بیٹھی تھی۔

"بے جی۔"

"ہاں بیٹا۔" وہ ہاتھ روک کر اسے دیکھنے لگیں۔

"بے جی وہ میری دوست کا فون تھا وہ ادھر آ رہی ہیں۔" اس نے نہایت شرمندگی سے بتایا۔

"ارے یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے تم اندر جا کر حلیمہ کو بتا دو کیا کیا بنوانا ہے بلکہ ٹھہرو میں خود کہتی ہوں اور نوراں آسیہ سے کہو مہمانوں والا کمرہ صاف کروا دے اور زینا تم کپڑے بدل لو۔"

اس نے ایک نظر اپنے کپڑوں پر ڈالی۔

"میں ٹھیک ہوں بے جی۔" وہ بے دلی سے بولی۔

"ٹھیک نہیں جاؤ جا کر اچھے سے تیار ہو جاؤ۔"

ان کا انداز حتمی تھا تو وہ سر ہلاتی اندر آ گئی۔ وہ تیار ہو کر باہر آئی تو نوراں نے بتایا کہ آپ کی سہیلیاں آ گئیں ہے۔ وہ بے جی کے کمرے میں آئی تو وہ دونوں بے جی کے پاس تخت پر بیٹھی تھیں۔ اور بڑی بے تکلفی کے ساتھ باتیں کر رہی تھیں زینا کو دیکھ کر دونوں اٹھ کر اس کے گلے لگ گئیں۔

"کتنی پیاری لگ رہی ہو۔"

رابعہ نے پیار سے اس کا گال کھینچا تو اس نے جھینپ کر بے جی کو دیکھا جو مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"پتا ہے آنٹی! جب زینا نے ہمیں بتایا اس کی شادی گاؤں میں ہوئی ہے تو ہم نے اسی وقت سوچ لیا

www.zemtime.com

تھا کہ ہم یہاں آئیں گے۔ ایکچوئیلی اس سے پہلے ہمیں کبھی اتفاق نہیں ہوا کوئی بھی گاؤں دیکھنے کا۔"

اس کے تیز تیز بولنے پر بے جی ہنس پڑی تھیں۔

"آپ کے باغات بھی ہوں گے۔" رابعہ نے اشتیاق سے پوچھا۔

"ہاں وہ بھی ہیں۔"

"تو میں وہاں ضرور جاؤں گی۔" وہ فیصلہ کن انداز میں بولی۔

"ضرور جانا بیٹا پہلے تھوڑا آرام کرلو، مینا پتر سہیلیوں کو اپنے کمرے میں لے جاؤ آرام سے باتیں کرو۔"

"کتنا بولتی ہو تم۔" کمرے میں آتے ہی زمینا نے رابعہ کو گھورا تھا۔

"یار مجھے اتنی خوشی ہو رہی ہے یہاں آکر ارے واہ۔"

بات کرتے کرتے وہ چیخی تو زمینا نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"زمینا یہ تم ہو، سائرہ دیکھو۔" وہ دونوں اب اس کی ولیمے کی انلارج تصویر کو دیکھ رہی تھیں۔

"اف مجھے یقین نہیں آرہا کتنی حسین لگ رہی ہو اور تمہارے ہسبینڈ واٹ اے پیس یار۔"

اس کی طرف دیکھ کر اس نے ایک آنکھ دبائی تو زمینا نے مسکراہٹ روک کر اسے تھپڑ لگایا۔

"بکومت۔"

"تمہاری بے جی تو بہت اچھی ہیں۔" سائرہ بولی۔

"اور وہ ساتھ کوئی خلائی مخلوق بھی کھڑی تھی جو ہمیں ایسے گھور رہی تھی جیسے آنکھوں کے رستے نگل جائے گی۔"

"وہ بے جی کی بھانجی ہے۔" اس کا ذکر کرتے اس کا منہ بن گیا تھا۔

"لگتا ہے تمہیں خاص پسند نہیں۔" سائرہ نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"اسے میں پسند نہیں کیونکہ اس کے اور طلال کے بیچ میں میں آگئی ہوں۔"

"ہوں ادھوری لو اسٹوری۔" رابعہ نے سمجھ کر سر ہلایا۔

"دوسری طرف بھی ایسا حال ہے۔"

"پتا نہیں دوسرا بندہ بہت گہرا ہے اپنا پتا نہیں لگنے دیتا۔" اس کے کہنے پر دونوں نے او کو لمبا کھینچا تھا اور پھر باتوں میں انہیں وقت گزرنے کا پتا ہی نہیں لگا تھا۔

"خالہ آپ نے بہو کو زیادہ ہی سر چڑھا رکھا ہے۔" ثناء کی آواز سن کر اندر آتی زمینا وہی رک گئی تھی جبکہ حلق کڑوا ہو گیا تھا۔

"ایسا کیوں کہہ رہی ہو۔" زرینہ بیگم نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"یہ عمر ہے آپ کی کام کرنے کی سارا دن آپ کام کرتی ہیں اور مہارانی بستر توڑتی رہتی ہے اور اب صبح سے سہیلیاں آئی ہیں ان کے ساتھ لگی ہوئی ہے یہ نہیں ہوتا کہ اٹھ کر کچن میں جھانک لے۔ اسی لیے آپ سے کہتی تھی شہری لڑکی نہ لے کر آئیں اس کے مزاج ہی نہیں ملتے وہی ہوا۔"

برتن سیٹ کرتی نوراں نے افسوس سے سر ہلایا۔

"ایسا نہیں ثناء! مینا میرا بہت خیال رکھتی ہے میں خود اسے کچھ کرنے نہیں دیتی شادی کو عرصہ ہی کتنا ہوا ہے، شوہر بھی دور ہے، بے چاری سارا دن بوکھلائی پھرتی ہے۔ مجھے ترس آتا ہے بچی پر میری وجہ سے ماں باپ کے گھر بھی اتنا کم جاتی ہے اچھا ہے سہیلیاں آگئی ہیں خوش ہو گئی میری بچی اس کی ہنسی گونجتی ہے تو میرے گھر کا آنگن مہکنے لگتا ہے۔ بس اب اللہ سے دعا ہے جلد از جلد میرے آنگن میں طلال کے بچوں کی چہکار گونجے۔"

نوراں نے بے ساختہ آمین کہا تھا جبکہ ثناء نے ہاتھ میں پکڑی پلاسٹک کی بوتل کو پچکا دیا تھا۔

☆☆☆

بے جی نے سائرہ اور رابعہ کو روک لیا تھا۔ رات

www.zemtime.com

دیر تک وہ بے جی کے ساتھ بیٹھی قصے سنتی رہیں۔ بڑی مشکل سے زینا نے انہیں سونے بھیجا تھا جانتی تھی بے جی مروت میں بیٹھی رہیں گی جبکہ وہ جلدی سونے کی عادی ہیں۔

وہ کمرے میں آئی تو ہمیشہ کی طرح سوچوں کا محور وہی شخص تھا جو اس سے لاپرواہ تھا اسے سوچتے سوچتے کب نینداس پر مہربان ہوئی اسے پتا ہی نہیں چلا۔ نیند میں اسے لگا کوئی اس کے قریب آ کر بیٹھا ہے۔ لیکن وہم سمجھ کر اس نے آنکھیں نہیں کھولی تھیں لیکن پھر اپنے چہرے پر کسی کا لمس محسوس کر کے اس نے آنکھیں کھولیں۔ سامنے وہی تھا جسے سوچتے ہوئے سوئی تھی وہ روز ہی ایسے خواب دیکھتی تھی سو مسکرا کر ہاتھ بڑھا کر اسے چھوا لیکن وہ غائب نہیں ہوا تھا اس کی مسکراہٹ سکڑ گئی تھی وہ جھٹکے سے اٹھی تھی۔ وہ اب آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہی ہو۔"

"آپ کب آئے۔" اسے حقیقت کے روپ میں اپنے قریب دیکھ کر اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اسے مسلسل اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ نروس ہو رہی تھی۔

"آپ نے بتایا نہیں آپ آ رہے ہیں۔" وہ بمشکل بولی۔

"سوچا سرپرائز دوں گا۔"

"اچھا لگا سرپرائز۔" وہ مسکراتے ہوئے اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے بمشکل سر اثبات میں ہلایا۔

"تم فریش ہو جاؤ میں بے جی سے مل لوں پھر اکٹھے ناشتا کرتے ہیں۔" وہ اس کے سر پر چپت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اور اس کے نکلتے ہی زینا کھل کر مسکرائی تھی ایک سرشاری تھی جو اس کے وجود میں اتر آئی تھی۔ موسم خوشگوار تھا۔ سردیوں کی آمد آمد تھی بے جی نے ناشتا صحن میں لگوایا تھا۔ اپنے بیٹے کو یوں اچانک دیکھ کر ان کی خوشی کا عالم ہی کچھ اور تھا۔

رابعہ اور سائرہ تو طلال سے ایسے بے تکلفی سے باتیں کر رہی تھیں جیسے برسوں سے جانتی ہوں۔

"زینا سے ہم نے کل ہی آپ کے بارے میں پوچھا تھا تب تک تو ایسے کوئی آثار نہیں تھے۔ کہیں آپ کو پتا تو نہیں چل گیا تھا ہم آنے والے ہیں۔"

"بالکل ٹھیک کہا آپ نے، میں نے سوچا میری سالیاں آ رہیں ہیں تو میرا وہاں ہونا ضروری ہے۔"

وہ بھی کون سا کم تھا۔

"آنٹی! یہ طلال بھائی پہلے ہی اتنے ہینڈسم تھے یا ہماری زینا کا کمال ہے۔"

سائرہ شرارت سے بولی۔

"مجھے لگتا ہے زینا کا کمال ہے۔"

بے جی بھی شرارت سے بولیں تو طلال نے حیرت سے ماں کا خوشی سے جگمگاتا چہرہ دیکھا اور مسکرا دیا۔

☆☆☆

بے جی نے ان دونوں کو جاتے ہوئے بے شمار تحفے دیئے تھے۔ وہ ان کو چھوڑنے گیٹ تک آئی جب سائرہ اس کے گلے لگی تھی۔

"تم بہت لکی ہو زینا! اتنی چاہت اتنا خوب صورت شوہر اتنی محبت کرنے والی ساس ہر کسی کی قسمت میں نہیں ہوتے مجھے تم پر رشک آ رہا ہے اور دل چاہ رہا ہے کاش میں تمہاری جگہ ہوتی۔ زینا! تم جتنی پیور تھیں تم طلال بھائی جیسا مرد ہی ڈیزرو کرتی تھیں۔"

اور زینا اس کو دیکھتے ہوئے قدرت کے کھیل پر حیران تھی ایک وقت تھا کہ وہ اپنے حالات سے شاکی تھی اسے سائرہ اور رابعہ جیسی زندگی چاہیے تھی اور آج سب الٹ تھا۔ وہ جنہیں مکمل سمجھتی تھی وہ اسے خوش قسمت مان رہے تھے صرف اس ایک شخص کی وجہ سے اس نے سامنے دیکھا جہاں طلال بے جی کو بازو کے حلقے میں لیے رابعہ سے بات کر رہا تھا۔ اس نے تو خود کو برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی وہ تو شاید قدرت اس پر مہربان تھی یا ماں باپ کی دعائیں کام آ

www.zemtime.com

گئی تھیں۔
ان کے آنے سے جو گھر میں رونق آئی تھی ان کے جاتے ہی پھر خاموشی چھا گئی تھی۔ اس نے کافی دیر سے ثناء کو نہیں دیکھا تھا۔ شاید وہ چلی گئی تھی۔ طلال کو زمینوں پر کام تھا وہ وہاں گیا تھا۔ وہ تیار ہو کر کتنی دیر تک اس کا انتظار کرتی رہی لیکن دوپہر سے رات ہو گئی تھی وہ نہیں آیا تھا جبکہ بے جی شہر کسی کی فوتگی پر گئی تھیں اور انہیں کل آنا تھا۔ نوراں بھی اپنے کمرے میں چلی گئی تو وہ بھی اپنے کمرے میں آ گئی۔ اسے اب پریشانی ہو رہی تھی۔ اس نے طلال کا نمبر ملایا جو دوسری بیل پر اٹھا لیا گیا تھا۔ لیکن آواز طلال کی نہیں تھی۔
''کون۔'' نسوانی آواز پر اس کا سانس رک سا گیا تھا۔
''ثناء بات کر رہی ہوں۔'' زینا کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔
''طلال کا فون آپ کے پاس کیا کر رہا ہے۔''
''میرے پاس نہیں ہو گا تو کس کے پاس ہو گا۔'' وہ دل جلانے والے انداز میں بولی۔
''طلال کو فون دیں۔'' وہ غصے سے بولی۔
''وہ تو ابھی سو رہا ہے اٹھے گا تو بتا دوں گی اور ہاں آج رات وہ آئے گا بھی نہیں۔''
زینا تو جیسے سن ہو کر رہ گئی تھی۔
''بات سنو زینا! آج میں کھل کر تمہیں بتا رہی ہوں۔ میں نفرت کرتی ہوں تم سے کیونکہ تم طلال کی بیوی ہو جبکہ اس کی بیوی مجھے ہونا چاہیے تھا وہ میری بچپن کی محبت ہے اور وہ بھی مجھ سے محبت کرتا ہے اس نے صرف خالہ جی کے کہنے پر تم سے شادی کی ہے اور مجبوری کا رشتہ کبھی خوشی کا رشتہ نہیں بنتا جیسے ابھی ہی دیکھ لو اس کے آنے کا مجھے پتا تھا اور ابھی بھی رات کے اس وقت وہ میرے ساتھ ہے تو تم خود سوچ لو اتنی پڑھی لکھی ہو ذرا سی بھی سمجھ ہو گی تو کچھ کہے بغیر ہی ہماری زندگی سے نکل جاؤ گی۔ یقیناً تم ایسے آدمی کا ساتھ نہیں چاہو گی جس کے پہلو میں تو کوئی اور ہو اور دل میں کوئی اور۔''
فون بند ہو گیا تھا۔ لیکن وہ ابھی تک فون کان سے لگائے کھڑی تھی۔ بیڈ کے اس پار شیشے میں اس کا سجا سنورا روپ اسے صاف نظر آ رہا تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کا چہرہ اس کا مذاق اڑا رہا ہو۔ اس نے فون رکھ دیا اور دوپٹہ گلے سے نکال کر بیڈ پر پھینکا کانوں سے ٹاپس نکال کر فرش پر پھینکے اور دونوں ہاتھوں میں پہنی چوڑیاں اتار کر صوفے پر پھینکی تھیں اور دونوں پاؤں صوفے پر رکھ کر ٹھوڑی گھٹنوں پر ٹکا دی، آنسو قطرہ قطرہ اس کی آنکھوں سے بہنے لگے تھے اسے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ اسے غصہ زیادہ تھا یا دکھ۔
وہ ساری رات اس نے یونہی بیٹھ کر گزار دی تھی۔ صبح پانچ بجے کے قریب دروازہ کھلنے پر بھی اس نے حرکت نہیں کی تھی اندر داخل ہوتے طلال نے حیرت سے اسے یوں بیٹھے دیکھا۔
''زینا۔'' اس نے قریب جا کر اسے آواز دی تو نظریں چوڑیوں پر پڑیں جو کچھ صوفے اور کچھ زمین پر بکھری تھیں۔ زینا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا جس نے جیکٹ ہاتھ میں پکڑی تھی شرٹ کے کف الٹے ہوئے تھے بال بکھرے اور آنکھیں بے خوابی سے لال ہو رہی تھیں۔
''تم ٹھیک ہو۔'' وہ پریشانی سے اس کے قریب بیٹھ گیا، زینا کتنی دیر اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔
''کیا ہوا ہے۔''
''سوری یار مجھے پتا ہے میری غلطی ہے میں لیٹ ہو گیا ہوں۔'' وہ جیکٹ صوفے پر پھینکتا ہوا بولا۔
''کہاں تھے آپ۔'' وہ لفظوں کو چبا چبا کر بولی۔
''ایک دوست کی طرف تھا ایمرجنسی ہو گئی تھی۔'' زینا نے افسوس سے اسے دیکھا۔
''آپ کو شرم نہیں آ رہی ایک تو غلطی کرتے ہیں اوپر سے جھوٹ بولتے ہیں۔''
طلال نے پہلے اسے حیرت سے دیکھا پھر اس

www.zemtime.com

کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔
"تمہارا دماغ ٹھیک ہے کیا بول رہی ہو۔"
"دماغ تو میرا اب ٹھیک ہوا ہے میں آپ کو کیا سمجھتی تھی اور آپ کیا نکلے۔"
"زینا میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں تھکا ہوا ہوں پہیلیاں بوجھنے کا میرا کوئی موڈ نہیں سیدھی بات کرنی ہے تو کرو ورنہ میں سونے جا رہا ہوں۔"
اس نے قدم باتھ روم کی طرف بڑھائے ہی تھے جب وہ ایک دم اس کے سامنے آ گئی تھی۔
"آج بات آر پار ہو گی آپ یوں مجھے دھوکا نہیں دے سکتے۔"
"تم اپنے حواسوں میں تو ہو کیا بکواس کر رہی ہو، کون سا دھوکا دیا ہے میں نے۔"
اس نے اب غصے سے اسے بازو سے پکڑ کر جھٹکا دیا تھا۔
"آپ کیا کر رہے تھے ثناء کے ساتھ۔"
"کیا مطلب کیا کر رہا تھا ثناء کے ساتھ۔" وہ الٹا تعجب سے اس سے پوچھنے لگا۔
"آپ کا فون کہاں ہے۔" اس کا اشتعال اب بے بسی میں ڈھل رہا تھا اس نے اچانک اپنی جیبیں ٹٹولیں۔
"وہ شاید خالہ کی طرف رہ گیا ہے۔" کہنے کے بعد اس نے چونک کر اسے دیکھا۔
"آپ نے کہا آپ دوست کی طرف تھے پھر آپ کا فون ثناء کے پاس کیا کر رہا تھا۔"
"میں خالہ کی طرف گیا تھا ثناء کو چھوڑنے وہاں فون آ گیا میرے دوست کا ایکسڈنٹ ہو گیا تھا میں جلدی میں شاید فون ہی بھول گیا تھا میرا دوست ایمرجنسی میں تھا۔ اس کے گھر والے کافی پریشان تھے اس لیے مجھے وہاں رکنا پڑا ابوبکر بھی میرے ساتھ تھا اور میں نے بے جی کو بھی فون کر کے بتا دیا تھا۔"
"جھوٹ ایک بار پھر جھوٹ آپ ساری رات ثناء کے ساتھ تھے اس نے خود مجھے بتایا ہے اس نے کہا کہ آپ اس سے محبت کرتے ہیں اور مجھ سے جان چھڑوانا چاہتے ہیں اگر یہی کچھ کرنا تھا تو شادی کیوں کی تھی مجھ سے، میں تو پہلے ہی آپ سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی دکھ ہو رہا ہے مجھے کہ آپ جیسا شخص میرا شوہر ہے۔"
طلال نے اپنے لب بھینچ لیے تھے وہ خود کو کچھ بھی سخت کہنے سے روک رہا تھا۔
"مجھے آپ جیسے شخص کے ساتھ رہنا ہی نہیں ہے جو بغیر کسی رشتے کے غیر عورت کے ساتھ رات گزارتا ہو۔"
"زینا۔" وہ چیخ اٹھا تھا۔ "خاموش ہو جاؤ میرے صبر کا امتحان مت لو۔"
"نہیں ہوں گی میں خاموش میں اب سمجھی ہوں کہ آپ مجھ سے دور کیوں رہتے تھے۔ کیونکہ آپ کی پسند تو ثناء تھی، آپ بے جی کی وجہ سے مجھ سے شادی کرنے پر مجبور ہوئے تھے، میں آپ کی اصلیت جان گئی ہوں مجھے آزاد کر دیں اور جو سب سے چھپ کر کر رہے ہیں وہ جائز طریقے سے کریں۔"
اب کی بار طلال کا ضبط جواب دے گیا تھا اس نے تھپڑ دے اس کے گال پر مارا ایک پل کے لیے اس کے حواس جھنجھنا کر رہ گئے اس نے گال پر ہاتھ رکھ کر اسے دیکھا جس کا چہرہ بے تحاشا سرخ ہو رہا تھا وہ کتنی دیر پلکیں جھپکائے اسے دیکھتی رہی جیسے اسے یقین نہ آیا ہو۔
"میں آپ کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔"
"یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے۔" وہ بے حد سنجیدگی سے بولا۔
"ہاں۔"
"ٹھیک ہے تمہاری یہ خواہش بھی پوری کر دوں گا۔"
زینا کو بہت رونا آیا تھا اس نے بیڈ سے اپنا دوپٹہ اور سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھایا اور باہر کی طرف بڑھی لیکن اس نے ایک دم بازو سے کھینچ کر اسے روکا تھا۔
"اب تمہارا مجھ سے کوئی تعلق نہیں تو بے جی کو

www.zemtime.com

بھی درمیان میں لانے کی کوئی ضرورت نہیں۔"
کہنے کے ساتھ وہ اسے کھینچتا ہوا باہر لے جانے لگا تھا۔
"چھوڑیں میرا بازو مجھے درد ہو رہا ہے۔"
اس کی گرفت اتنی سخت تھی کہ اسے اپنی ہڈیاں ٹوٹتی محسوس ہو رہی تھیں۔ کچن کی طرف جاتی نوراں نے حیرت اور پھر پریشانی سے دیکھا تھا۔ وہ سارا راستہ روتی رہی تھی لیکن وہ سختی سے ہونٹ بھینچے ڈرائیو کر رہا تھا۔ گاڑی جب اس کے گھر کے آگے رکی تو اس نے چونک کر اسے دیکھا۔
"مجھے نہیں جانا۔"
"اترو کاز سے میں تمہیں یہاں سے لے کر گیا تھا اور یہیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اب تم آزاد ہو۔"
زینا اسے ہی دیکھ رہی تھی جو اسے نہیں دیکھ رہا تھا وہ مزید بات کیے بغیر اتر گئی تھی۔ وہ تیزی سے کار بھگا لے گیا تھا۔ بیل دینے سے پہلے اس نے اچھی طرح سے چہرہ صاف کیا تھا۔ دروازہ عمرانہ نے کھولا تھا اور اسے اتنی صبح دیکھ کر پریشان ہو گئی تھیں۔
"زینا۔"
"السلام علیکم امی۔" وہ مسکراہٹ چہرے پر سجا کر ان کے گلے لگ گئی تھی۔
"اتنی صبح خیریت ہے۔"
"جی امی سب خیریت ہے۔"
"کس کے ساتھ آئی ہو۔" انہوں نے دروازے سے باہر جھانک کر دیکھا۔
"طلال چھوڑ کر گئے ہیں انہیں زمینوں پر کام تھا اور بے جی بھی کچھ دنوں کے لیے کسی رشتے دار کے گھر گئی ہیں تو گھر میں کوئی نہیں تھا تو طلال نے کہا کہ میں گھر چلی جاؤں، میں نے بھی کہا میں اب کچھ دن اپنی امی کے ساتھ رہوں گی۔" وہ پھر سے ان کے گلے لگ کے بولی۔
"سو بار میری جان تمہارا گھر ہے بلکہ تمہارے پاپا تمہیں اتنا یاد کر رہے تھے آج تم نہ آتیں تو وہ خود تمہیں لینے آتے۔"
"جی۔" وہ مسکرا کر بولی۔
وہ کتنی پریشان تھی یہ صرف وہی جانتی تھی لیکن اپنی پریشانی وہ کسی سے شیئر نہیں کرنا چاہتی تھی۔ ناجیہ باجی پریگنٹ تھیں، سونیا کا رشتہ طے ہو گیا تھا سب بہت خوش تھے ایسے میں وہ اپنی پریشانی بتا کر کیسے انہیں دکھی کر دیتی۔
ناجیہ اور سونیا بازار گئے تھے جبکہ وہ ان کے اصرار کے باوجود نہیں گئی، اس کا دل کسی چیز میں نہیں لگ رہا تھا۔ اس کے چھوڑ دینے کا خیال ہی جان لیوا ثابت ہو رہا تھا۔ ایک ہفتہ ہونے والا تھا نہ طلال نے اس کی خبر لی تھی اور نہ بے جی نے فون کیا تھا اسے آنے والے وقت سے جیسے ڈر سا لگنے لگا تھا۔ پتا نہیں لوگوں کے کتنے روپ ہوتے ہیں، ہوتے کچھ ہیں نکلتے کچھ ہیں۔ نوشی کو اس کے شوہر نے طلاق دے دی تھی شادی کے بعد انہیں اس میں سو عیب نظر آنے لگے تھے۔ اس صدمے کی وجہ سے تایا جی کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا اور وہ سوچ رہی تھی جب پاپا کو اس کا پتا چلے گا تو ان کا کیا حال ہو گا۔ وہ جو ہر وقت طلال کے رویے کے لیے خود کو قصوروار سمجھ رہی تھی اس رویے کی وجہ ثناء ہو گی یہ بات اس کے لیے بہت تکلیف دہ تھی اسے پتا ہی نہیں چلا اسے اس پتھر دل انسان سے کب اتنی محبت ہو گئی کہ اس کے دور جانے کا خیال موت کے برابر لگ رہا تھا۔ ابھی تو وہ اکیلی تھی کھل کر رو سکتی تھی اور وہ رو رہی تھی۔
فون کی بیل پر اس نے چونک کر دیکھا اور نوراں کا نمبر دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔
"ہیلو۔" وہ پریشانی سے بولی۔
"ہیلو بھابھی! کیسی ہیں آپ۔"
"میں ٹھیک ہوں نوراں تم بتاؤ سب ٹھیک ہے نا بے جی ٹھیک ہیں۔"
"جی بھابھی سب ٹھیک ہے آپ کہاں ہیں اس وقت۔"
"میں امی کے گھر ہوں کیوں۔"
"اچھا۔" وہ حیران ہوئی۔

www.zemtime.com

"وہ میں آپ کو بعد میں بتاؤں گی ابھی ایک ویڈیو بھیج رہی ہوں وہ دیکھیں۔"

فون بند ہو گیا تھا اور اگلے ہی پل میسج آیا تھا ویڈیو آن ہوتے ہی ثناء کا چہرہ نظر آیا تھا۔ وہ بے جی کے گھر کا گیسٹ روم تھا وہ بیڈ پر لیٹی تھی اور فون کان سے لگایا ہوا تھا وہ قہقہہ لگا کر ہنسی۔

"بس امی کیا بتاؤں مزہ آ گیا یہاں آئی تو میدان بالکل خالی تھا۔ میں نے آپ کو پہلے کہا تھا وہ لڑکی بہت بے وقوف ہے فوراً میری باتوں کا یقین کر لے گی اور کچھ اس میں کمال طلال کی بے وقوفی کا بھی ہے۔ اپنا موبائل چھوڑ گیا تھا۔"

کہہ کر وہ چپ ہو کر دوسری طرف کی بات سن رہی تھی۔

"نہیں امی! اس کا فائدہ نہیں ہوا طلال بیوقوف نہیں ہے آپ کو بھی پتا ہے دوسرا وہ پوری طرح اپنی بیوی کے عشق میں گرفتار تھا میں اب سے نہیں کئی سالوں سے اسے رام کرنے کی کوشش کر رہی ہوں پر مجال ہے اس پر اثر ہو وہ مجھے صرف ایک یتیم کزن سمجھتا ہے۔ میں کب سے زینا کے خلاف اس کے کان بھر رہی تھی پر وہ سنتا ہی نہیں تھا اس زینا نے پتا نہیں طلال اور خالہ پر کیا جادو کر رکھا ہے۔ تبھی میں نے طلال کو چھوڑ کر زینا کو ٹارگٹ بنایا اور دیکھیں کامیاب بھی رہی۔

پتا ہے امی جب طلال اسے پیار سے دیکھتا تھا تو میرا دل کرتا تھا زینا کا منہ نوچ لوں۔ خالہ اس شہر کی لڑکی سے طلال کی شادی کروا کر سمجھ رہی تھیں وہ کامیاب ہو گئیں لیکن میں ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گی طلال اگر میرا نہیں ہو سکتا تو میں اسے کسی اور کا بھی رہنے نہیں دوں گی میں نے جس طرح طلال کو برا بنا کر اسے بتایا ہے مجھے یقین ہے وہ اب واپس نہیں آئے گی۔ میری فکر نہ کریں امی! میں اب خالہ کے ساتھ رہوں گی۔ بے چاری پھر اکیلی جو ہو گئی ہیں ان کو پتا ہی نہیں ان کا آشیانہ تباہ ہو چکا ہے۔" وہ قہقہہ لگا کر ہنسی۔ ویڈیو ختم ہو گئی تھی۔ لیکن زینا اب بھی پھٹی پھٹی نظروں سے اسکرین کو دیکھ رہی تھی۔

"اب میں کیا کروں نوراں۔"

"بھابھی بھائی بہت غصے میں تھے میں نے آپ کو بتایا تھا وہ غصے میں کسی کی نہیں سنتے۔ وہ پرسوں سے واپس کراچی چلے گئے ہیں اور بے جی کو بھی کچھ خبر نہیں انہوں نے بے جی سے کہا ہے کہ آپ اپنی دوستوں کے ساتھ سیر کے لیے پہاڑی علاقے میں گئی ہیں جہاں سگنل کا پرابلم ہے، وہ نہیں چاہتے بے جی آپ سے رابطہ کریں۔

ابھی بھی وقت آپ کے ہاتھ میں ہے بھابھی آپ طلال بھائی کو فون کر لیں انہیں سوری کہہ دیں۔"

نوراں کے فون بند کرتے ہی اس نے طلال کا نمبر ملایا تھا بیل جا رہی تھی کتنی دیر بیل جاتی رہی اور پھر فون کاٹ دیا گیا تھا۔ اس نے بے دردی سے نچلا ہونٹ کچلا اور دوبارہ نمبر ملایا۔ فون پھر کاٹ دیا گیا تھا۔

"طلال پلیز۔" اس نے میسج کیا تھا اور اگلے ہی پل اس کا فون بجا تھا۔

"ہیلو۔" اس کی ہیلو کے جواب میں دوسری طرف خاموشی تھی۔

"ہیلو۔" وہ دوبارہ بولی۔

"تم نے مجھے اپنا فیصلہ سنا دیا تھا اب میری بھی سن لو میں نے دوسری شادی کا فیصلہ کر لیا ہے اب تم بتا دو تمہیں ڈائیورس کب بھیجوں۔ زیادہ انتظار نہیں کرواؤں گا۔"

زینا کے ہاتھ سے فون گر گیا تھا وہ بالکل ساکت ہو گئی تھی دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ تیزی سے اٹھ کر باتھ روم گئی تھی۔ اچھی طرح منہ دھو کر اس نے چادر لی موبائل لے کر باہر آ گئی۔

"تم کہاں جا رہی ہو۔"

اندر آتی سونیا اور ناجیہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"میں گھر جا رہی ہوں۔"

"خیریت ہے؟"

www.zemtime.com

"ہاں بے جی کا فون آیا ہے وہ گھر آ گئی ہیں تو میں اب جا رہی ہوں۔"

"جاؤ گی کیسے۔" ناجیہ اس کے پیچھے آئی تھی۔

"رائیڈ آ گئی ہے میری، امی پاپا کو بتا دینا۔"

کہہ کر وہ تیزی سے نکل گئی تھی۔ سارا راستہ اس نے جس طرح ضبط کیا تھا وہ ہی جانتی تھی۔ وہ گھر میں داخل ہوئی تو بے جی اپنے تخت پر بیٹھی تسبیح پڑھ رہی تھیں اسے دیکھ کر انہوں نے بے ساختہ انداز میں خوش ہو کر بانہیں پھیلائی تھیں اور اس کا سارا ضبط رخصت ہو گیا تھا، وہ ان سے لپٹ کر رو پڑی تھی اور جس طرح وہ بلک بلک کر روئی تھی۔ بے جی کے لیے اسے سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا۔

"زینا میری بچی ہوا کیا ہے۔ میرا دل گھبرا رہا ہے، غفور عمرانہ ٹھیک ہیں۔"

وہ اس کی پشت سہلا رہی تھیں جو مضبوطی سے ان سے چمٹی ہوئی تھیں۔

"نوراں پانی لاؤ۔" انہوں نے پاس کھڑی نوراں سے کہا۔

"زینا! شاباش سیدھی ہو اور بتا مجھے کیا ہوا ہے۔"

انہوں نے زبردستی اسے خود سے الگ کیا۔ جس کی اب ہچکی بندھ گئی تھی اور سرخ چہرہ مکمل طور پر بھیگا ہوا تھا۔

"بے جی۔" وہ اٹک اٹک کر بولی۔

"طلال۔"

"کیا ہوا طلال کو۔" وہ گھبرا کر بولیں۔

"آپ کے جانے کے بعد طلال نے مجھے گھر سے نکل جانے کو کہا، امی کے گھر چھوڑ آئے مجھے اور کہا مجھ سے تمہارا کوئی تعلق نہیں اس لیے بے جی بھی تمہاری کچھ نہیں لگتیں مجھے تھپڑ مارا یہاں۔"

وہ بتاتے ہوئے پھر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔ زرینہ بیگم مجسمے کی طرح سرد پڑ گئی تھیں۔

"اور ابھی بھی فون کر کے کہا کہ وہ دوسری شادی کر رہے ہیں اور جلد مجھے طلاق بھجوا دیں گے۔"

زرینہ بیگم کا سفید رنگ یک لخت سرخ ہوا تھا۔

"نوراں فون ملاؤ کراچی۔" اور نوراں تو پہلے ہی تیار بیٹھی تھی۔ بیل جا رہی تھی اس نے فون بے جی کو پکڑا دیا۔

"نوراں خیریت ہے، بے جی ٹھیک ہیں۔" دوسری طرف سے اس کی پریشان آواز سنائی دی تھی۔

"میں جو فخر سے کہتی تھی طلال احمد! تم میرے بیٹے ہو آج مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ میں نے تمہیں پیدا کیا۔"

"بے جی۔" وہ تڑپ کر بولا اس کا پورا نام لینا ہی ان کی ناراضی کو ظاہر کر رہا تھا۔

"نام مت لو میرا، مر گئی تمہاری بے جی، میں نے تمہاری یہ تربیت کی تھی طلال احمد کہ تم ایک لڑکی پر ہاتھ اٹھاؤ وہ بھی جو تمہاری بیوی ہے، کیا تمہارا باپ مجھ سے ایسا سلوک کرتا تھا؟ کیا میں نے تمہیں یہ سکھایا تھا۔"

"بے جی آپ میری بات تو سن لیں۔"

"بات کرنے کے لیے اب کچھ رہ گیا ہے طلال، زینا کو میں اپنی بیٹی بنا کر لائی تھی کسی باپ کے دل کا ٹکڑا تھی جس کے دل کے تم نے ٹکڑے کیے ہیں اپنی برتری ثابت کرنا چاہتے ہو طلاق کا حق استعمال کر کے عورت کو زیر کرنا چاہتے ہو تو ٹھیک ہے بھیج دو طلاق پر یہ بھی یاد رکھنا ماں بھی مر گئی تمہاری اور اس گھر کے دروازے بھی بند ہو گئے تم پر۔"

انہوں نے کہہ کر فون بند کر دیا جبکہ زینا کے آنسو تھم گئے تھے وہ سہمی نظروں سے بے جی کا سرخ چہرہ دیکھ رہی تھی۔ ایسی ہی حالت نوراں کی تھی۔ زینا نے کیا نوراں نے ساری عمر بے جی کو کبھی اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا، نوراں کا فون پھر بج اٹھا تھا۔

"طلال بھائی۔" وہ ہلکا سا منمنائی۔

"فون مت اٹھانا۔" وہ انگلی اٹھا کر بولیں۔ اور پھر زینا کو دیکھا جو سہمی ہوئی انہیں دیکھ رہی تھی۔

"نہ میری بچی! تو پریشان نہ ہو میں اب جب تک اسے تھپڑ نہیں مار لیتی مجھے بھی چین نہیں آنا۔"

www.zemtime.com

ZEMTime SINCE 2014

”نہیں بے جی۔“ وہ بے ساختہ بولی۔
”آپ اب انہیں کچھ مت کہیں، میں نے تو آپ کو اس لیے بتایا تھا کہ آپ انہیں کہیں مجھے معاف کر دیں۔“
”تم نے کیا کیا ہے جو وہ معاف کرے گا، معافی تو اسے مانگنی ہوگی۔“
”نہیں بے جی! مجھے معافی بھی نہیں چاہیے بس ان سے کہیں مجھے طلاق نہ دیں میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی۔“
اب کی بار زرینہ بیگم نے چونک کر گہری نظروں سے اسے دیکھا۔
تبھی راجا اندر آیا۔
”سلام بے جی! طلال بھائی کا فون ہے۔“ وہ گھبرایا ہوا تھا، لگتا تھا ڈانٹ پڑی تھی۔
”بند کر دو اور اب اٹھانا مت۔“
ان کے کہنے پر وہ ہونقوں کی طرح انہیں دیکھنے لگا۔
”منہ کیا دیکھ رہے ہو جاؤ جا کر بھینسوں کا چارہ کاٹو۔“
ان کے غصیلے انداز پر وہ گڑبڑا کر واپس بھاگا تھا۔

☆☆☆

”بے جی میں آپ کے پاس سو جاؤں۔“
آواز پر پلٹ کر دیکھا زینا دروازے میں کھڑی تھی۔
”پوچھنے والی کیا بات ہے پتری آجاؤ۔“ انہوں نے اس کو جگہ دی تھی۔
وہ تیزی سے بے جی کے کمرے کی طرف بڑھا تھا اور آہستہ سے دروازہ کھولا، بے جی تسبیح پڑھ رہی تھیں جبکہ وہ بازو ان کے گرد پھیلائے سو رہی تھی۔
اس منظر نے اسے سکون دیا تھا۔
”میں نے تمہیں منع کیا تھا طلال احمد یہاں آنے سے۔“
وہ اسے دیکھ کر سختی سے بولیں تو اس نے ہونٹ بھینچ لیے جبکہ آنکھیں ماں کی بے رخی پر نم ہوئی تھیں۔ وہ چلتا ہوا ان کے قریب آیا اور ان کے پاؤں پکڑ کر بیٹھ گیا۔
”میرا قصور کیا ہے۔“
”میری تربیت کو شرمندہ کروایا ہے تم نے جب مینا نے مجھے بتایا کہ تم نے اسے تھپڑ مارا ہے مجھے یقین نہیں آیا میرا منا ایسا کر سکتا ہے۔“
”وہ آپ کو مجھ سے زیادہ پیاری ہو گئی ہے۔“
کہنے کے ساتھ ایک ناراض نظر اس پر بھی ڈالی جو سوتے ہوئے بھی ناراضی کے باوجود بار بار اس کا دھیان بھٹکا رہی تھی۔
”ہاں کیونکہ میں اسے اپنی بیٹی بنا کر لائی تھی اور اس نے بھی ماں سمجھ کر مجھ سے شکایت کی ہے اگر میری بیٹی پر کوئی ہاتھ اٹھاتا تو تمہیں کیا لگتا ہے میں اسے ایسے ہی چھوڑ دیتی۔“
”اور آپ کو لگتا ہے میں نے بغیر وجہ ہاتھ اٹھایا ہوگا۔“
”جو بھی وجہ ہو طلال! عورت پر ایک مضبوط مرد ہاتھ نہیں اٹھاتا، یہ بہت گھٹیا حرکت تھی۔“
”بے جی میں پہلے ہی عمران کے ایکسیڈنٹ کی وجہ سے بہت پریشان تھا اور آتے ہی اس نے مجھ پر الزاموں کی بارش کر دی، میں رات پتا نہیں کس کے ساتھ“ بات ادھوری چھوڑ کر اس نے سر جھٹکا۔
”اگر اسے غلط فہمی ہوئی تھی تو تم دور کر سکتے تھے کیا ہاتھ اٹھانا ایک واحد حل تھا۔“
”اس نے مجھے کہا کہ وہ میرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی۔“
”اور تم نے مان لیا۔“ وہ الٹا اس سے پوچھنے لگیں۔
”کیونکہ مجھے لگتا ہے وہ میرے ساتھ خوش نہیں اور ایسا اب سے نہیں پہلے دن سے ہے وہ میرے لیے آج بھی اتنی ہی اجنبی ہے جتنی پہلے دن تھی۔“
وہ سر جھکا کر حقیقت بتا گیا تھا بے جی ایک دم خاموش ہو گئی تھیں۔ جبکہ ساتھ لیٹی سب سنتی زینا کا

www.zemtime.com

دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔
"اسے مجھ سے محبت نہیں۔"
"نہ میں یہ نہیں مانتی منا! محبت نہ کرتی تو تمہارے یوں کہنے پر روتی تڑپتی میرے پاس نہ آتی اور ابھی بھی نیند میں تمہیں آوازیں دے رہی تھی یہ محبت نہیں کیا۔"
طلال نے چونک کر اسے دیکھا جو آنکھیں کھولے ایک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔ طلال کے یوں دیکھنے پر بے جی نے بھی اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔
"اٹھ گئی میری بیٹی۔"
"آپ پوچھیں اس سے کیا کہا تھا اس نے مجھے۔" طلال نے ماتھے پر بل ڈال کر اسے دیکھا۔
"بے جی۔" وہ مزید ان کے ساتھ لگ کر ہلکی آواز میں منمنائی۔
"مجھ سے بات کرو۔" وہ غصے سے بولا۔
"منا۔" زرینہ بیگم نے اب غصے سے دیکھا۔
"بے جی مجھ سے غلطی ہو گئی۔ مجھے ثناء نے غلط باتیں کی تھیں کہا کہ یہ اس سے پیار کرتے ہیں اور اس سے شادی کرنا چاہتے تھے ابھی بھی اس کے پاس سو رہے ہیں۔"
"لاحول وقوة۔"
طلال بے ساختہ بولا۔
"ثناء آپ نے۔" طلال نے پھر اس کی شکایت کی تھی۔
"منا۔" انہوں نے اسے ٹوکا۔
"تم بولو زینا۔"
"اور کہا کہ وہ صرف آپ کی وجہ سے مجبور ہیں ورنہ وہ کبھی اس رشتے کو نبھانا نہیں چاہتے۔" وہ روہانسی ہو کر بولی۔
"اور تم نے مان لیا۔" اب بھی طلال نے پوچھا تھا۔
"بڑے افسوس کی بات ہے منا! میں نے تم سے پوچھ کر یہ شادی کی تھی اور شادی کے بعد تم خوش بھی تھے۔
ماں کے کہنے پر وہ شرمندگی سے نظریں چرانے لگا۔
"یہ مجھے طلاق دینے کی بات کر رہے ہیں۔"
"منا۔"
بے جی کا انداز ملامتی تھا اس نے نظریں اٹھا کر ان کی طرف دیکھا تو نظریں اس پر چار کیں جو بے جی کے کندھے پر ٹھوڑی رکھے مسکرا رہی تھی۔
"آپ مجھے معاف کر دیں بے جی۔" وہ اسے اگنور کرتا بے جی کی طرف متوجہ ہوا۔
"منا جتنے تم مجھے پیارے ہو اتنی زینا بھی مجھے پیاری ہے آئندہ میں نہ سنوں کہ تم نے اسے ڈانٹا ہو اور ہاتھ اٹھانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"
"جی بے جی آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔" وہ سر جھکا کر بولا۔
"اور بیٹا تم بھی آئندہ دھیان رکھنا میاں بیوی میں اعتماد کا رشتہ بہت ضروری ہے اگر اس میں کمی ہو تو دوسرے فائدے اٹھا جاتے ہیں اپنے منا کے بارے میں ایک بات فخر سے کہہ سکتی ہوں وہ کردار کا بہت مضبوط ہے اس لیے یہ بات تو میں مان نہیں سکتی کہ وہ تمہیں دھوکا دے گا۔ دوسرا ثناء نے جو حرکت کی ہے اسے تو میں دیکھ لوں گی۔"
وہ غصے سے بولیں۔
"سمجھ آئی زینا آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔"
"جی بے جی۔" وہ تابعداری سے بولی۔
"منہ ہاتھ دھو کر تیار ہو جاؤ تب تک میں ناشتا لگواتی ہوں۔" وہ کہہ کر خود واش روم کی طرف بڑھ گئی تھیں ان کے جاتے ہی طلال نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا۔ جس نے جلدی سے منہ رضائی کے اندر کر لیا تھا۔
"اٹھو چلو کمرے میں مجھے تم سے بات کرنی ہے۔"
وہ اس کی رضائی کھینچتے ہوئے بولا۔
"مجھے نہیں کرنی۔" وہ اندر سے منمنائی۔

www.zemtime.com

"تمہاری تو ایسی کی تیسی۔" اس نے ایک جھٹکے سے رضائی اس کے اوپر سے ہٹائی تھی۔

"بے۔" وہ اس سے کچھ بولتی اس نے سختی سے اس کا منہ بند کیا۔

"بڑا شوق ہے تمہیں بے جی کو سب باتیں بتانے کا، بڑے دانت نکل رہے تھے تمہارے میری ماں کو میرے خلاف بھڑکا کر۔"

اس کے بازو کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ وہ چھڑوانے کے چکر میں پھڑپھڑا کر رہ گئی تھی کمرے میں آ کر اس نے سب سے پہلے دروازہ لاک کیا اور پھر اس کے چہرے سے ہاتھ ہٹایا۔

"اب بولو۔" وہ اس کی طرف جھکتا ہوا بولا۔

"آئی ایم سوری۔" وہ منہ بسور کر بولی۔

"نہیں آپ کیوں معافی مانگ رہی ہیں۔ ساری خطائیں تو میرے سر ہیں، سب خود کر کے میری ماں کی نظر میں مجھے مجرم بنا دیا۔"

اب کہ زینا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھیں۔

"میں غلط تھی غلط ہوں، آپ نے مجھے تھپڑ مار کر بدلہ پورا کر لیا۔ لیکن آپ نے طلاق کی بات کیوں کی۔"

کہتے ہوئے وہ بری طرح رو پڑی ایک پل کے لیے طلال چپ کا چپ رہ گیا۔

"کیا آپ کی نظر میں میری اتنی سی بھی اہمیت نہیں تھی کہ میں آپ کی زندگی میں نہ رہوں تو آپ کو کوئی فرق نہیں پڑے گا بے شک آپ کو مجھ سے محبت نہیں لیکن اب جو رشتہ جڑ گیا ہے نبھائیں اسے کیونکہ میں بے جی اور آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی۔"

وہ جو اس کی باتیں سن رہا تھا آخری بات پر مسکرا دیا تھا۔

"تمہیں کیوں لگتا ہے میں تم سے محبت نہیں کرتا۔"

"بس پتا چل جاتا ہے۔" وہ نروٹھے لہجے میں بولی۔

"تھوڑا مجھے بھی بتا دو۔"

"آپ نے کبھی مجھے آئی لو یو نہیں کہا، کبھی میری تعریف نہیں کی بس طنز ہی کرتے ہیں۔"

"اگر میں آئی لو یو کہہ دیتا تو مطلب مجھے محبت ہے۔" وہ سر ہلاتے ہوئے بولا۔

"بالکل۔"

"ہوں آئی لو یو۔" زینا نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ایسے تھوڑی کہتے ہیں۔" وہ خوش نہیں ہوئی تھی۔

"اف یار! کیسی لڑکی ہو پہلے خود طریقہ بتاتی ہو پھر خود ہی ریجیکٹ کر دیتی ہو۔ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔ جب تم مجھ سے دور جانے کی بات کرتی ہو تو مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے۔"

یہ بات زینا کے سر سے گزر گئی تھی۔

"مجھے بے شک بہت غصہ آیا تھا لیکن بات وہیں ختم ہو جاتی لیکن تم نے رشتہ ختم کرنے کی بات کی تو یہ مجھ سے برداشت نہیں ہوا اور میرے منہ سے بھی غلط لفظ نکل گئے۔ ورنہ میں تمہیں چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔"

"تو آپ صرف مجھے دھمکی دے رہے تھے۔"

"اتنی ساری باتوں میں سے تمہیں بس یہی بات سمجھ میں آئی ہے۔"

طلال نے ماتھے پر بل ڈال کر اسے دیکھا۔

"نہیں اور بھی آئی ہیں۔"

"کیا۔"

"وہ میں آپ کو نہیں بتاؤں گی۔" وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

"میں نے تو اظہار کر دیا ہے۔ لیکن تم نے ابھی بھی نہیں کیا۔"

زینا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"میری زندگی کا حاصل ہیں آپ۔" اس نے کہہ کر سر اس کے سینے پر رکھ دیا تھا۔ اور اس اظہار پر اس کی روح تک سرشار ہو گئی تھی۔

☆☆

www.zemtime.com

مریم عزیز

ناولٹ

حاصلِ زندگی ہے تو

غفور صاحب ایک مڈل کلاس گھرانے کے ایمان دار آفیسر تھے۔ان کے بھائی کے گھر میں دولت کی ریل پیل تھی کیوں کہ انہیں حرام حلال کا کوئی خیال نہ تھا۔

غفور صاحب کی تین بیٹیاں ہیں۔زینا سب سے چھوٹی لاڈلی اور خوب صورت ہے پڑھائی میں اچھی ہے ضد کرکے دوسرے شہر کی مہنگی یونی ورسٹی میں داخلہ لے لیتی ہے بڑے گھر کی لڑکیوں سے دوستی پر اس کا احساس کمتری بڑھ جاتا ہے۔بہن کی شادی پر ددھیالی امیر خاتون اسے اپنے بیٹے کے لیے پسند کر لیتی ہیں۔

دوست کا بھائی زین اس سے دوستی کرنا چاہتا ہے زینا کردار کی مضبوط لڑکی ہے وہ اسے باپ کی نظروں میں گرا دیتا ہے اور وہ غصے میں اس کی فوراً شادی طے کر دیتے ہیں۔

دوسری اور آخری قسط

"پاپا سے کہیں میرا گلا دبا دیں لیکن میرے ساتھ یہ ظلم نہ کریں۔میں کسی ان پڑھ کے ساتھ ساری زندگی نہیں گزار سکتی۔ایک شخص جسے میں جانتی نہیں دیکھا تک نہیں جسے میں پسند نہیں کرتی۔کیسے اس کے ساتھ زندگی گزاروں گی،میں مر جاؤں گی باجی!"

وہ اس کے ہاتھ پکڑ کر روتے ہوئے ملتجی انداز میں بولی تو ناجیہ نے اپنے ہاتھ چھڑوا کر اس کے آگے جوڑ دیے۔

"ہم پر رحم کرو زینا!پاپا کی جتنی بے عزتی کروانی تھی،تم کروا چکی ہو اب وہی کرو جو وہ کہہ رہے ہیں ماں باپ سے زیادہ صحیح فیصلہ اور کوئی نہیں کر سکتا۔"

"نہیں میں نہیں کروں گی۔" وہ آنسو صاف کرتے ہوئے ضدی لہجے میں بولی۔

"پاپا کی طبیعت کل سے بہت خراب ہے یہ نہ ہو تمہارا انکار انہیں کسی بڑی تکلیف میں مبتلا کر دے۔بہتر ہے تم خود کو اس نکاح کے لیے تیار کر لو کیونکہ یہ طے ہے کہ وہ لوگ جمعے کو آ رہے ہیں۔"

وہ یہ کہہ کر اس کے آگے سے ٹرے اٹھا کر لے گئی تھی۔

وہ ماں کے پاس گئی ان کی منت کی تھی وہ جیسے کہیں گے وہ کرے گی۔لیکن اس کا ایم بی اے مکمل ہونے دیں۔لیکن کوئی بھی اس کی بات سننے کا روادار نہیں تھا۔

سونیا نکاح کا جوڑا اور جیولری بیڈ پر رکھ کر چلی گئی تھی۔وہ کتنی دیر تک اس جوڑے کو دیکھتی رہی۔اپنی شادی کو لے کر اس کے کتنے ارمان تھے۔سب خاک ہو گئے۔سرخ جوڑے میں اسے اپنے ارمانوں کا خون نظر آ رہا تھا اس نے ناجیہ کو ہر چیز کے لیے منع کر دیا تھا نہ اس نے مہندی لگوائی تھی اور نہ بیوٹی پارلر جانے کی حامی بھری تھی۔

لیکن اس کے منع کرنے کے باوجود ناجیہ نے اپنی دوست کو بلا لیا تھا جو بیوٹیشن تھی۔اس کے منع کرنے پر عمرانہ اسے ایک طویل لیکچر دے کر گئی تھیں جس کا لب لباب ان کی عزت رشتہ داروں کا ڈراوا وغیرہ وغیرہ۔وہ خاموشی سے آئینے کے آگے جا کر بیٹھ گئی،ناجیہ کی دوست کے ہاتھ بڑی تیزی سے اس کے چہرے پر چل رہے تھے۔

اپنا چہرہ دیکھتے ہوئے ایک پل کے لیے اس کی آنکھیں بھر آئی تھیں۔کیسے وہ ناجیہ اور سونیا کو بتاتی کہ

www.zemtime.com

کہ اپنی شادی پر وہ شہر کی بہترین بیوٹیشن سے تیار ہوگی۔ لیکن اب اس نے شیشے میں سے ایک نظر ناجیہ کی دوست کو دیکھا اور تیزی سے پلکیں جھپک کر آنسو اندر اتارے۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو زینا!" ناجیہ کی دوست نے تنقیدی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے تعریف کی تھی۔ تب ہی ناجیہ تیزی سے اندر آئی تھی اور بڑا سا جالی کا کام دار دوپٹہ اس کے اوپر ڈال کر اس کا چہرہ ڈھانپ دیا تھا۔

پاپا، پھوپھو، تایا جی کے ساتھ فرحان بھائی اور نکاح خواں اندر داخل ہوئے تھے اس کی ہتھیلیوں میں پسینہ اتر آیا تھا۔

"زینا غفور ولد غفور اصغر آپ کا نکاح طلال احمد

ولد احمد جمال سے بہ عوض پانچ لاکھ حق مہر طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ہے۔"

اس نے سرخ دوپٹے کے پیچھے سے نظریں اٹھا کر باپ کو دیکھا جو مضطرب انداز میں اپنے ہاتھوں کو جکڑے ہوئے تھے۔

"قبول ہے۔" وہ جیسے تھک کر بولی۔ اور غفور صاحب کی اٹکی ہوئی سانس بحال ہوئی تھی۔ وہ جلدی سے باہر نکل گئے تھے۔ باقی کمرے میں موجود لوگوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے دعائیں دی تھیں۔ کمرہ خالی ہو گیا تو ہر سو خاموشی چھا گئی۔ لیکن کمرے سے زیادہ اسے دل کی خاموشی محسوس ہو رہی تھی وہ ویسے ہی سر جھکائے بیٹھی رہی۔

دروازہ کھلا تھا عمرانہ، ناجیہ اور سونیا کے ساتھ زرینہ بیگم اندر آئی تھیں انہوں نے قریب آتے ہی دوپٹہ ہٹا کر اس کا چہرہ دیکھا تھا۔

"ماشاء اللہ۔" کہنے کے ساتھ انہوں نے اس کی پیشانی چومی تھی۔ "کروڑوں میں ایک ہے میری بہو۔" وہ خوشی سے کہہ رہی تھیں۔ "سدا سہاگن رہو۔" وہ ایک بار پھر اس کا سر چوم کر بولیں اور دوپٹے سے دوبارہ اس کا چہرہ ڈھانپ دیا۔

سب باری باری مبارک باد دینے آ رہے تھے جسے اس کی ساس خوش دلی سے قبول کر رہی تھیں۔ — مووی بھی بن رہی تھی اور تصویریں بھی کھینچی جا رہی تھیں لیکن جو مہمان خصوصی تھی، اس کا چہرہ ڈھکا ہوا تھا اب اسٹیج پر اس کے ماں باپ بہنوں کے ساتھ تایا اور پھوپھو کی فیملی بھی تھی تب ہی مبارک باد دینے کے بعد تائی جی نے اپنا منہ کھولا۔

"آہا! آپ ناجیہ کی شادی پر آئی تھیں، تب تو بھنک تک لگنے نہیں دی آپ نے کہ آپ کا کوئی ایسا ارادہ ہے اور تو اور، ہفتہ پہلے غفور میاں آئے تھے انہوں نے بھی کچھ نہیں بتایا یہ اچانک ایسی کون سی ایمرجنسی ہو گئی تھی۔"

تائی جی کی بات پر غفور صاحب کا رنگ اڑا تھا، انہوں نے گھبرا کر زرینہ آپا کا منہ دیکھا جو مسکرا رہی تھیں۔

"غفور کی تینوں بیٹیاں مجھے شروع سے بہت پسند ہیں اور ناجیہ کی شادی پر مینا کو دیکھ کر میں نے فیصلہ کر لیا تھا، میرے سونے آنگن میں یہی مینا چہکے گی تب ہی میں نے غفور سے بات کر لی تھی وہ تو ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا تھا، میں نے ہی زور دیا، منا تو کام پر چلا جاتا ہے میں سارا دن اتنے بڑے گھر میں بوکھلائی بوکھلائی پھرتی ہوں، بہو آ جائے گی تو رونق ہو جائے گی میرا دل بھی لگ جائے گا اسی لیے میں نے غفور پر زور دیا، سادگی سے نکاح کر دے ولیمہ ہم شان دار کریں گے۔"

یعنی وہ اسے اپنا دل بہلانے کے لیے لے کر جا رہی تھیں۔ ساری بات میں اسے بس یہی سنائی دیا تھا۔

"چلیں اچھا ہے غفور کا بوجھ کم ہوا، اب اگلے ماہ نوشی کی شادی ہے لیکن ہم سارے فنکشن کر رہے ہیں آپ نے ضرور آنا ہے، زینا اور طلال کو بھی ضرور لے کر آنا ہے، ویسے بھی زینا تو نوشی کی بڑی اچھی دوست ہے۔"

یہ آواز تایا جی کی تھی۔

"اللہ اچھے نصیب کرے ویسے نوشی نظر نہیں آ رہی۔"

"اب پتا تو نہیں تھا نا کہ اچانک زینا کا نکاح ہو جائے گا، اس کا پہلے سے اپنی ساس اور نند کے ساتھ شاپنگ کا پروگرام تھا ان کے ساتھ لاہور شاپنگ کے لیے گئی ہے، بڑے اچھے لوگ ہیں ہر چیز نوشی کی پسند کی لے رہی ہیں۔"

اب کے تائی جی نے یہ بتانا ضروری سمجھا تھا۔

"چلو اچھی بات ہے۔"

زرینہ بیگم نے کہہ کر بات ختم کر دی تھی۔

رخصتی کے وقت سب ہی اس کے گلے لگ کر آبدیدہ ہو گئے صرف وہی تھی۔ جس نے ایک آنسو نہیں بہایا تھا۔ گاڑی میں مکمل خاموشی تھی اگلی سیٹ پر طلال اور اس کا دوست تھا، جو کار ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ پچھلی سیٹ پر وہ اور زرینہ بیگم تھے۔ بھوک کی وجہ سے اور کچھ اعصابی تھکن کی وجہ سے اسے چکر آ رہے تھے گاڑی میں اے سی چل رہا تھا لیکن پھر بھی اسے پسینہ آ رہا تھا۔

www.zemtime.com

☆☆☆

"منا اور کتنی دیر ہے۔"

اس کے دل کی بات زرینہ بیگم نے پوچھ لی تھی۔

"بس تھوڑی دیر ہے۔"

گاڑی میں بھاری اور گمبھیر آواز گونجی تو زمینا نے بے ساختہ گہرا سانس لیا۔ ساتھ بیٹھی زرینہ بیگم نے چونک کر اسے دیکھا۔

"تھک گئی ہے میری بیٹی۔"

کہنے کے ساتھ انہوں نے اس کا ہاتھ تھاما جو بے حد سرد تھا۔

"طبیعت ٹھیک ہے تمہاری۔"

انہوں نے پریشانی سے پوچھا تو اگلی سیٹ پر بیٹھے طلال نے مڑ کر دیکھا اور پھر اپنے دوست کی مسکراہٹ محسوس کر کے چہرہ واپس موڑ لیا۔

"میں ٹھیک ہوں۔" ان کے مسلسل استفسار پر اسے بولنا پڑا۔

"شیشے کھول دوں آنٹی۔"

طلال کے دوست نے کہتے ہوئے بٹن دبا کر شیشے نیچے کر دیے تھے ٹھنڈی خوش گوار ہوا اندر داخل ہوتے ہی جیسے اسے سکون ملا تھا اردگرد شاید کھلی جگہ تھی کیونکہ ہوا کافی سرد تھی۔ کچھ دیر بعد گاڑی رک گئی تھی اس نے جالی کی اوٹ سے دیکھا۔ وہ ایک بڑا سا حویلی نما گھر تھا جو مکمل طور پر لائٹوں سے سجا تھا بلکہ گھر کے اطراف اور دور تک جو سڑک جاتی تھی وہ بھی روشنیوں سے سجی تھی گاڑی رکتے ہی کافی لوگ گیٹ سے باہر نکل کر گاڑی تک آئے تھے۔

"آؤ بیٹا۔" زرینہ بیگم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کار سے باہر نکلنے میں مدد دی تھی۔ زرینہ نے دونوں کو ساتھ کھڑا کر کے ان کے سر سے کئی نوٹ وار کر ساتھ کھڑی عورت کو دیے تھے۔ ساتھ ہی زبردست فائرنگ شروع ہو گئی تھی وہ جو اپنے دھیان میں تھی۔ بڑے بے ساختہ انداز میں ساتھ کھڑے طلال کے بازو کو پکڑا تھا۔ اس کی یہ حرکت بڑی بے ساختہ تھی۔

طلال نے چونک کر اس کے جھکے سر کو دیکھا اور مسکرا کر سامنے نظر ڈالی۔ اس کے سامنے گن لیے اس کے دوست مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"ہا بھابھی نے ابھی سے بھائی کو قابو کر لیا ہے۔"

اپنے دائیں طرف سے مسکراتی جتاتی آواز پر زمینا کو اپنی حرکت کا احساس ہوا تھا، اس نے نہ صرف اس کا بازو چھوڑا تھا بلکہ دو قدم دور ہٹی تھی۔

"اسے اندر تو آنے دو ابھی سے شروع ہو گئے ہو تم لوگ۔"

زرینہ بیگم کی مسکراتی آواز پر اس کا سر مزید جھک گیا تھا۔ گیٹ کے پاس پہنچ کر انہوں نے دونوں کو رکنے کا اشارہ کیا۔ دو ہٹے کٹے بکرے اس کی نظروں کے سامنے آئے تھے وہ بے ساختہ ڈر کر پیچھے ہٹی اس کا لہنگا شاید ہیل میں اٹکا تھا۔ اس سے پہلے وہ گرتی ساتھ کھڑے شخص نے ایک بار پھر اسے سنبھال لیا تھا اب کی بار چاروں طرف سے قہقہوں کی آواز سن کر اس کا دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

"طلال! تمہاری بیوی تو بڑی ڈرپوک ہے۔"

ایک تیز چبھتی طنزیہ آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ تو اس نے غصے سے اپنا نچلا ہونٹ کچلا۔

"چپ کر جاؤ ثنا۔" زرینہ بیگم کا انداز تنبیہی تھا۔

"چلو بیٹا! اس کو ہاتھ لگا دو تاکہ یتیم خانے بھجوا دیں۔" زرینہ بیگم کی آواز پر اس نے ڈرتے ڈرتے ان کالے بکروں کو دیکھا جو سر اٹھائے اسے ہی گھور رہے تھے۔

"بھابھی ڈر گئی ہیں طلال ریڈی رہو۔"

ایک مردانہ شرارتی آواز آئی تو سب پھر ہنس پڑے تھے۔

"چپ رہو ابوبکر۔"

زرینہ بیگم نے گھور کر اسے خاموش کروایا۔

"منا! مینا کا ہاتھ پکڑ کر بکرے کو لگواؤ۔" زمینا نے اس حکم پر گہرا سانس لیا۔ اب وہ ہاتھ کھینچ کر مزید سب کو ہنسنے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی طلال نے بڑے آرام سے اس کا ہاتھ پکڑ کر دونوں بکروں کے سر پر رکھا تھا۔

www.zemtime.com

"نوراں! بھابھی بھائی کے لیے جوس لے کر آؤ۔" زرینہ بیگم نے کسی سے کہا تھا۔

"بے جی! اب تو بھابھی کا مکھڑا دکھا دیں کب سے اسی انتظار میں بیٹھے ہیں۔"

نوراں کی بے تکلفی سے لگتا تھا وہ زرینہ بیگم کی کوئی قریبی رشتہ دار ہے۔ اور بھی ایسی ہی فرمائشی آوازیں اٹھی تھیں۔

"اچھا بابا۔" زرینہ بیگم ہنسی تھیں۔

"منا بیٹا! تم ہٹاؤ اپنی دلہن کا گھونگھٹ۔"

اس بات پر وہاں شور شروع ہو گیا تھا جبکہ ان بے تکی رسموں پر زینا کا دل چاہ رہا تھا اپنا گھومتا سر دیوار پر دے مارے۔ وہ اپنی سوچوں میں غرق تھی جب سرخ جالی دار دوپٹہ اس کے سر سے سرک گیا تھا۔ وہ جو اکتائی بیٹھی تھی اتنی ساری پرشوق نظریں محسوس کر کے سر مزید جھکا گئی۔

"بہت پیاری ہیں بھابھی، بے جی۔"

نوراں سب سے پہلے بولی تھی۔

"بہت مبارک ہو میرے بھائی۔" ابوبکر نے داد دیتی نظروں سے طلال کو دیکھا جو سب کی موجودگی کی وجہ سے ابھی تک اسے دیکھ نہیں سکا تھا سو مسکرا کر رہ گیا۔

"اچھا اب باقی باتیں کل کر لینا ابھی میرے بچوں کو آرام کرنے دو۔ نوراں بھابھی کو کمرے میں لے جاؤ۔"

نوراں اسے بیڈ کے درمیان میں بٹھا کر اب اس کا لہنگا پھیلا رہی تھی وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی وہ اٹھارہ انیس سال کی دبلی پتلی لڑکی تھی۔ جو اپنا کام کرتے ہوئے چپکے سے ایک نظر اس پر بھی ڈال لیتی تھی۔

"آپ کو بھوک تو نہیں لگی کچھ لاؤں آپ کے لیے۔" اس نے پوچھا تو بہت بھوک ہونے کے باوجود اس نے سر نفی میں ہلایا۔

"اگر آپ کو بھوک لگے تو وہاں ٹیبل پر فروٹس ہیں اور بسکٹ بھی ہیں لیکن اس کے باوجود کچھ اور چاہیے ہو تو طلال بھائی کو بتا دیں میں بھجوا دوں گی۔"

چکراتے سر کے ساتھ اس نے بمشکل سر ہلایا۔

اس کے جاتے ہی اس نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا تھا۔ اور وہ جو صبح سے ضبط کر کے بیٹھی تھی اب اسے رونا آ رہا تھا۔

"آپ نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ پاپا۔"

وہ دل میں ان سے شکوہ کرنے لگی۔ "آپ نے اپنی مرضی کر لی میں بھی اب اپنی مرضی کروں گی نکاح کرنے سے میں کسی کی ملکیت نہیں ہو گئی۔"

وہ لہنگا سمیٹ کر بیڈ سے نیچے اتر آئی۔ اس نے نیم اندھیرے کمرے میں باتھ روم تلاش کرنا چاہا۔ اگر باتھ روم کمرے میں نہ ہوا تو اس خیال کے آتے ہی وہ روہانسی ہو کر رہ گئی۔ تب ہی دروازہ کھلا تھا اس نے چونک کر دیکھا اندر آنے والے نے دیوار پر لگے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مار کر لائٹ آن کر دی تھی۔ سارا کمرہ پل میں روشنیوں سے نہا گیا تھا۔ زینا کی نظریں بے اختیار سامنے کھڑے شخص پر گئی تھیں وہ کافی لمبا چوڑا مرد تھا۔ سفید شلوار قمیض میں اس کا قد اور جسامت مزید نمایاں ہو رہے تھے، اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی داڑھی تھی۔

وہ گہری نظروں سے اسے دیکھتا ہوا اس کی طرف بڑھا تھا۔ اپنی طرف آتا دیکھ کر اس کے حواس مختل ہونے لگے تھے اور اگلے ہی پل وہ چکرا کر بیڈ پر گری تھی اور وہ جو اس کے یوں دیکھنے پر مسکراہٹ دبائے اس کی طرف بڑھا تھا، اس کو آنکھیں بند کرتے اور پھر بیڈ پر گرتے دیکھ کر ایک پل کے لیے حیران ہوا اور پھر تیزی سے چلتا اس کے قریب آیا۔

"زینا۔"

☆☆☆

صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے اجنبی نظروں سے چھت کو دیکھا اور پھر جیسے یاد آنے پر تیزی سے اٹھی لیکن اٹھتے ہی سر چکرا کر رہ گیا۔

"اٹھ گئی میری دھی۔"

زرینہ بیگم کی آواز پر اس نے چونک کر دائیں طرف دیکھا جہاں وہ اس کے سرہانے بیٹھی مسکرا رہی تھیں۔ اس نے کن اکھیوں سے پورے کمرے کا

www.zemtime.com

جائزہ لیا وہ نہیں تھا۔ وہ کل والے کپڑوں میں تھی۔ بس زیور اور دوپٹہ غائب تھے۔

"کل تم بے ہوش ہو گئی تھیں منا پریشان ہو گیا تو مجھے بلا لایا میں رات کو تمہارے پاس ہی تھی۔ رات کو نوراں کمرے میں چلی گئی تھی تو مجھے مناسب نہیں لگا کہ اسے جگاؤں، ورنہ وہ تمہارے کپڑے تبدیل کروا دیتی۔"

زمینا نے بے ساختہ جھرجھری لی۔

"نہیں آپ نے اچھا کیا۔"

"تم نہا لو میں ناشتا لگواتی ہوں بلکہ کمرے میں ہی بھجوا دیتی ہوں تم اور منا اکٹھے کر لینا پرسوں سے اس کی طبیعت بھی خراب ہے۔"

جو سوٹ اس کے ہاتھ آیا وہ اٹھا کر وہ باتھ روم میں گھس گئی لیکن باتھ روم اتنا بڑا اور خوب صورت تھا کہ وہ دروازے کے پاس ہی رک گئی۔ اسے لگ ہی نہیں رہا تھا وہ کسی گاؤں میں ہے۔ متاثر ہونے کا وقفہ بہت مختصر تھا وہ سر جھٹک کر باتھ ٹب کی طرف بڑھ گئی تھی۔

باہر آئی تو نوراں ٹیبل پر ناشتا لگا رہی تھی۔ پوری ٹیبل مختلف لوازمات سے بھری ہوئی تھی ایک دم اس کی بھوک چمک گئی تھی۔

"السلام علیکم بھابھی۔"

نوراں اسے دیکھ کر بولی تو اس نے مسکرا کر جواب دیا۔ تب ہی دروازہ کھول کر وہ اندر آیا تھا اس کی نظر اس پر پڑی تھی جو دوپٹہ لاپروائی سے ایک سائیڈ پر ڈالے بال کھولے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ اس کے خشگیں دیکھنے پر اس نے بے ساختہ دوپٹہ خود پر پھیلا کر سر کو ڈھانپ لیا تھا۔

"بھائی کچھ اور چاہیے تو بتایئے گا۔"

اس کے سر اثبات میں ہلانے پر نوراں باہر نکل گئی تھی۔ وہ وہیں صوفے پر بیٹھ گیا جبکہ وہ ابھی تک کھڑی تھی۔

"ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔"

اسے یونہی کھڑا دیکھ کر اسے بولنا پڑا۔ مینا نے جھکی نظروں سے اسے دیکھا جو بریڈ پر جیم لگا رہا تھا وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی صوفے کے بالکل کنارے پر جا کر بیٹھ گئی۔ ان دونوں کے درمیاں اتنا گیپ تھا کہ با آسانی دو لوگ اور درمیان میں آ سکتے تھے۔ طلال نے ایک نظر موجودہ فاصلے کو دیکھا۔ اور دوسری نظر اس پر ڈالی جو صوفے پر سکڑی سمٹی بیٹھی تھی۔

"مجھے بھوک لگی ہے لیکن اتنی نہیں لگی کہ تمہیں کھا جاؤں۔"

وہ بریڈ پلیٹ میں رکھتا ہوا بولا۔

"سو آگے آ جاؤ۔" اس نے اپنے قریب صوفے پر ہاتھ رکھ کر اشارہ کیا لیکن زمینا ویسے ہی بیٹھی رہی۔

"اگر میں آگے آیا تو پھر مجھے پیچھے کرنا تمہارے لیے مشکل ہو جائے گا۔"

اس کی بات پر زمینا کا حلق خشک ہو گیا تھا وہ ایک پل ضائع کیے بغیر، تھوڑا کھسک کر آگے ہوئی تھی موجودہ فاصلہ کچھ کم ہو گیا تھا۔ طلال کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔ اس نے پلیٹ اس کے آگے کھسکائی اور تھوڑا سا آملیٹ بھی اس کی پلیٹ میں رکھا۔

"اسے ختم کرنا ہے۔" اس نے مزید دو سینکے ہوئے سلائس اس کے آگے کیے۔ اب وہ اس کے لیے چائے بنا رہا تھا۔

دونوں کے درمیان اب خاموشی تھی تبھی دروازہ کھول کر زرینہ بیگم اندر آئی تھیں۔

"السلام علیکم۔" وہ ان کو دیکھ کر کھڑا ہوا اور سر ان کے سامنے جھکایا۔

"جیتے رہو سدا سلامت رہو۔"

اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ مسکرائی تھیں۔

"بیٹا، تھوڑی دیر بعد تیار ہو کر باہر آ جانا گاؤں کی عورتیں آئی ہیں تم سے ملنے۔"

اس نے بڑی مشکل سے خود کو کیوں کہنے سے روکا تھا اور دقت سے سر ہلایا۔

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

"اور منا! بہو کچھ دیر باہر میرے پاس ہو گی تم آرام کر لینا پھر شام میں مینا کو ساتھ شہر لے جانا اور اس کی پسند کا جوڑا اور زیورات بھی لے دینا اور بیٹا تم جلدی سے تیار ہو کر آ جاؤ۔"

وہ پھر اسے یاد دہانی کروا کر باہر نکل گئی تھیں۔ وارڈ روب میں بھاری کام والے سوٹ تھے۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کون سا پہنے، تبھی اپنے پیچھے کسی کا احساس ہونے پر وہ چوکنا ہو گئی تھی مردانہ پرفیوم کی خوشبو اس کے اردگرد پھیلی تھی اور پیچھے کھڑے طلال نے آگے بڑھ کر ایک ہینگر نکالا۔

"یہ کیسا رہے گا۔" وہ پیچھے ہٹے بغیر ہینگر میں لٹکا میرون سوٹ آگے کر کے پوچھ رہا تھا۔

"یہ بہت ہیوی ہے۔" وہ بمشکل بولی۔

"ہوں۔" اس نے لائٹ پنک اور سلور کام والا سوٹ اس کے سامنے کیا۔

"میرا خیال ہے یہ لائٹ ہے۔" زینا نے بمشکل نظریں اٹھا کر دیکھا اور سر ہلا کر سوٹ تھام لیا اب وہ اس کے پیچھے ہٹنے کا انتظار کر رہی تھی وہ پیچھے ہٹ کر بیڈ پر جا کر بیٹھ گیا۔

"چلو ایک بات کی تسلی ہوئی تم گونگی نہیں ہو ورنہ کل سے ایک لفظ بھی نہیں سننے کو ملا تھا۔" وہ اب سر کے نیچے دونوں ہاتھ رکھ کر لیٹ گیا تھا لیکن فوکس اسی پر تھا جو اب بھی الماری کے ساتھ چپکی کھڑی تھی۔

"کچھ اپنے رویے کی وضاحت کرو گی کہ تم مجھ سے ڈر رہی ہو یا شرما رہی ہو تا کہ میں اس حساب سے بات کروں؟"

وہ اب بھی بغور اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا جو اسے دیکھنے سے گریزاں تھی۔ وہ کوئی جواب دیے بغیر باتھ روم میں گھس گئی تھی۔ وہ جب تیار ہو کر باہر آئی تو وہ ایک بازو آنکھوں پر رکھے شاید سو رہا تھا۔ وہ دبے پاؤں چلتی کمرے سے باہر آ گئی تھی ایک لمبی راہداری اس کی سامنے تھی اس کے سامنے اور اردگرد کمرے تھے اسے پتا نہیں تھا اب کدھر جاتا ہے تب ہی نوراں بوتل کے جن کی طرح حاضر ہوئی تھی۔

"میں آپ کو ہی لینے آ رہی تھی بھابھی۔" وہ اسے اشتیاق سے دیکھتے ہوئے بولی۔

"بہت پیاری لگ رہی ہیں۔"

اس کی تعریف پر وہ بمشکل مسکرائی دماغ میں طلال کا سوال گونج رہا تھا۔

"بڑے کمرے میں بے جی آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔"

"بھابھی۔" وہ آگے بڑھ رہی تھی جب نوراں نے پکارا۔

"دوپٹہ سر پر لے لیں آپ دلہن ہیں اور وہاں گاؤں کی عورتوں کے علاوہ طلال بھائی کے رشتے دار بھی ہیں۔"

اس کے وضاحت دینے پر زینا نے گہرا سانس لیا۔ اسے وہاں بیٹھے گھنٹہ ہو گیا تھا سب مختلف انداز میں ایک ہی سوال کر رہے تھے کہ آخر ایسی کون سی مصیبت آ گئی تھی جو بے جی نے اپنے اکلوتے لاڈلے بیٹے کی شادی اچانک اتنی سادگی سے کر دی ساس بڑی خوش دلی سے سب کے سوالوں کے جواب دے رہی تھیں انہوں نے ایک بار بھی اس کے باپ پر الزام عائد نہیں کیا تھا۔

اسے پاپا پر غصہ آ رہا تھا جنہوں نے اتنی جلدی کر کے اس کی ذات کے لیے کئی سوال پیدا کر دیئے تھے۔ اسے لگتا تھا اس کی بے رخی کے باوجود اس کا شوہر اس کے سامنے بچھا بچھا جائے گا لیکن یہاں تو الٹا معاملہ تھا۔ اسے اتنی خوب صورت پڑھی لکھی لڑکی ملی تھی لیکن اسے تو جیسے اس کی قدر نہیں تھی۔ اس نے ایک بار بھی اس کی تعریف نہیں کی تھی۔ بے شک وہ خوش نہیں تھی لیکن وہ توقع کر رہی تھی کہ مقابل اس کے حسن کے قصیدے پڑھے گا لیکن یہاں بالکل الٹ تھا۔ اسے پھر ڈھیر سارا رونا آیا تھا تب ہی زرینہ بیگم کی نظر اس پر پڑی تو وہ چونک گئیں۔ یقیناً ان عورتوں کی باتوں نے اسے تکلیف دی تھی۔

"نوراں! بھابھی کو لے جاؤ۔" انہوں نے پاس کھڑی نوراں سے کہا تو وہ جیسے پہلے ہی وہاں سے

www.zemtime.com

بھاگنے کا سوچ رہی تھی جلدی سے اٹھی نوراں سے پہلے آگے نکل گئی تھی۔ کمرے تک پہنچتے پہنچتے اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ گیا تھا وہ دروازہ کھول کر اندر آئی تو پرفیوم کی خوشبو نے اس کا استقبال کیا تھا۔ اس نے جلدی سے چہرہ صاف کیا لیکن طلال اس کا بھیگا چہرہ دیکھ چکا تھا۔

"کیا ہوا۔" وہ پریشان ہو کر اس کی طرف بڑھا وہ نفی میں ہلاتی آگے بڑھی۔ لیکن اس نے اس کا بازو پکڑ کر اسے روک لیا تھا۔

زینا کو پھر سے رونا آیا تھا اور وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رو پڑی۔ طلال مزید پریشان ہو گیا تھا۔

"کسی نے کچھ کہا ہے۔" وہ اب اس کے ہاتھ چہرے سے ہٹا رہا تھا۔

"زینا۔" اب کہ اس نے سنجیدگی سے اس کا نام پکارا اس کی آواز میں پتا نہیں ایسا کیا تھا اس نے خود ہی دونوں ہاتھ ہٹا دیے تھے۔

"میں یہ شادی ہی نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن پاپا نے میری ایک بھی نہیں سنی اور یوں ایک دن میں شادی کی جیسے میں کوئی بہت فالتو چیز تھی جس سے ان کو نجات چاہیے تھی، باہر سب پوچھ رہے تھے آنٹی سے کہ اتنی ایمرجنسی میں شادی کیوں کی۔"

وہ ہچکیوں کے درمیان بول رہی تھی اس کو غور سے سنتے اور دیکھتے طلال نے گہرا سانس لیا۔ اور اسے صوفے پر بٹھایا پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھایا اور اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔

"ہر انسان اپنی بات کہنے کے لیے آزاد ہے ہم انہیں روک نہیں سکتے اگر ان عورتوں نے سوال کیا ہے تو کیا بے جی نے تمہارے یا انکل کے خلاف کوئی بات کی ہے؟"

اس نے سوالیہ انداز میں اسے دیکھا۔

"جہاں تک میں بے جی کو جانتا ہوں انہوں نے ضرور ان عورتوں کو مطمئن کر دیا ہو گا۔ دوسرا کسی ماں باپ کے لیے اولاد بوجھ نہیں ہوتی، بے جی نے بڑی عزت کے ساتھ تمہارا رشتہ مانگا تھا انہیں مناسب لگا تو انہوں نے ہاں کر دی۔ جلدی انہوں نے اس لیے کی کہ ان کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی وہ چاہتے تھے خیر خیریت سے تمہاری شادی ہو جائے۔"

اس کے دل میں جو پریشانی تھی کہ پاپا نے پتا نہیں کیا کہہ کر اتنی جلدی شادی کی اسے تسلی ہوئی تھی۔ لیکن طلال کے اگلے سوال نے پھر اسے پریشان کر دیا تھا۔

"تم یہ شادی کیوں نہیں کرنا چاہتی تھیں۔" وہ اب سر تر چھا کیے اسی پر نظریں جمائے پوچھ رہا تھا۔

"میں ابھی پڑھنا چاہتی تھی پاپا جانتے ہیں کتنی مشکل سے انہوں نے میرا ایڈمیشن اس یونیورسٹی میں کروایا تھا وہ بہت مشکل سے میری فیس دیتے تھے میں جاب کر کے ان کا بوجھ کم کرنا چاہتی تھی لیکن انہوں نے میری شادی کر دی میرے سارے خواب ادھورے رہ گئے۔"

اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ جس شخص سے صرف ایک دن پہلے ملی ہے اس سے دل کی ساری باتیں کیوں کر رہی تھی۔

"بس یہی وجہ تھی شادی نہ کرنے کی یا کچھ اور بھی تھا۔" اب کہ زینا نے اپنی آنکھیں پوری کھول کر اسے دیکھا۔

"اور کیا ہو گا۔" اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"یہ تو تمہیں پتا ہو گا۔" وہ پھر اسی سے پوچھنے لگا۔

"یعنی تمہیں لگا ہمیں تمہارے مزید پڑھنے پر اعتراض ہو گا۔"

اس نے سوال پر زینا نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ہوں۔" طلال نے ہنکارا ابھرا۔

"مجھے انکل نے بتایا کہ تمہیں پڑھنے کا شوق ہے اور میں نے انہیں کہہ دیا تھا کہ مجھے تمہارے پڑھنے پر کوئی اعتراض نہیں شاید انہوں نے تمہیں نہیں بتایا۔"

زینا حیران ہو کر اسے دیکھنے لگی۔ اسے لگا وہ خود

www.zemtime.com

پڑھا لکھا نہیں تو پڑھی لکھی بیوی اسے کمپلیکس میں مبتلا کر دے گی تو وہ اسے پڑھنے نہیں دے گا۔

"آپ کو واقعی کوئی اعتراض نہیں۔" وہ حیرت سے بولی۔

"نہیں۔"

"اور آنٹی۔"

اس نے زرینہ بیگم کے متعلق پوچھا۔

"انہیں بھی نہیں ہوگا۔"

"اور کچھ۔" اب کہ زینا تذبذب کا شکار تھی۔ جو وہ کہنا چاہ رہی تھی کیسے کہے، مکمل کر وہ کہہ نہیں سکتی تھی اور گول مول لفظوں میں شاید وہ نہ سمجھتا۔

"شادی ایک مکمل ذمہ داری کا نام ہے جس کے لیے میں ذہنی طور پر تیار نہیں ہوں میں صرف اپنی پڑھائی پر فوکس کرنا چاہتی ہوں یہی بات میں نے پاپا سے بھی کہی تھی لیکن وہ سمجھے نہیں اور شاید کسی اور کو بھی سمجھ میں نہ آئے۔"

وہ آنکھوں کو مسلتے ہوئے بولی۔ طلال نے بغور اس کی حرکت کو دیکھا۔

"تم مجھے جتنا بے وقوف سمجھ رہی ہو نا میں اتنا کیا اتنا سا بھی نہیں مجھے ہر بات، ہر انداز بڑی اچھی طرح سمجھ آتے ہیں تم سیدھا سیدھا کہو کہ تم چاہتی ہو میں تم سے دور رہوں۔"

"یا اللہ۔" زینا بے اختیار بڑبڑائی تھی۔

یہ آدمی حد سے زیادہ صاف گو اور منہ پھٹ تھا۔ زینا کا چہرہ بالکل سرخ پڑ گیا تھا۔

"اسی لیے پہلے دن تم مجھے دیکھتے ہی بے ہوش ہوگئی تھیں۔" وہ اب بھگو بھگو کر اسے مار رہا تھا۔

"ایسا ہی ہے نا۔" وہ اب سر جھکا کر اس کی جھکی آنکھوں میں دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"نہیں واقعی میری طبیعت خراب تھی۔" وہ نظریں چراتی ہوئی بولی تو وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"بے فکر رہو میں زبردستی کا بالکل قائل نہیں۔ اگر تم اس رشتے کو قائم رکھنے کے لیے تیار نہیں تو میں بھی تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔ ٹیک یور ٹائم اور اپنی پڑھائی پر فوکس کرو تمہیں یہاں میری یا بے جی کی وجہ سے کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔

اگر تسلی ہوگئی ہو تو چلیں ولیمہ کی شاپنگ بھی کرنی ہے۔" وہ اٹھتے ہوئے بولا۔

اس نے آج بلیو جینز پر لائٹ بلیو ٹی شرٹ پہن رکھی تھی وہ کتنی دیر اسے دیکھتی رہی اور پھر نظریں چرالیں۔

"آپ خود چوز کرلیں میری طبیعت ٹھیک نہیں۔"

"مجھے دیکھ کر یا تو تم بے ہوش ہو جاتی ہو یا تمہاری طبیعت خراب ہو جاتی ہے مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ۔"

وہ اس کا اپنی طرف بغور دیکھنا اور پھر نظریں چرانا دونوں دیکھ چکا تھا۔

"میری طبیعت واقعی خراب تھی۔" اب کہ وہ ہلکی آواز میں منمنائی تھی اسے لگ رہا تھا آنے والے وقت میں یہ شخص اسے ٹائٹ ٹائم دینے والا ہے۔

"اوکے تمہاری مرضی پھر جو بھی آئے گا پہن لینا۔"

اس نے بالکل بھی اپنے ساتھ جانے کے لیے اصرار نہیں کیا تھا زینا نے حیرت سے اسے جاتا دیکھا اسے لگا وہ اس سے اصرار کرے گا۔ پر وہ تو اس کا ہر اندازہ غلط ثابت کرنے پر تلا تھا۔ وہ انہی سوچوں میں گم تھی جب زرینہ بیگم دستک دے کر اندر داخل ہوئیں انہیں دیکھ کر وہ کھڑی ہوگئی تھی۔

"کیا ہوا ہمنا بتا رہا تھا تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں۔"

انہوں نے پریشانی سے اس کا ماتھا چھوا۔

"بس آنٹی، سر میں درد ہے۔"

"بیٹا جس طرح مجھے بے جی کہتا ہے تم بھی مجھے بے جی کہو گی تو مجھے اچھا لگے گا۔"

"جی۔" وہ سر جھکا کر بولی۔

"تم آرام کرو میں نوراں کے ہاتھ چائے اور دوائی بھجواتی ہوں۔ شام تک طبیعت بھی سنبھل جائے

www.zemtime.com
ZEM Time SINCE 2014

گی نوراں کی سہیلی ہے، وہ مہندی بڑی اچھی لگاتی ہے شام میں وہ بھی آئے گی ڈھیر ساری مہندی لگوانا۔ تمہارے ہاتھ مہندی سے سجے بڑے اچھے لگتے ہیں۔"

انہوں نے پیار سے اس کے ہاتھوں کو تھاما تو وہ ان کے پیار پر انہیں دیکھ کر رہ گئی۔ "ثناء نے بیوٹی پارلر سے بھی ٹائم لے لیا ہے کل تین بجے کا ٹائم ہے ٹھیک ہے۔"

"جی۔"

ان کے جاتے ہی وہ بستر پر گر سی گئی تھی۔ بے جی اس کی ہر چیز کتنے شوق اور چاہت سے کروا رہی تھیں اتنا تو اس کے اپنے گھر والوں نے بھی نہیں کیا تھا ایک ہلکی سی شرمندگی کی لہر اس کے اندر اٹھی تھی لیکن زیادہ دیر وہ سوچ نہیں سکی تھی اور نیند اس پر مہربان ہو گئی تھی۔

☆☆☆

صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو وہ شاید بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے لگائے سو گئی تھی۔ اس نے دکھتی گردن گھما کر سائیڈ پر دیکھا بستر بے شکن تھا یعنی وہ رات کو کمرے میں نہیں آیا۔ اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے اس نے اپنے دونوں ہاتھ اور پاؤں کی طرف دیکھا جہاں مہندی سوکھ گئی تھی۔ رات کو لاشعوری طور پر وہ اس کا انتظار کرتے کرتے سو گئی تھی۔ اب اسے لگ رہا تھا وہ آیا ہی نہیں تھا۔

وہ سر جھٹکتی اٹھ گئی تھی۔ ناشتا کرتے بھی وہ متلاشی نظروں سے اسے ڈھونڈتی رہی لیکن وہ نظر نہیں آیا۔

"مینا بیٹا! نوراں تمہارے ساتھ پارلر جائے گی تمہارا لہنگا اور زیور اس بیگ میں رکھ دیئے ہیں۔ ابوبکر تم لوگوں کو چھوڑ آئے گا۔"

اسے بے حد غصہ آیا تھا اس کا خیال تھا وہ اسے چھوڑنے جائے گا۔ سارا راستہ مختلف سوچوں میں کٹا تھا۔

پارلر پہنچ کر جب وہ چینجنگ روم میں آئی تو سلور گرے کلر کی میکسی دیکھ کر اس کی آنکھیں کھل گئی تھیں وہ اتنے خوب صورت ڈریس کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی بیوٹیشن نے زیورات پہنانے کے بعد دوپٹہ سیٹ کیا تو شیشے میں نظر آتا اپنا عکس دیکھ کر وہ دنگ رہ گئی تھی۔

"ہائے بھابھی! آپ تو بالکل پری لگ رہی ہیں۔" اس کے پیچھے کھڑی نوراں اسے دیکھتے ہی مسحور ہوتے انداز میں بولی۔ ایک خوب صورت مسکراہٹ اس کے چہرے پر آ گئی تھی۔

"اب دیکھتی ہوں کیسے مجھے اگنور کرتے ہو۔"

وہ تصور میں طلال کو مخاطب کر کے بولی تھی۔

"بھابھی! چلیں گاڑی آ گئی ہے۔" وہ بڑی نزاکت سے چلتی ہوئی باہر آئی تھی اسے لگ رہا تھا وہ آج ساری دنیا کو حیران کر دے گی لیکن باہر نکلتے ہی وہ خود اتنی حیران ہوئی کہ قدموں نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ اس کے سامنے طلال تھا۔ بلیک ٹو پیس، گرے ٹائی لگائے کلین شیو چہرہ، بالوں کو جیل سے سیٹ کیے وہ اپنے لمبے قد اور مضبوط جسامت کی وجہ سے پہلے ہی شان دار لگتا تھا لیکن وہ اتنا ہینڈسم تھا زمینا کو بالکل اندازہ نہیں تھا۔

"بھابھی! چلیں نا رک کیوں گئیں۔" نوراں نے اسے مراقبے سے باہر نکالا تھا اپنی اس بے اختیاری پر اسے خود پر غصہ آیا تھا وہ جو بجلی اس پر گرانا چاہ رہی وہ خود اس بجلی کا شکار ہو گئی تھی۔ اس کے گاڑی کے قریب آتے ہی اس نے پچھلا دروازہ کھولا تھا اور اس کے بیٹھتے ہی بند کر دیا اور خود اگلی سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا تعریف کا ایک جملہ تو بول ہی سکتا تھا زمینا نے دل میں کہا۔

شان دار ہوٹل کے سامنے ان کی گاڑی رکی اور اس سے بھی شان دار طریقے سے ان کا استقبال ہوا تھا۔ چاروں طرف سے پھولوں کی پتیاں ان پر گر رہی تھیں اور ایک دم ہال میں اندھیرا چھا گیا تھا۔ ایک اسپاٹ لائٹ ان پر فکس ہو گئی تھی اتنی نظریں خود پر محسوس کر کے وہ کچھ کنفیوژ ہو گئی تھی۔ اوپر سے سارے مووی اور کیمرہ مین اپنی فرمائشیں کرنا شروع ہو گئے

www.zemtime.com

تھے۔

"طلال بھائی! بھابھی کا ہاتھ پکڑ لیں اور آہستہ آہستہ قدم بڑھائیں۔" ان کے کہنے پر طلال نے اس کا سرد پڑتا ہاتھ تھام لیا تھا۔ جبکہ اس کے ہاتھ تھامنے پر جیسے زینا کو ڈھارس ملی تھی۔ اسے اس کا ہاتھ پکڑنا برا نہیں لگا تھا۔ وہ اسٹیج پر آئی تو بیٹھتے ہی سب سے پہلی نظر سامنے ٹیبل پر بیٹھے اپنے ماں باپ اور بہنوں پر گئی تھی جن کے چہروں کی خوشی دیکھ کر وہ گہرا سانس لے کر نظریں جھکا گئی۔

کھانا شروع ہوا تو فوٹوگرافر انہیں فوٹوشوٹ کے لیے لے گیا۔ وہ جو شادی پر فوٹوشوٹ نہ ہونے کا افسوس کر رہی تھی اتنے بولڈ فوٹوشوٹ پر اس کے کانوں سے دھواں نکلنے لگا تھا۔ فوٹوگرافر نے جب طلال کو ایک ہاتھ اس کی کمر پر اور دوسرا اس کے چہرے پر رکھنے کو کہا اور اسے طلال کی آنکھوں میں دیکھنے کا کہا تو اسے لگا اب تو وہ ضرور بے ہوش ہو جائے گی۔ فوٹوگرافر جتنا نزدیک جانے کو کہہ رہا تھا وہ اتنا جھجک رہی تھی۔

"تم نے ایک ہی دن میں بھابھی کو اتنا ڈرا دیا ہے۔" ابوبکر جو فوٹوگرافر کی ساتھ اندر آیا تھا طلال کے قریب آکر سرگوشی کے انداز میں بولا تو طلال نے ابرو اچکا کر زینا کو دیکھا۔

"کیا واقعی ایسا ہے۔" وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔ وہ اب بھی اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔ "میرا خیال ہے کافی تصویریں ہو گئی ہیں۔" اس کی روہانسی شکل دیکھ کر طلال نے فوٹوگرافر کو مزید تصویروں سے منع کر دیا تھا۔

رسم کے مطابق ان دونوں کو زینا کے گھر جانا تھا لیکن طلال نے معذرت کر لی تھی اسے کوئی ضروری کام تھا۔ ناجانے کیوں زینا کو برا لگا تھا وہ اس سے ناراض ہو گئی تھی اور اس کی طرف دیکھے بغیر وہ گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔

☆☆☆

آج نوشی کی بارات تھی اور بے جی نے اب تک اس کے کپڑے نہیں بھجوائے تھے جھنجھلاہٹ کے مارے اس کا برا حال تھا تبھی سونیا اندر آئی تھی۔

"طلال بھائی آئے ہیں۔" وہ جو کتاب لیے بیٹھی تھی تیزی سے اٹھی اور پھر باہر آکر جب اس پر نظر پڑی تو اسے یاد آیا کہ وہ اس سے ناراض ہے وہ دھیرے سے سلام کر کے واپس مڑ گئی غفور صاحب نے بغور اس کی یہ حرکت دیکھی تھی۔

"یہ لو طلال بھائی تمہارے کپڑے لائے ہیں تیار ہو جاؤ کیونکہ وہیں سے انہوں نے واپس جانا ہے۔"

"مطلب۔"

"مطلب یہ کہ وہ تمہیں لینے آئے ہیں۔"

"مجھے ابھی نہیں جانا۔" وہ منہ بنا کر بولی۔

"پاگلوں جیسی بات مت کرو زینا! پہلے بھی تم نے آنٹی کو منع کر دیا تھا اب طلال بھائی خود آئے ہیں۔ اچھا نہیں لگتا چلو تیار ہو جاؤ۔"

بیگ میں نیلے رنگ کا ایک ہی سوٹ تھا جس کے گلے اور بازو پر کام تھا جو اس اچھی ہے اس آدمی کی۔ وہ دل میں تعریف کرتے ہوئے بولی۔ اور اٹھ کر تیار ہونے چلی گئی۔

واپسی پر گاڑی میں مکمل خاموشی تھی۔ اگر اس نے بات نہیں کی تھی تو طلال نے بھی اسے نہیں بلایا تھا۔ گھر پہنچی تو بے جی ان دونوں کی منتظر تھیں۔ وہ کتنی دیر اسے پاس بیٹھا کر گھر والوں کی خیر خیریت پوچھتی رہیں جبکہ طلال اٹھ کر اندر چلا گیا تھا۔

"جاؤ بیٹا تم بھی جا کر آرام کرو۔" اسے غائب دماغی سے بیٹھے دیکھ کر انہوں نے اسے آرام کرنے کو کہا تھا۔ وہ کمرے میں آئی تو طلال کمرے میں نہیں تھا اور باتھ روم کا دروازہ بند تھا وہ چپ چاپ صوفے پر بیٹھ گئی۔ اور اس کے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگی۔ وہ تولیے سے بال رگڑتا باہر آیا تو نظر اس پر پڑی جو صوفے پر بیٹھے ہاتھوں کو مسل رہی تھی وہ تولیہ کندھے پر ڈال کر شیشے کے آگے کھڑے ہو کر کنگھی کرنے لگا۔ لیکن شیشے سے اسے بھی تھوڑی دیر بعد دیکھ رہا

www.zemtime.com

تھا۔ کنگھی رکھ کر اس نے تولیہ واپس باتھ روم میں رکھا اور بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر موبائل پر مصروف ہو گیا۔ اس کی بے نیازی پر زینا کا بی پی ہائی ہونے لگا تھا۔ اتنے ایٹی ٹیوڈ پر اسے بات ہی نہیں کرنی چاہیے تھی لیکن مجبوری تھی بات کرنا بھی ضروری تھی۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی بیڈ کے قریب آئی تو طلال نے موبائل سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کل سے یونیورسٹی اسٹارٹ ہو رہی ہے۔" وہ سیدھے مطلب کی بات پر آئی تھی۔ وہ اب بھی خاموش منتظر نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"میرا فائنل سمسٹر ہے اس لیے میرا جانا ضروری ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" اس نے دو لفظوں میں بات ختم کر دی۔ وہ جو مزید بات کرنا چاہتی تھی ہونٹ بھینچ کر رہ گئی اور غصے سے الماری کی طرف بڑھی، سادہ سا سوٹ نکال کر باتھ روم میں گھس گئی لیکن اندر جا کے بڑے زور سے دروازہ بند کیا تھا۔ طلال نے ہونٹ بھینچ کر مسکراہٹ کو روکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لال بھبوکا چہرہ لیے باہر آئی اور دوسری سائیڈ سے تکیہ اور چادر اٹھا کر صوفے کی طرف بڑھ گئی۔

"کل فیاض تمہیں چھوڑ آئے گا۔" وہ لیٹنے لگی تھی جب اسے طلال کی آواز سنائی دی تھی۔

"کوئی ضرورت نہیں میں چلی جاؤں گی۔" کہہ کر اس نے کروٹ بدل لی تھی۔

"ایک دفعہ کہا ہے نا فیاض چھوڑ آئے گا تو بات ختم ہو گئی۔" وہ اتنے غصے سے بولا کہ وہ منہ بسور کر رہ گئی۔

☆☆☆

اسے یونیورسٹی آئے دو دن ہو گئے تھے لیکن کسی نے اس کی خبر تک نہ لی تھی۔ یونیورسٹی میں سائرہ کو دیکھ کر اسے زین کی حرکت یاد آ گئی تھی۔ وہ اب اسی کشمکش میں تھی اسے بتائے یا نہ بتائے، اس کی باتوں سے تو لگ رہا تھا وہ اس کی حرکت سے لاعلم ہے اور یہ

یہ سن کر بھی اسے تسلی ہوئی تھی کہ وہ اب امریکہ جا چکا ہے ورنہ وہ پھر اس کے کچھ کر دینے کے خوف میں مبتلا رہتی۔

وہ خاموشی سے ان تینوں کو دیکھ رہی تھی جو ایک دوسرے کو اپنی چھٹیوں کے احوال سنا رہی تھیں جبکہ وہ اس وقت اپنا لاکٹ بیچنے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ کیونکہ اس کے پاس خرچ کے پیسے نہیں تھے۔

"کیوں زینا تم کیا کہتی ہو۔" سائرہ کے پوچھنے پر وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"کیا کہہ رہی تھیں تم۔"

"دھیان کہاں ہے تمہارا۔" رابعہ کب سے اس کی کھوئی ہوئی کیفیت محسوس کر رہی تھی۔

"کچھ نہیں مجھے مارکیٹ جانا تھا تم چلو گی میرے ساتھ۔"

"یار ہم دونوں تم لوگوں کی مہمان ہیں اور تم لوگ باہر کا پلان بنا رہی ہو۔" حنا نے گھور کر ان دونوں کو دیکھا۔ دونوں آج ان کے ساتھ ہاسٹل آ گئی تھیں اور اب پیزا کا انتظار ہو رہا تھا جس کا آرڈر رابعہ نے دیا تھا۔

"ہم کہیں نہیں جا رہے اطمینان رکھو۔" رابعہ نے حنا کو تسلی کروائی تب ہی دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

"پیزا آ گیا۔" رابعہ اچھلتی ہوئی دروازے تک گئی تھی لیکن وہاں وارڈن کھڑی تھی۔

"نیچے زینا کے گھر سے ملنے آئے ہیں۔"

زینا نے حیرت سے مڑ کر دیکھا۔

"نیچے ویٹنگ روم میں۔"

اب وارڈن نے مسکرا کر زینا کو دیکھا۔ زینا کو اس کا مسکرانا عجیب لگا تھا اسے پتا تھا پاپا ہوں گے فیس کا نوٹیفکیشن ان کو مل گیا ہو گا۔

"خیریت ہے آپ بہت دانت نکال رہی ہیں۔" رابعہ نے ابرو اچکا کر وارڈن کو دیکھا۔

"نیچے کوئی لڑکا آیا ہے زینا سے ملنے۔"

www.zemtime.com

"نہیں۔" رابعہ نے حیرت سے بول کر پیچھے کھڑی حنا اور سائرہ کو دیکھا اور پھر ان تینوں نے نیچے کی طرف دوڑ لگادی۔ دروازے کے قریب پہنچتے ہی وہ حیرت سے جم گئی تھی۔ دونوں ہاتھ جینز کی جیبوں میں ڈالے اپنے پورے قد کے ساتھ طلال کھڑا تھا۔

"آپ۔" وہ حیرت سے بس بول سکی تھی۔

"بے جی سے میری شکایت کر کے آئی ہو۔" وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔

"آپ کو بے جی نے بھیجا ہے۔"

اس کے کندھے اچکانے پر اس نے سر ہلایا۔

"میں نے ان سے ایسا کچھ نہیں کہا۔" اب کہ وہ سنجیدگی سے بولی۔

"فون کہاں ہے تمہارا۔"

"نہیں ہے۔" وہ سر گھما کر دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔

"مطلب۔" وہ اب حیران ہوا تھا۔

"پاپا کے گھر رہ گیا ہے۔" وہ غصے سے اسے دیکھنے لگا جو اس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔

"تم اتنی کیئرلیس کیسے ہو سکتی ہو اگر کسی نے تم سے کانٹیکٹ کرنا ہو کوئی ایمرجنسی ہو جائے تو کیا کرو گی۔" اسے واقعی اس پر غصہ آ رہا تھا۔

"آپ یہاں مجھے ڈانٹنے آئے ہیں۔"

اب کہ اس نے چڑ کر سر اٹھا کر اسے دیکھا تو اس کے انداز پر اسے غصے کے باوجود ہنسی آ گئی تھی جسے وہ تیزی سے ہونٹ بھینچ کر چھپا گیا تھا۔

"نہیں یہ دینے آیا تھا۔" اس نے جیب سے والٹ نکالا اور پانچ ہزار کے کئی نوٹ نکال کر اس کی طرف بڑھائے۔

"یہ کیا ہے۔" وہ سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگی۔

"پیسے ہیں۔" وہ بھی اسی انداز میں بولا۔

"پتا ہے مجھے لیکن مجھے اس کی ضرورت نہیں۔"

اس نے ہاتھ نہیں بڑھایا تھا طلال نے گھور کر اس کا چہرہ دیکھا اور اگلے ہی پل اس کا ہاتھ تھام کر زبردستی اس کو پیسے تھما دیئے تھے۔

"تمہاری پاکٹ منی ہے اور یہ تمہارا فیس واؤچر۔" اس نے پے سلپ اس کی طرف بڑھائی تو وہ حیران ہو کر اسے دیکھنے لگی۔

"آپ کو کیسے پتا چلا۔"

"انکل نے مجھے میسج کیا تھا کیونکہ تم تو خیر سے فون گھر چھوڑ آئی تھیں۔" وہ طنزیہ انداز میں بولے۔

"فیس پاپا نے دے دی ہے۔"

"کیوں وہ کیوں کرتے۔" وہ ماتھے پر بل ڈال کر اسے دیکھنے لگا۔

"تم اب میری ذمہ داری ہو تو تمہارا ہر مسئلہ میرا ہے۔" اس بات پر وہ کچھ لمحوں کے لیے بول نہیں سکی اچھا لگا تھا یہ سن کر لیکن پھر اس کا خشک رویہ یاد آتے ہی سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"فیس جمع کروانے کا شکریہ لیکن میں جلد آپ کو واپس کر دوں گی۔"

طلال نے اب سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"کیا کیا واپس کرو گی۔" اس نے اب دونوں بازو سینے پر باندھ لیے تھے۔

"جو جو لیا ہے۔"

"اچھا۔" وہ طنزیہ ہنسا۔

"بعض دفعہ وقت گزر جائے تو ان باتوں اور چیزوں کی اہمیت نہیں رہتی۔" وہ ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"خیر۔" اس نے سر جھٹکا۔

"فون خرید لینا اور مجھے نمبر سینڈ کر دینا اگر تمہیں کوئی ڈسٹربنس نہ ہو تو۔ یہاں کام سے آیا تھا تو اس لیے تم سے ملنے آ گیا۔"

کہہ کر وہ اس کے قریب آیا اور اسے سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اسے ساتھ لگا لیا اور جھک کر اسے پیار کیا تھا۔ "اپنا خیال رکھنا۔"

وہ کہہ کر رکا نہیں تھا جبکہ وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکی تھی حتیٰ کہ سانس تک رک گئی تھی کچھ پل بعد اس نے گہرا سانس لے کر دروازے کی طرف دیکھا۔ جہاں وہ تینوں آنکھیں پھاڑے اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔

www.zemtime.com

"یہ کیا تھا زمینا۔" رابعہ اب تک شاکڈ تھی۔
"یہ ہو کیا رہا تھا۔" اب کہ سائرہ بھی آگے آئی۔
"یہ ملاقاتیں کب سے ہو رہی ہیں۔" حنا نے بھی سر سے پیر تک اس کا جائزہ لیا۔
"جیسا تم لوگ سوچ رہے ہو ایسا کچھ نہیں ہے۔" وہ سرخ چہرے کے ساتھ جھنجلا کر بولی۔
"تو پھر کیسا ہے زمینا میں تمہیں ایسا نہیں سمجھتی تھی۔" سائرہ مصنوعی دکھ سے بولی۔
"ہسبینڈ ہیں میرے۔" اس کے تیز بولنے پر وہ تینوں ساکت ہوئی تھیں۔ اگلے ہی لمحے وہ چیخ اٹھی تھیں۔
"بے وفا دھوکے باز! چپکے سے شادی کر لی وہ بھی اتنے ہینڈسم بندے سے اور ہمیں کانوں کان خبر نہیں ہونے دی دوستی کے نام پر دھبہ ہو تم۔"
رابعہ تو صدمے سے بے ہوش ہونے والی ہو گئی تھی۔ ان کے اتنے جذباتی ردعمل پر وہ شرمندہ ہو کر بولی۔
"سب اچانک اور جلدی ہوا کسی کو بتانے کا موقع نہیں ملا رابعہ تو سعودیہ میں تھی۔ حنا اور سائرہ دونوں کا فون بند جا رہا تھا۔"
"شادی کب ہوئی۔" سائرہ نے دانت پیس کر پوچھا۔
"ایک ماہ ہو گیا ہے تقریباً۔"
"اچھا چھوڑو پہلے نہیں تو پرسوں کی تم ادھر ہو تب تو بتا سکتی تھیں نا۔"
"اچھا بابا سوری میری غلطی ہے۔"
کوئی جواب بن نہ پڑا تو وہ کانوں کو ہاتھ لگا کر بولی۔
"یہ پرنس چارمنگ ملا کہاں سے۔" حنا نے شرارت سے آنکھیں نچا کر پوچھا۔
"پاپا کی کزن کے بیٹے ہیں۔"
"کرتے کیا ہیں۔" سائرہ کے پوچھنے پر ایک پل کے لیے وہ لاجواب ہو گئی اس نے بھی اس کے بارے میں جاننے کی کوشش نہیں کی تھی۔
"جاب کرتے ہیں۔" مجبوراً اسے جھوٹ کا سہارا لینا پڑا۔
"اور نام کیا ہے۔" سائرہ نے پوچھا۔
"طلال۔" وہ سر جھکا کر آہستگی سے بولی۔
"شرما رہی ہے۔" وہ تینوں ہنستی ہوئی اس سے چمٹ گئی تھیں۔

☆☆☆

یہ پہلی دفعہ تھا کہ وہ اداس ہو گئی تھی اس نے کچھ دن پہلے رابعہ کے ساتھ جا کر فون خریدا تھا لیکن ابھی تک اپنا نمبر کسی کو نہیں دیا تھا۔ یونیورسٹی سے آ کر وہ کتنی دیر ٹہلتی رہی پھر تھک کر بے جی کا نمبر ملایا، فون نوراں نے اٹھایا تھا۔ سلام دعا کے بعد اس نے بے جی کا پوچھا تھا۔
"بے جی صدقے میری رانی بیٹی کا فون آیا ہے۔" ان کی محبت بھری آواز سن کر جیسے اداسی کہیں دور بھاگ گئی تھی۔
"گھر نہیں آنا کیا؟" انہوں نے ساتھ ہی سوال کر دیا تھا۔
"جی بے جی اسی لیے فون کیا ہے آپ فیاض بھائی کو بھیج دیں۔"
"ٹھیک ہے پتر ابھی بھیجتی ہوں۔" فون بند کر کے اس نے گہرا سانس لیا۔ گھر پہنچی تو بے جی نے اس کے لیے ایسے اہتمام کیا تھا جیسے وہ لاہور سے نہیں کسی دوسرے ملک سے آ رہی ہو۔ کھانا کھا کر وہ کتنی دیر بے جی کے پاس بیٹھی رہی پھر ان کے کہنے پر کمرے میں آئی تو دروازے پر ٹھٹک کر رک گئی سامنے بیڈ کے پیچھے ان دونوں کی ولیمے کی تصویر لگی تھی۔ وہ کتنی دیر تک طلال کی مسکراتی تصویر دیکھتی رہی سائیڈ ٹیبل پر بھی اس کی تصویر رکھی تھی۔ اس نے فریم اٹھا کر ہاتھ میں لیا۔
تو کیا وہ اس کے لیے اداس تھی۔ اس نے آہستہ سے فریم پر ہاتھ پھیرا اور پھر گہرا سانس لے کر فریم واپس رکھ دیا۔

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

شام میں جب وہ سو کر اٹھی تو ہلکی بارش کے بعد موسم بہت خوشگوار ہو گیا تھا۔ وہ باہر آئی تو طلال کی خالہ کی بیٹی شناز رینہ بیگم کے پاس بیٹھی تھی۔ مہمان سمجھ کر وہ بھی مروت میں ہی بیٹھ گئی لیکن وہ اس کو اتنی کاٹ دار نظروں سے دیکھ رہی تھی کہ اس کا وہاں بیٹھنا دوبھر ہو گیا تھا۔

"بے جی میں تھوڑی دیر چھت پر چلی جاؤں۔"

"ہاں بیٹا! اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے۔"

ان کے کہنے پر وہ شنا پر نظر ڈالے بغیر چھت پر آ گئی۔ چھت بہت بڑی تھی کھلی جگہ ہونے کی وجہ سے ہوا ٹھنڈی اور تیز تھی۔ وہ ٹہلتے ہوئے اردگرد کا جائزہ بھی لے رہی تھی۔ تبھی نوراں تیزی سے چلتی ہوئی اوپر آئی اس کے ہاتھ میں گلاس تھا۔ "بھابھی یہ آپ کے لیے ملک شیک۔"

"تھینک یو نوراں۔" زینا نے مسکرا کر گلاس اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

"آپ اکیلی اوپر کیا کر رہی ہیں۔" وہ بھی اس کے ساتھ ٹہلنے لگی۔

"بس ایسے ہی کھلی ہوا میں سانس لینے کو دل چاہ رہا تھا۔" ساتھ وہ چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھی لے رہی تھی۔

"یہ زمین کس کی ہے۔" زینا نے انگلی سے سامنے نظر آتی زمین کے بارے میں پوچھا نوراں نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔

"آپ کو نہیں پتا۔ طلال بھائی کی ہے۔"

" زمیندار ہیں تمہارے طلال بھائی۔"

"جی" بہت بڑے زمین دار۔" نوراں کے چہرے پر فخر تھا۔

"اچھا اگر ہیں تو معمولی سی جاب کیوں کرتے ہیں۔"

"آپ کو کس نے کہا وہ معمولی جاب کرتے ہیں وہ سی اے ہیں۔ یہ زمینیں تو خاندانی زمینیں ہیں جبکہ جاب تو ان کا شوق ہے۔"

پتا نہیں اس شخص سے متعلق اور کتنے انکشافات ہونے باقی تھے۔ وہ اتنا پڑھا لکھا تھا اور وہ خود کو ہی تیس مار خان سمجھ رہی تھی۔

"تو کون سے شہر میں جاب کرتے ہیں۔" بہت اشتیاق کے باوجود اس نے لہجہ سرسری رکھا تھا۔ لیکن نوراں نے ایسی نظروں سے اسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو آپ کو یہ بھی نہیں پتا۔

"بھائی کراچی میں جاب کرتے ہیں۔" زینا حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

"لگتا ہے آپ کو بھائی کے بارے میں زیادہ پتا نہیں اور ہو گا بھی کیسے ایک تو شادی اتنی جلدی میں ہوئی پھر آپ دونوں زیادہ عرصہ نہیں رہے اس لیے آپ کو بھائی کے متعلق زیادہ پتا نہیں لیکن خیر اب تو ساری زندگی کا ساتھ ہے۔ آہستہ آہستہ پتا چل جائے گا۔" وہ سمجھداری سے بولی۔

"یہ نیچے جو طلال بھائی کی کزن آئی ہیں ان سے بچ کر رہے گا، آپ کی شادی پر سب سے زیادہ تکلیف ان کو ہوئی تھی۔ یہاں آ کر انہوں نے بڑا رونا دھونا مچایا تھا۔"

"کیوں۔" زینا حیران ہوئی۔

"کیونکہ وہ طلال بھائی کو بہت پسند کرتی ہیں پیچھے پڑی رہتی تھیں۔ اور اب بھی وہ ہر قیمت پر ان سے شادی کرنا چاہتی ہیں۔ لیکن بے جی نے آپ کو پسند کیا۔"

"اور تمہارے طلال بھائی کیا وہ بھی اپنی کزن کو پسند کرتے ہیں۔" جلن کی ایک لہر اس کے اندر اتری تھی۔

"میرا نہیں خیال۔" وہ منہ بنا کر بولی۔

"یعنی تم یقین سے نہیں کہہ سکتیں۔" اس کی آواز میں پتا نہیں ایسا کیا تھا کہ نوراں نے گھبرا کر اسے دیکھا۔

"بھابھی! ایسی کوئی بات نہیں میں نے بس آپ کو آگاہ کیا ہے۔ ورنہ بھائی کی شادی تو ہو گئی ہے آپ کے ساتھ۔"

"ہو سکتا ہے وہ اپنی کزن کو پسند کرتے ہوں

www.zemtime.com
ZEMTime® SINCE 2014

بے جی کی وجہ سے مجبور ہو گئے ہوں۔"

اس کے سوال پر اب نوراں پچھتا رہی تھی کہ اس نے یہ موضوع کیوں چھیڑا۔

وہ نوراں کے ساتھ نیچے آئی تو بے جی کسی کے ساتھ ہنستے ہوئے فون پر باتیں کر رہی تھیں۔

"لو زینا بھی آ گئی۔" انہوں نے اسے دیکھ کر کہا اور فون اس کی طرف بڑھایا۔

"منا کا ہے۔" ان کے بتانے پر اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ فون پکڑا اور رخ قدرے موڑ لیا۔

"السلام علیکم۔"

"وعلیکم السلام کیسی ہو۔" دوسری طرف سے بڑی سنجیدگی سے پوچھا گیا تھا۔

"ٹھیک ہوں۔"

"پیپرز ہو گئے۔"

"جی۔" وہ مختصر بات کر رہی تھی۔

"کیا رزلٹ ہو گا۔"

"امید ہے اچھا ہی ہو گا۔"

"ہوں۔" دوسری طرف ہنکارا ابھرا گیا تھا۔

"مطلب جو چیز رشتے کے درمیان رکاوٹ بن رہی تھی وہ ختم ہو گئی ہے۔" اس کا مطلب سمجھ آتے ہی اس کا چہرہ دہک اٹھا تھا اس نے دزدیدہ نظروں سے پیچھے دیکھا۔

بے جی نوراں سے بات کر رہی تھیں جبکہ شاہ پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھی۔ وہ دو قدم مزید آگے چلی گئی تھی۔

"آپ کیسے ہیں۔" وہ بات بدلتے ہوئے بولی۔

"اب تو ٹھیک نہیں ہوں۔" وہ اب اس بات کا کیا جواب دیتی خاموشی سے ہونٹ کاٹتی رہی۔

"فون نہیں لیا ابھی تک۔" اسے خاموش دیکھ کر اس نے بھی بات بدل دی۔

"لے لیا ہے۔"

"تو میسج کیوں نہیں کیا۔"

"میرے پاس آپ کا نمبر نہیں تھا۔"

"سبحان اللہ واہ۔" وہ اش اش کر اٹھا۔

"اچھی بیوی ہو جس کے پاس شوہر کا نمبر نہیں۔"

"اور آپ نے جیسے مجھے بہت میسج کر دیئے ہیں نا جو میں آپ کو میسج کرتی۔" وہ ناراضی سے بولی۔

"کیا میرے پاس تمہارا نمبر تھا۔"

"بڑے اچھے شوہر ہیں جس کے پاس اپنی بیوی کا نمبر ہی نہیں ہے۔" دوسری طرف اس نے اس کا جواب انجوائے کیا تھا۔ تبھی قہقہہ لگا کر ہنس پڑا تھا۔

"بیوی کی طرح باتیں کر رہی ہو لگتا ہے جلد ملاقات کرنی پڑے گی۔"

اس کے ذو معنی انداز میں وہ گھبرا کر رہ گئی۔

"میں بے جی کو فون دے رہی ہوں۔"

"نہیں شاہ کو دے دو مجھے اس سے بات کرنی تھی۔" وہ جو بڑے خوب صورت احساسات کا شکار ہو رہی تھی اس کی بات پر اس کی مسکراہٹ سکڑ گئی تھی۔

اس نے فون شاہ کو دے دیا اور خود بے جی کے قریب بیٹھ گئی۔ وہ بات کم اور قہقہے زیادہ لگا رہی تھی۔

"سچ میں طلال تمہیں بہت مس کر رہی ہوں اس بار جلدی آنا پھر اکٹھے شاپنگ پر چلیں گے۔" وہ اتنی بے تکلفی سے بات کر رہی تھی کہ زینا کو اپنا وہاں بیٹھنا مشکل لگ رہا تھا۔

☆☆☆

وہ تینوں بیٹھی بچپن کی یادیں تازہ کر رہی تھیں۔

غفور صاحب نے دور سے انہیں ہنستے دیکھا تو دل سے مسکرا دیئے، تین ماہ پہلے جب انہوں زینا کی شادی کی تھی وہ ناراض بھی تھے اور انہیں یہ ڈر بھی تھا کہ زینا جتنی جذباتی ہے کچھ غلط نہ کر دے۔ لیکن آج پہلی بار اسے مطمئن اور خوش دیکھ کر انہیں تسلی ہو گئی تھی۔

"بیٹا! طلال وہ کیسا ہے بات ہوتی ہے۔"

"جی وہ بھی ٹھیک ہیں۔"

"آ کب رہا ہے۔"

www.zemtime.com
ZEMTime® SINCE 2014

"پتا نہیں میں نے پوچھا نہیں، بے جی ہی بتا رہی تھیں ایک ماہ بعد آتے ہیں ابھی تو انہیں گئے دو ہفتے ہوئے ہیں۔"

"چلو اچھا ہے اللہ خیر خیریت رکھے۔ فون کرتی رہا کرو نہیں تو فکر ہوتی ہے۔"

"جی۔" وہ جلدی جلدی ہینڈ بیگ اٹھا کر باہر نکلی تو غفور صاحب اس کے انتظار میں کھڑے تھے۔

"اچھا پاپا۔" وہ ان کے گلے لگی تو انہوں نے پیار سے اس کا سر چوما۔

"میری اچھی بیٹی۔" یہ کہتے ہوئے ان کی آواز بھرا گئی تھی زینا نے چونک کر ان کا چہرہ دیکھا۔

"اپنے باپ سے ناراض تو نہیں۔" ان کو روتا دیکھ کر اس کی آنکھیں بھی بھر آئیں۔

"میں آپ سے ناراض نہیں شرمندہ ہوں بس اس بات کا دکھ تھا پاپا! آپ نے مجھ پر یقین نہیں کیا۔ بے شک میں دکھاوے سے متاثر ہو جاتی تھی لیکن آپ کی تربیت اتنی کمزور نہیں تھی۔"

"وہاں سب تمہارے ساتھ اچھے ہیں۔"

"سب بہت اچھے ہیں پاپا! بے جی مجھ سے بہت پیار کرتی ہیں اور آپ نے میرے لیے بہترین انتخاب کیا ہے۔"

وہ نظریں نیچی کیے بولی تو اس کے چہرے پر پھیلے رنگ دیکھ کر انہیں مزید کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں پڑی۔

☆☆☆

اس کا موڈ صبح سے آف تھا اور اس کی وجہ ثناء تھی جو صبح صبح اتنا تیار ہو کر آ گئی تھی۔ اس کا ارادہ بے جی کے ساتھ مارکیٹ جانے کا تھا لیکن اس کی وجہ سے ملتوی لگ رہا تھا۔ وہ بیزاری سے بیٹھی میگزین پڑھ رہی تھی جب اس کا فون بجا اسکرین پر رابعہ کا نمبر تھا۔

"کدھر ہو۔" اس نے چھوٹتے ہی پوچھا تھا۔

"گھر پر ہوں۔" وہ بے زاری سے بولی۔

"تو ریڈی ہو جاؤ ہم آ رہے ہیں۔" وہ جو ٹیک لگائے بیٹھی تھی جھٹکے سے سیدھی ہوئی۔

"مطلب۔"

"مطلب کیا؟ میں کیا فارسی بول رہی ہوں۔ میں اور سائرہ تمہارے گھر آ رہے ہیں۔ پندرہ بیس منٹ میں پہنچ رہے ہیں لوکیشن سینڈ کر دو۔"

کہہ کر اس نے فون بند کر دیا تھا جبکہ وہ کتنی دیر ہونٹ چباتی رہی۔ آخری ملاقات میں انہوں نے کہا تھا وہ اس کے گھر آئیں گی لیکن اسے بالکل امید نہیں تھی کہ وہ واقعی آ جائیں گی۔ وہ سر جھٹک کر باہر آ گئی۔

بے جی حسب معمول اپنے تخت پر بیٹھی تھیں اور ثناء ان کے ساتھ چپکی بیٹھی تھی۔

"بے جی۔"

"ہاں بیٹا۔" وہ ہاتھ روک کر اسے دیکھنے لگیں۔

"بے جی وہ میری دوست کا فون تھا وہ ادھر آ رہی ہیں۔" اس نے نہایت شرمندگی سے بتایا۔

"ارے یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے تم اندر جا کر حلیمہ کو بتا دو کیا کیا بنوانا ہے بلکہ ٹھہرو میں خود کہتی ہوں اور نوراں آ سے کہو مہمانوں والا کمرہ صاف کروا دے اور زینا تم کپڑے بدل لو۔"

اس نے ایک نظر اپنے کپڑوں پر ڈالی۔

"میں ٹھیک ہوں بے جی۔" وہ بے دلی سے بولی۔

"ٹھیک نہیں جاؤ جا کر اچھے سے تیار ہو جاؤ۔"

ان کا انداز حتمی تھا تو وہ سر ہلاتی اندر آ گئی۔ وہ تیار ہو کر باہر آئی تو نوراں نے بتایا کہ آپ کی سہیلیاں آ گئیں ہے۔ وہ بے جی کے کمرے میں آئی تو وہ دونوں بے جی کے پاس تخت پر بیٹھی تھیں۔ اور بڑی بے تکلفی کے ساتھ باتیں کر رہی تھیں زینا کو دیکھ کر دونوں اٹھ کر اس کے گلے لگ گئیں۔

"کتنی پیاری لگ رہی ہو۔"

رابعہ نے پیار سے اس کا گال کھینچا تو اس نے جھینپ کر بے جی کو دیکھا جو مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"پتا ہے آنٹی! جب زینا نے ہمیں بتایا اس کی شادی گاؤں میں ہوئی ہے تو ہم نے اسی وقت سوچ لیا

تھا کہ ہم یہاں آئیں گے۔ ایکچوئلی اس سے پہلے ہمیں کبھی اتفاق نہیں ہوا کوئی بھی گاؤں دیکھنے کا۔"
اس کے تیز تیز بولنے پر بے جی ہنس پڑی تھیں۔
"آپ کے باغات بھی ہوں گے۔" رابعہ نے اشتیاق سے پوچھا۔
"ہاں وہ بھی ہیں۔"
"تو میں وہاں ضرور جاؤں گی۔" وہ فیصلہ کن انداز میں بولی۔
"ضرور جانا بیٹا پہلے تھوڑا آرام کر لو، مینا پتر سہیلیوں کو اپنے کمرے میں لے جاؤ آرام سے باتیں کرو۔"
"کتنا بولتی ہو تم۔" کمرے میں آتے ہی زمینا نے رابعہ کو گھورا تھا۔
"یار مجھے اتنی خوشی ہو رہی ہے یہاں آ کر ارے واہ۔"
بات کرتے کرتے وہ چیخی تو زمینا نے حیرت سے اسے دیکھا۔
"زمینا یہ تم ہو، سائرہ دیکھو۔" وہ دونوں اب اس کی ولیمے کی انلاج تصویر کو دیکھ رہی تھیں۔
"اف مجھے یقین نہیں آ رہا کتنی حسین لگ رہی ہو اور تمہارے ہسبینڈ واٹ اے پیس یار۔"
اس کی طرف دیکھ کر اس نے ایک آنکھ دبائی تو زمینا نے مسکراہٹ روک کر اسے تھپڑ لگایا۔
"بکومت۔"
"تمہاری بے جی تو بہت اچھی ہیں۔" سائرہ بولی۔
"اور وہ ساتھ کوئی خلائی مخلوق بھی کھڑی تھی جو ہمیں ایسے گھور رہی تھی جیسے آنکھوں کے رستے نگل جائے گی۔"
"وہ بے جی کی بھانجی ہے۔" اس کا ذکر کرتے اس کا منہ بن گیا تھا۔
"لگتا ہے تمہیں خاص پسند نہیں۔" سائرہ نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔
"اسے میں پسند نہیں کیونکہ اس کے اور طلال کے بیچ میں میں آ گئی ہوں۔"
"ہوں ادھوری لو اسٹوری۔" رابعہ نے سمجھ کر سر ہلایا۔
"دوسری طرف بھی ایسا حال ہے۔"
"پتا نہیں دوسرا بندہ بہت گہرا ہے اپنا پتا نہیں لگنے دیتا۔" اس کے کہنے پر دونوں نے اوہ کو لمبا کھینچا تھا اور پھر باتوں میں انہیں وقت گزرنے کا پتا ہی نہیں لگا تھا۔
"خالہ آپ نے بہو کو زیادہ ہی سر چڑھا رکھا ہے۔" ثناء کی آواز سن کر اندر آتی زمینا وہی رک گئی تھی جبکہ حلق کڑوا ہو گیا تھا۔
"ایسا کیوں کہہ رہی ہو۔" زرینہ بیگم نے حیرت سے اسے دیکھا۔
"یہ عمر ہے آپ کی کام کرنے کی سارا دن آپ کام کرتی ہیں اور مہارانی بستر توڑتی رہتی ہے اور اب صبح سے سہیلیاں آئی ہیں ان کے ساتھ لگی ہوئی ہے یہ نہیں ہوتا کہ اٹھ کر کچن میں جھانک لے۔ اسی لیے آپ سے کہتی تھی شہری لڑکی نہ لے کر آئیں اس کے مزاج ہی نہیں ملتے وہی ہوا۔"
برتن سیٹ کرتی نوراں نے افسوس سے سر ہلایا۔
"ایسا نہیں ثناء! مینا میرا بہت خیال رکھتی ہے میں خود اسے کچھ کرنے نہیں دیتی شادی کو عرصہ ہی کتنا ہوا ہے، شوہر بھی دور ہے، بے چاری سارا دن بوکھلائی پھرتی ہے۔ مجھے ترس آتا ہے بچی پر میری وجہ سے ماں باپ کے گھر بھی اتنا کم جاتی ہے اچھا ہے سہیلیاں آ گئی ہیں خوش ہو گئی میری بچی اس کی ہنسی گونجتی ہے تو میرے گھر کا آنگن مہکنے لگتا ہے بس اب اللہ سے دعا ہے جلد از جلد میرے آنگن میں طلال کے بچوں کی چہکار گونجے۔"
نوراں نے بے ساختہ آمین کہا تھا جبکہ ثناء نے ہاتھ میں پکڑی پلاسٹک کی بوتل کو پچکا دیا تھا۔
☆☆☆
بے جی نے سائرہ اور رابعہ کو روک لیا تھا۔ رات

www.zemtime.com

دیر تک وہ بے جی کے ساتھ بیٹھی قصے سنتی رہیں۔ بڑی مشکل سے زینا نے انہیں سونے بھیجا تھا جانتی تھی بے جی مروت میں بیٹھی رہیں گی جبکہ وہ جلدی سونے کی عادی ہیں۔

وہ کمرے میں آئی تو ہمیشہ کی طرح سوچوں کا محور وہی شخص تھا جو اس سے لاپرواہ تھا اسے سوچتے سوچتے کب نیند اس پر مہربان ہوئی اسے پتا ہی نہیں چلا۔ نیند میں اسے لگا کوئی اس کے قریب آ کر بیٹھا ہے۔ لیکن وہم سمجھ کر اس نے آنکھیں نہیں کھولی تھیں لیکن پھر اپنے چہرے پر کسی کا لمس محسوس کر کے اس نے آنکھیں کھولیں۔ سامنے وہی تھا جسے سوچتے ہوئے سوئی تھی وہ روز ہی ایسے خواب دیکھتی تھی سو مسکرا کر ہاتھ بڑھا کر اسے چھوا لیکن وہ غائب نہیں ہوا تھا اس کی مسکراہٹ سکڑ گئی تھی وہ جھٹکے سے اٹھی تھی۔ وہ اب آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہی ہو۔"

"آپ کب آئے۔" اسے حقیقت کے روپ میں اپنے قریب دیکھ کر اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اسے مسلسل اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ نروس ہو رہی تھی۔

"آپ نے بتایا نہیں آپ آ رہے ہیں۔" وہ بمشکل بولی۔

"سوچا سرپرائز دوں گا۔"

"اچھا لگا سرپرائز۔" وہ مسکراتے ہوئے اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے بمشکل سر اثبات میں ہلایا۔

"تم فریش ہو جاؤ میں بے جی سے مل لوں پھر اکٹھے ناشتا کرتے ہیں۔" وہ اس کے سر پر چپت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اور اس کے نکلتے ہی زینا کھل کر مسکرائی تھی ایک سرشاری تھی جو اس کے وجود میں اتر آئی تھی۔ موسم خوشگوار تھا۔ سردیوں کی آمد آمد تھی بے جی نے ناشتا صحن میں لگوایا تھا۔ اپنے بیٹے کو یوں اچانک دیکھ کر ان کی خوشی کا عالم ہی کچھ اور تھا۔

رابعہ اور سائرہ تو طلال سے ایسے بے تکلفی سے باتیں کر رہی تھیں جیسے برسوں سے جانتی ہوں۔

"زینا سے ہم نے کل ہی آپ کے بارے میں پوچھا تھا تب تک تو ایسے کوئی آثار نہیں تھے۔ کہیں آپ کو پتا تو نہیں چل گیا تھا ہم آنے والے ہیں۔"

"بالکل ٹھیک کہا آپ نے، میں نے سوچا میری سالیاں آ رہی ہیں تو میرا وہاں ہونا ضروری ہے۔"

وہ بھی کون سا کم تھا۔

"آنٹی! یہ طلال بھائی پہلے ہی اتنے ہینڈسم تھے یا ہماری زینا کا کمال ہے۔"

سائرہ شرارت سے بولی۔

"مجھے لگتا ہے زینا کا کمال ہے۔"

بے جی بھی شرارت سے بولیں تو طلال نے حیرت سے ماں کا خوشی سے جگمگاتا چہرہ دیکھا اور مسکرا دیا۔

☆☆☆

بے جی نے ان دونوں کو جاتے ہوئے بے شمار تحفے دیئے تھے۔ وہ ان کو چھوڑنے گیٹ تک آئی جب سائرہ اس کے گلے لگی تھی۔

"تم بہت لکی ہو زینا! اتنی چاہت اتنا خوب صورت شوہر اتنی محبت کرنے والی ساس ہر کسی کی قسمت میں نہیں ہوتے مجھے تم پر رشک آ رہا ہے اور دل چاہ رہا ہے کاش میں تمہاری جگہ ہوتی ہزینا! تم جتنی پیور تھیں تم طلال بھائی جیسا مرد ہی ڈیزرو کرتی تھیں۔"

اور زینا اس کو دیکھتے ہوئے قدرت کے کھیل پر حیران تھی ایک وقت تھا کہ وہ اپنے حالات سے شاکی تھی اسے سائرہ اور رابعہ جیسی زندگی چاہیے تھی اور آج سب الٹ تھا۔ وہ جنہیں مکمل سمجھتی تھی وہ اسے خوش قسمت مان رہے تھے صرف اس ایک شخص کی وجہ سے اس نے سامنے دیکھا جہاں طلال بے جی کو بازو کے حلقے میں لیے رابعہ سے بات کر رہا تھا۔ اس نے تو خود کو برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی وہ تو شاید قدرت اس پر مہربان تھی یا ماں باپ کی دعائیں کام آ

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

گئی تھیں۔

ان کے آنے سے جو گھر میں رونق آئی تھی ان کے جاتے ہی پھر خاموشی چھا گئی تھی۔ اس نے کافی دیر سے ثناء کو نہیں دیکھا تھا۔ شاید وہ چلی گئی تھی۔ طلال کو زمینوں پر کام تھا وہ وہاں گیا تھا۔ وہ تیار ہو کر کتنی دیر تک اس کا انتظار کرتی رہی لیکن دوپہر سے رات ہو گئی تھی وہ نہیں آیا تھا جبکہ بے جی شہر کسی کی فوتگی پر گئی تھیں اور انہیں کل آنا تھا۔ نوراں بھی اپنے کمرے میں چلی گئی تو وہ بھی اپنے کمرے میں آ گئی۔ اسے اب پریشانی ہو رہی تھی۔ اس نے طلال کا نمبر ملایا جو دوسری بیل پر اٹھا لیا گیا تھا۔ لیکن آواز طلال کی نہیں تھی۔

"کون۔" نسوانی آواز پر اس کا سانس رک سا گیا تھا۔

"ثناء بات کر رہی ہوں۔" زمینا کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔

"طلال کا فون آپ کے پاس کیا کر رہا ہے۔"

"میرے پاس نہیں ہو گا تو کس کے پاس ہو گا۔" وہ دل جلانے والے انداز میں بولی۔

"طلال کو فون دیں۔" وہ غصے سے بولی۔

"وہ تو ابھی سو رہا ہے اٹھے گا تو بتا دوں گی اور ہاں آج رات وہ آئے گا بھی نہیں۔"

زمینا تو جیسے سن ہو کر رہ گئی تھی۔

"بات سنو زمینا! آج میں کھل کر تمہیں بتا رہی ہوں۔ میں نفرت کرتی ہوں تم سے کیونکہ تم طلال کی بیوی ہو جبکہ اس کی بیوی مجھے ہونا چاہیے تھا وہ میری بچپن کی محبت ہے اور وہ بھی مجھ سے محبت کرتا ہے اس نے صرف خالہ جی کے کہنے پر تم سے شادی کی ہے اور مجبوری کا رشتہ کبھی خوشی کا رشتہ نہیں بنتا جیسے ابھی ہی دیکھ لو اس کے آنے کا مجھے پتا تھا اور ابھی بھی رات کے اس وقت وہ میرے ساتھ ہے تو تم خود سوچ لو اتنی پڑھی لکھی ہو ذرا سی بھی سمجھ ہو گی تو کچھ کہے بغیر ہی ہماری زندگی سے نکل جاؤ گی۔ یقیناً تم ایسے آدمی کا ساتھ نہیں چاہو گی جس کے پہلو میں تو کوئی اور ہو اور دل میں کوئی اور۔"

فون بند ہو گیا تھا۔ لیکن وہ ابھی تک فون کان سے لگائے کھڑی تھی۔ بیڈ کے اس پار شیشے میں اس کا سجا سنورا روپ اسے صاف نظر آ رہا تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کا چہرہ اس کا مذاق اڑا رہا ہو۔ اس نے فون رکھ دیا اور دوپٹہ گلے سے نکال کر بیڈ پر پھینکا کانوں سے ٹاپس نکال کر فرش پر پھینکے اور دونوں ہاتھوں میں پہنی چوڑیاں اتار کر صوفے پر پھینکی تھیں اور دونوں پاؤں صوفے پر رکھ کر ٹھوڑی گھٹنوں پر ٹکا دی، آنسو قطرہ قطرہ اس کی آنکھوں سے بہنے لگے تھے اسے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ اسے غصہ زیادہ تھا یا دکھ۔

وہ ساری رات اس نے یونہی بیٹھ کر گزار دی تھی۔ صبح پانچ بجے کے قریب دروازہ کھلنے پر بھی اس نے حرکت نہیں کی تھی اندر داخل ہوتے طلال نے حیرت سے اسے یوں بیٹھے دیکھا۔

"زمینا۔" اس نے قریب جا کر اسے آواز دی تو نظریں چوڑیوں پر پڑیں جو کچھ صوفے اور کچھ زمین پر بکھری تھیں۔ زمینا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا جس نے جیکٹ ہاتھ میں پکڑی تھی شرٹ کے کف الٹے ہوئے تھے بال بکھرے اور آنکھیں بے خوابی سے لال ہو رہی تھیں۔

"تم ٹھیک ہو۔" وہ پریشانی سے اس کے قریب بیٹھ گیا، زمینا کتنی دیر اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔

"کیا ہوا ہے۔"

"سوری یار مجھے پتا ہے میری غلطی ہے میں لیٹ ہو گیا ہوں۔" وہ جیکٹ صوفے پر پھینکتا ہوا بولا۔

"کہاں تھے آپ۔" وہ لفظوں کو چبا چبا کر بولی۔

"ایک دوست کی طرف تھا ایمرجنسی ہو گئی تھی۔" زمینا نے افسوس سے اسے دیکھا۔

"آپ کو شرم نہیں آ رہی ایک تو غلطی کرتے ہیں اوپر سے جھوٹ بولتے ہیں۔"

طلال نے پہلے اسے حیرت سے دیکھا پھر اس

www.zemtime.com
ZEMTime® SINCE 2014

کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔
"تمہارا دماغ ٹھیک ہے کیا بول رہی ہو۔"
"دماغ تو میرا اب ٹھیک ہوا ہے میں آپ کو کیا سمجھتی تھی اور آپ کیا نکلے۔"
"زینا میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں تھکا ہوا ہوں پہیلیاں بوجھنے کا میرا کوئی موڈ نہیں سیدھی بات کرنی ہے تو کرو ورنہ میں سونے جا رہا ہوں۔"
اس نے قدم باتھ روم کی طرف بڑھائے ہی تھے جب وہ ایک دم اس کے سامنے آئی تھی۔
"آج بات آر پار ہو گی آپ یوں مجھے دھوکا نہیں دے سکتے۔"
"تم اپنے حواسوں میں تو ہو کیا بکواس کر رہی ہو، کون سا دھوکا دیا ہے میں نے۔"
اس نے اب غصے سے اسے بازو سے پکڑ کر جھٹکا دیا تھا۔
"آپ کیا کر رہے تھے ثناء کے ساتھ۔"
"کیا مطلب کیا کر رہا تھا ثناء کے ساتھ۔" وہ الٹا تعجب سے اس سے پوچھنے لگا۔
"آپ کا فون کہاں ہے۔" اس کا اشتعال اب بے بسی میں ڈھل رہا تھا اس نے اچانک اپنی جیبیں ٹٹولیں۔
"وہ شاید خالہ کی طرف رہ گیا ہے۔" کہنے کے بعد اس نے چونک کر اسے دیکھا۔
"آپ نے کہا آپ دوست کی طرف تھے پھر آپ کا فون ثناء کے پاس کیا کر رہا تھا۔"
"میں خالہ کی طرف گیا تھا ثناء کو چھوڑنے وہاں فون آ گیا میرے دوست کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا میں جلدی میں شاید فون ہی بھول گیا تھا میرا دوست ایمرجنسی میں تھا۔ اس کے گھر والے کافی پریشان تھے اس لیے مجھے وہاں رکنا پڑا ابوبکر بھی میرے ساتھ تھا اور میں نے بے جی کو بھی فون کر کے بتا دیا تھا۔"
"جھوٹ ایک بار پھر جھوٹ آپ ساری رات ثناء کے ساتھ تھے اس نے خود مجھے بتایا ہے اس نے کہا کہ آپ اس سے محبت کرتے ہیں اور مجھ سے جان چھڑوانا چاہتے ہیں اگر یہی کچھ کرنا تھا تو شادی کیوں کی تھی مجھ سے، میں تو پہلے ہی آپ سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی دکھ ہو رہا ہے مجھے کہ آپ جیسا شخص میرا شوہر ہے۔"
طلال نے اپنے لب بھینچ لیے تھے وہ خود کو کچھ بھی سخت کہنے سے روک رہا تھا۔
"مجھے آپ جیسے شخص کے ساتھ رہنا ہی نہیں ہے جو بغیر کسی رشتے کے غیر عورت کے ساتھ رات گزارتا ہو۔"
"زینا۔" وہ چیخ اٹھا تھا۔ "خاموش ہو جاؤ میرے صبر کا امتحان مت لو۔"
"نہیں ہوں گی میں خاموش میں اب سمجھی ہوں کہ آپ مجھ سے دور کیوں رہتے تھے۔ کیونکہ آپ کی پسند تو ثناء تھی، آپ بے جی کی وجہ سے مجھ سے شادی کرنے پر مجبور ہوئے تھے، میں آپ کی اصلیت جان گئی ہوں مجھے آزاد کر دیں اور جو سب سے چھپ کر کر رہے ہیں وہ جائز طریقے سے کریں۔"
اب کی بار طلال کا ضبط جواب دے گیا تھا اس نے تھپڑ دے اس کے گال پر مارا ایک پل کے لیے اس کے حواس جھنجھنا کر رہ گئے اس نے گال پر ہاتھ رکھ کر اسے دیکھا جس کا چہرہ بے تحاشا سرخ ہو رہا تھا وہ کتنی دیر پلکیں جھپکائے اسے دیکھتی رہی جیسے اسے یقین نہ آیا ہو۔
"میں آپ کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔"
"یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے۔" وہ بے حد سنجیدگی سے بولا۔
"ہاں۔"
"ٹھیک ہے تمہاری یہ خواہش بھی پوری کر دوں گا۔"
زینا کو بہت رونا آیا تھا اس نے بیڈ سے اپنا دوپٹہ اور سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھایا اور باہر کی طرف بڑھی لیکن اس نے ایک دم بازو سے کھینچ کر اسے روکا تھا۔
"اب تمہارا مجھ سے کوئی تعلق نہیں تو بے جی کو

www.zemtime.com

بھی درمیان میں لانے کی کوئی ضرورت نہیں۔"
کہنے کے ساتھ وہ اسے کھینچتا ہوا باہر لے جانے لگا تھا۔

"چھوڑیں میرا بازو مجھے درد ہو رہا ہے۔"

اس کی گرفت اتنی سخت تھی کہ اسے اپنی ہڈیاں ٹوٹتی محسوس ہو رہی تھیں۔ کچن کی طرف جاتی نوراں نے حیرت اور پھر پریشانی سے دیکھا تھا۔ وہ سارا راستہ روتی رہی تھی لیکن وہ سختی سے ہونٹ بھینچے ڈرائیو کر رہا تھا۔ گاڑی جب اس کے گھر کے آگے رکی تو اس نے چونک کر اسے دیکھا۔

"مجھے نہیں جانا۔"

"اترو کار سے میں تمہیں یہاں سے لے کر گیا تھا اور یہیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اب تم آزاد ہو۔"

زینا اسے ہی دیکھ رہی تھی جو اسے نہیں دیکھ رہا تھا وہ مزید بات کیے بغیر اتر گئی تھی۔ وہ تیزی سے کار بھگا لے گیا تھا۔ بیل دینے سے پہلے اس نے اچھی طرح سے چہرہ صاف کیا تھا۔ دروازہ عمرانہ نے کھولا تھا اور اسے اتنی صبح دیکھ کر پریشان ہو گئی تھیں۔

"زینا۔"

"السلام علیکم امی۔" وہ مسکراہٹ چہرے پر سجا کر ان کے گلے لگ گئی تھی۔

"اتنی صبح خیریت ہے۔"

"جی امی سب خیریت ہے۔"

"کس کے ساتھ آئی ہو۔" انہوں نے دروازے سے باہر جھانک کر دیکھا۔

"طلال چھوڑ کر گئے ہیں انہیں زمینوں پر کام تھا اور بے جی بھی کچھ دنوں کے لیے کسی رشتے دار کے گھر گئی ہیں تو گھر میں کوئی نہیں تھا تو طلال نے کہا کہ میں گھر چلی جاؤں، میں نے بھی کہا میں اب کچھ دن اپنی امی کے ساتھ رہوں گی۔" وہ پھر سے ان کے گلے لگ کے بولی۔

"سو بار میری جان تمہارا گھر ہے بلکہ تمہارے پاپا تمہیں اتنا یاد کر رہے تھے آج تم نہ آتیں تو وہ خود تمہیں لینے آتے۔"

"جی۔" وہ مسکرا کر بولی۔

وہ کتنی پریشان تھی یہ صرف وہی جانتی تھی لیکن اپنی پریشانی وہ کسی سے شیئر نہیں کرنا چاہتی تھی۔ ناجیہ باجی پریگننٹ تھیں، سونیا کا رشتہ طے ہو گیا تھا سب بہت خوش تھے ایسے میں وہ اپنی پریشانی بتا کر کیسے انہیں دکھی کر دیتی۔

ناجیہ اور سونیا بازار گئے تھے جبکہ وہ ان کے اصرار کے باوجود نہیں گئی، اس کا دل کسی چیز میں نہیں لگ رہا تھا۔ اس کے چھوڑ دینے کا خیال ہی جان لیوا ثابت ہو رہا تھا۔ ایک ہفتہ ہونے والا تھا نہ طلال نے اس کی خبر لی تھی اور نہ بے جی نے فون کیا تھا اسے آنے والے وقت سے جیسے ڈر سا لگنے لگا تھا۔ پتا نہیں لوگوں کے کتنے روپ ہوتے ہیں، ہوتے کچھ ہیں نکلتے کچھ ہیں۔ نوشی کو اس کے شوہر نے طلاق دے دی تھی شادی کے بعد انہیں اس میں سو عیب نظر آنے لگے تھے۔ اس صدمے کی وجہ سے تایا جی کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا اور وہ سوچ رہی تھی جب پاپا کو اس کا پتا چلے گا تو ان کا کیا حال ہو گا۔ وہ جو ہر وقت طلال کے رویے کے لیے خود کو قصوروار سمجھ رہی تھی اس رویے کی وجہ ثناء ہو گی یہ بات اس کے لیے بہت تکلیف دہ تھی وہ اسے پتا ہی نہیں چلا اسے اس پتھر دل انسان سے کب اتنی محبت ہو گئی کہ اس کے دور جانے کا خیال موت کے برابر لگ رہا تھا۔ ابھی تو وہ اکیلی تھی کھل کر رو سکتی تھی اور وہ رو رہی تھی۔

فون کی بیل پر اس نے چونک کر دیکھا اور نوراں کا نمبر دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔

"ہیلو۔" وہ پریشانی سے بولی۔

"ہیلو بھابھی! کیسی ہیں آپ۔"

"میں ٹھیک ہوں نوراں تم بتاؤ سب ٹھیک ہے نا بے جی ٹھیک ہیں۔"

"جی بھابھی سب ٹھیک ہے آپ کہاں ہیں اس وقت۔"

"میں امی کے گھر ہوں کیوں۔"

"اچھا۔" وہ حیران ہوئی۔

www.zemtime.com

''وہ میں آپ کو بعد میں بتاؤں گی ابھی ایک ویڈیو بھیج رہی ہوں وہ دیکھیں۔''
فون بند ہو گیا تھا اور اگلے ہی پل میسج آیا تھا ویڈیو آن ہوتے ہی ثناء کا چہرہ نظر آیا تھا۔ وہ بے جی کے گھر کا گیسٹ روم تھا وہ بیڈ پر لیٹی تھی اور فون کان سے لگایا ہوا تھا وہ قہقہہ لگا کر ہنسی۔
''بس امی کیا بتاؤں مزہ آ گیا یہاں آئی تو میدان بالکل خالی تھا۔ میں نے آپ کو پہلے کہا تھا وہ لڑکی بہت بے وقوف ہے فوراً میری باتوں کا یقین کر لے گی اور کچھ اس میں کمال طلال کی بے وقوفی کا بھی ہے۔ اپنا موبائل چھوڑ گیا تھا۔''
کہہ کر وہ چپ ہو کر دوسری طرف کی بات سن رہی تھی۔
''نہیں امی! اس کا فائدہ نہیں ہوا طلال بیوقوف نہیں یہ آپ کو بھی پتا ہے دوسرا وہ پوری طرح اپنی بیوی کے عشق میں گرفتار تھا میں اب سے نہیں کئی سالوں سے اسے رام کرنے کی کوشش کر رہی ہوں پر مجال ہے اس پر اثر ہو وہ مجھے صرف ایک یتیم کزن سمجھتا ہے۔ میں کب سے زینا کے خلاف اس کے کان بھر رہی تھی پر وہ سنتا ہی نہیں تھا اس زینا نے پتا نہیں طلال اور خالہ پر کیا جادو کر رکھا ہے۔ تبھی میں نے طلال کو چھوڑ کر زینا کو ٹارگٹ بنایا اور دیکھیں کامیاب بھی رہی۔
پتا ہے امی جب طلال اسے پیار سے دیکھتا تھا تو میرا دل کرتا تھا زینا کا منہ نوچ لوں۔ خالہ اس شہر کی لڑکی سے طلال کی شادی کروا کر سمجھ رہی تھیں وہ کامیاب ہو گئیں لیکن میں ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گی طلال اگر میرا نہیں ہو سکتا تو میں اسے کسی اور کا بھی رہنے نہیں دوں گی میں نے جس طرح طلال کو برا بنا کر اسے بتایا ہے مجھے یقین ہے وہ اب واپس نہیں آئے گی۔ میری فکر نہ کریں امی! میں اب خالہ کے ساتھ رہوں گی۔ بے چاری پھر اکیلی جو ہو گئی ہیں ان کو پتا ہی نہیں ان کا آشیانہ تباہ ہو چکا ہے۔'' وہ قہقہہ لگا کر ہنسی۔ ویڈیو ختم ہو گئی تھی۔ لیکن زینا اب بھی پھٹی پھٹی نظروں سے اسکرین کو دیکھ رہی تھی۔
''اب میں کیا کروں نوراں۔''
''بھابھی بھائی بہت غصے میں تھے میں نے آپ کو بتایا تھا وہ غصے میں کسی کی نہیں سنتے۔ وہ پرسوں سے واپس کراچی چلے گئے ہیں اور بے جی کو بھی کچھ خبر نہیں انہوں نے بے جی سے کہا ہے کہ آپ اپنی دوستوں کے ساتھ سیر کے لیے پہاڑی علاقے میں گئی ہیں جہاں سگنل کا پرابلم ہے، وہ نہیں چاہتے بے جی آپ سے رابطہ کریں۔
ابھی بھی وقت آپ کے ہاتھ میں ہے بھابھی آپ طلال بھائی کو فون کر لیں انہیں سوری کہہ دیں۔''
نوراں کے فون بند کرتے ہی اس نے طلال کا نمبر ملایا تھا بیل جا رہی تھی کتنی دیر بیل جاتی رہی اور پھر فون کاٹ دیا گیا تھا۔ اس نے بے دردی سے نچلا ہونٹ کچلا اور دوبارہ نمبر ملایا۔ فون پھر کاٹ دیا گیا تھا۔
''طلال پلیز۔'' اس نے میسج کیا تھا اور اگلے ہی پل اس کا فون بجا تھا۔
''ہیلو۔'' اس کی ہیلو کے جواب میں دوسری طرف خاموشی تھی۔
''ہیلو۔'' وہ دوبارہ بولی۔
''تم نے مجھے اپنا فیصلہ سنا دیا تھا اب میری بھی سن لو میں نے دوسری شادی کا فیصلہ کر لیا ہے اب تم بتا دو تمہیں ڈائیورس کب بھیجوں۔ زیادہ انتظار نہیں کرواؤں گا۔''
زینا کے ہاتھ سے فون گر گیا تھا وہ بالکل ساکت ہو گئی تھی دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ تیزی سے اٹھ کر باتھ روم گئی تھی۔ اچھی طرح منہ دھو کر اس نے چادر لی موبائل لے کر باہر آ گئی۔
''تم کہاں جا رہی ہو۔''
اندر آتی سونیا اور ناجیہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔
''میں گھر جا رہی ہوں۔''
''خیریت ہے؟''

"ہاں بے جی کا فون آیا ہے وہ گھر آ گئی ہیں تو میں اب جا رہی ہوں۔"

"جاؤ گی کیسے۔" ناجیہ اس کے پیچھے آئی تھی۔

"رائیڈ آ گئی ہے میری، امی پاپا کو بتا دینا۔"

کہہ کر وہ تیزی سے نکل گئی تھی۔ سارا راستہ اس نے جس طرح ضبط کیا تھا وہ ہی جانتی تھی۔ وہ گھر میں داخل ہوئی تو بے جی اپنے تخت پر بیٹھی تسبیح پڑھ رہی تھیں اسے دیکھ کر انہوں نے بے ساختہ انداز میں خوش ہو کر بانہیں پھیلائی تھیں اور اس کا سارا ضبط رخصت ہو گیا تھا، وہ ان سے لپٹ کر رو پڑی تھی اور جس طرح وہ بلک بلک کر روئی تھی۔ بے جی کے لیے اسے سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا۔

"زینا میری بچی ہوا کیا ہے۔ میرا دل گھبرا رہا ہے، غفور عمرانہ ٹھیک ہیں۔"

وہ اس کی پشت سہلا رہی تھیں جو مضبوطی سے ان سے چمٹی ہوئی تھیں۔

"نوراں پانی لاؤ۔" انہوں نے پاس کھڑی نوراں سے کہا۔

"زینا! شاباش سیدھی ہو اور بتا مجھے کیا ہوا ہے۔"

انہوں نے زبردستی اسے خود سے الگ کیا۔ جس کی اب ہچکی بندھ گئی تھی اور سرخ چہرہ مکمل طور پر بھیگا ہوا تھا۔

"بے جی۔" وہ اٹک اٹک کر بولی۔

"طلال۔"

"کیا ہوا طلال کو۔" وہ گھبرا کر بولیں۔

"آپ کے جانے کے بعد طلال نے مجھے گھر سے نکل جانے کو کہا، امی کے گھر چھوڑ آئے مجھے اور کہا مجھ سے تمہارا کوئی تعلق نہیں اس لیے بے جی بھی تمہاری کچھ نہیں لگتیں مجھے تھپڑ مارا یہاں۔"

وہ بتاتے ہوئے پھر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔ زرینہ بیگم مجسمے کی طرح سرد پڑ گئی تھیں۔

"اور ابھی بھی فون کر کے کہا کہ وہ دوسری شادی کر رہے ہیں اور جلد مجھے طلاق بھجوا دیں گے۔"

زرینہ بیگم کا سفید رنگ یک لخت سرخ ہوا تھا۔

"نوراں فون ملاؤ کراچی۔" اور نوراں تو پہلے ہی تیار بیٹھی تھی۔ بیل جا رہی تھی اس نے فون بے جی کو پکڑا دیا۔

"نوراں خیریت ہے، بے جی ٹھیک ہیں۔" دوسری طرف سے اس کی پریشان آواز سنائی دی تھی۔

"میں جو فخر سے کہتی تھی طلال احمد! تم میرے بیٹے ہو آج مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ میں نے تمہیں پیدا کیا۔"

"بے جی۔" وہ تڑپ کر بولا اس کا پورا نام لینا ہی ان کی ناراضی کو ظاہر کر رہا تھا۔

"نام مت لو میرا، مر گئی تمہاری بے جی، میں نے تمہاری یہ تربیت کی تھی طلال احمد کہ تم ایک لڑکی پر ہاتھ اٹھاؤ وہ بھی جو تمہاری بیوی ہے، کیا تمہارا باپ مجھ سے ایسا سلوک کرتا تھا؟ کیا میں نے تمہیں یہ سکھایا تھا۔"

"بے جی آپ میری بات تو سن لیں۔"

"بات کرنے کے لیے اب کچھ رہ گیا ہے طلال، زینا کو میں اپنی بیٹی بنا کر لائی تھی کسی باپ کے دل کا ٹکڑا تھی جس کے دل کے تم نے ٹکڑے کیے ہیں اپنی برتری ثابت کرنا چاہتے ہو طلاق کا حق استعمال کر کے عورت کو زیر کرنا چاہتے ہو تو ٹھیک ہے بھیج دو طلاق پر یہ بھی یاد رکھنا ماں بھی مر گئی تمہاری اور اس گھر کے دروازے بھی بند ہو گئے تم پر۔"

انہوں نے کہہ کر فون بند کر دیا جبکہ زینا کے آنسو تھم گئے تھے وہ سہمی نظروں سے بے جی کا سرخ چہرہ دیکھ رہی تھی۔ ایسی ہی حالت نوراں کی تھی۔ زینا نے کیا نوراں نے ساری عمر بے جی کو بھی اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا، نوراں کا فون پھر بج اٹھا تھا۔

"طلال بھائی۔" وہ ہلکا سا منمنائی۔

"فون مت اٹھانا۔" وہ انگلی اٹھا کر بولیں۔ اور پھر زینا کو دیکھا جو سہمی ہوئی انہیں دیکھ رہی تھی۔

"نہ میری بچی! تو پریشان نہ ہو میں اب جب تک اسے تھپڑ نہیں مار لیتی مجھے بھی چین نہیں آنا۔"

www.zemtime.com ZEMTime SINCE 2014

"نہیں بے جی۔" وہ بے ساختہ بولی۔
"آپ اب انہیں کچھ مت کہیں، میں نے تو آپ کو اس لیے بتایا تھا کہ آپ انہیں کہیں مجھے معاف کر دیں۔"
"تم نے کیا کیا ہے جو وہ معاف کرے گا، معافی تو اسے مانگنی ہو گی۔"
"نہیں بے جی! مجھے معافی بھی نہیں چاہیے بس ان سے کہیں مجھے طلاق نہ دیں میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی۔"
اب کی بار زرینہ بیگم نے چونک کر گہری نظروں سے اسے دیکھا۔
تبھی راجا اندر آیا۔
"سلام بے جی! طلال بھائی کا فون ہے۔" وہ گھبرایا ہوا تھا، لگتا تھا ڈانٹ پڑی تھی۔
"بند کر دو اور اب اٹھانا مت۔"
ان کے کہنے پر وہ ہونقوں کی طرح انہیں دیکھنے لگا۔
"منہ کیا دیکھ رہے ہو جاؤ جا کر بھینسوں کا چارہ کاٹو۔"
ان کے غصیلے انداز پر وہ گڑبڑا کر واپس بھاگا تھا۔

☆☆☆

"بے جی میں آپ کے پاس سو جاؤں۔"
آواز پر پلٹ کر دیکھا زینا دروازے میں کھڑی تھی۔
"پوچھنے والی کیا بات ہے پتری آجاؤ۔" انہوں نے اس کو جگہ دی تھی۔
وہ تیزی سے بے جی کے کمرے کی طرف بڑھا تھا اور آہستہ سے دروازہ کھولا، بے جی تسبیح پڑھ رہی تھیں جبکہ وہ بازو ان کے گرد پھیلائے سو رہی تھی۔
اس منظر نے اسے سکون دیا تھا۔
"میں نے تمہیں منع کیا تھا طلال احمد یہاں آنے سے۔"
وہ اسے دیکھ کر سختی سے بولیں تو اس نے ہونٹ بھینچ لیے جبکہ آنکھیں ماں کی بے رخی پر نم ہوئی تھیں۔ وہ چلتا ہوا ان کے قریب آیا اور ان کے پاؤں پکڑ کر بیٹھ گیا۔
"میرا قصور کیا ہے۔"
"میری تربیت کو شرمندہ کروایا ہے تم نے جب مینا نے مجھے بتایا کہ تم نے اسے تھپڑ مارا ہے مجھے یقین نہیں آیا میرا منا ایسا کر سکتا ہے۔"
"وہ آپ کو مجھ سے زیادہ پیاری ہو گئی ہے۔" کہنے کے ساتھ ایک ناراض نظر اس پر بھی ڈالی جو سوتے ہوئے بھی ناراضی کے باوجود بار بار اس کا دھیان بھٹکا رہی تھی۔
"ہاں کیونکہ میں اسے اپنی بیٹی بنا کر لائی تھی اور اس نے بھی ماں سمجھ کر مجھ سے شکایت کی ہے اگر میری بیٹی پر کوئی ہاتھ اٹھاتا تو تمہیں کیا لگتا ہے میں اسے ایسے ہی چھوڑ دیتی۔"
"اور آپ کو لگتا ہے میں نے بغیر وجہ ہاتھ اٹھایا ہو گا۔"
"جو بھی وجہ ہو طلال! عورت پر ایک مضبوط مرد ہاتھ نہیں اٹھاتا، یہ بہت گھٹیا حرکت تھی۔"
"بے جی میں پہلے ہی عمران کے ایکسیڈنٹ کی وجہ سے بہت پریشان تھا اور آتے ہی اس نے مجھ پر الزاموں کی بارش کر دی، میں رات پتا نہیں کس کے ساتھ" بات ادھوری چھوڑ کر اس نے سر جھٹکا۔
"اگر اسے غلط فہمی ہوئی تھی تو تم دور کر سکتے تھے کیا ہاتھ اٹھانا ایک واحد حل تھا۔"
"اس نے مجھے کہا کہ وہ میرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی۔"
"اور تم نے مان لیا۔" وہ الٹا اس سے پوچھنے لگیں۔
"کیونکہ مجھے لگتا ہے وہ میرے ساتھ خوش نہیں اور ایسا اب سے نہیں پہلے دن سے ہے وہ میرے لیے آج بھی اتنی ہی اجنبی ہے جتنی پہلے دن تھی۔"
وہ سر جھکا کر حقیقت بتا گیا تھا بے جی ایک دم خاموش ہو گئی تھیں۔ جبکہ ساتھ لیٹی سب سنتی زینا کا

www.zemtime.com

دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔
"اسے مجھ سے محبت نہیں۔"
"نہ میں یہ نہیں مانتی منا! محبت نہ کرتی تو تمہارے یوں کہنے پر روتی تڑپتی میرے پاس نہ آتی اور ابھی بھی نیند میں تمہیں آوازیں دے رہی تھی یہ محبت نہیں کیا۔"
طلال نے چونک کر اسے دیکھا جو آنکھیں کھولے ایک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔ طلال کے یوں دیکھنے پر بے جی نے بھی اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔
"اٹھ گئی میری بیٹی۔"
"آپ پوچھیں اس سے کیا کہا تھا اس نے مجھے۔" طلال نے ماتھے پر بل ڈال کر اسے دیکھا۔
"بے جی۔" وہ مزید ان کے ساتھ لگ کر ہلکی آواز میں منمنائی۔
"مجھ سے بات کرو۔" وہ غصے سے بولا۔
"منا۔" زرینہ بیگم نے اب غصے سے دیکھا۔
"بے جی مجھ سے غلطی ہو گئی۔ مجھے ثناء نے غلط باتیں کی تھیں کہا کہ یہ اس سے پیار کرتے ہیں اور اس سے شادی کرنا چاہتے تھے ابھی بھی اس کے پاس سو رہے ہیں۔"
"لاحول وقوۃ۔"
طلال بے ساختہ بولا۔
"سنا آپ نے۔" طلال نے پھر اس کی شکایت کی تھی۔
"منا۔" انہوں نے اسے ٹوکا۔
"تم بولو زینا۔"
"اور کہا کہ وہ صرف آپ کی وجہ سے مجبور ہیں ورنہ وہ کبھی اس رشتے کو نبھانا نہیں چاہتے۔" وہ روہانسی ہو کر بولی۔
"اور تم نے مان لیا۔" اب بھی طلال نے پوچھا تھا۔
"بڑے افسوس کی بات ہے منا! میں نے تم سے پوچھ کر یہ شادی کی تھی اور شادی کے بعد تم خوش بھی تھے۔
ماں کے کہنے پر وہ شرمندگی سے نظریں چرانے لگا۔
"یہ مجھے طلاق دینے کی بات کر رہے ہیں۔"
"منا۔"
بے جی کا انداز ملامتی تھا اس نے نظریں اٹھا کر ان کی طرف دیکھا تو نظریں اس پر چار کیں جو بے جی کے کندھے پر ٹھوڑی رکھے مسکرا رہی تھی۔
"آپ مجھے معاف کر دیں بے جی۔" وہ اسے اگنور کرتا بے جی کی طرف متوجہ ہوا۔
"منا جتنے تم مجھے پیارے ہو اتنی زینا بھی مجھے پیاری ہے آئندہ میں نہ سنوں کہ تم نے اسے ڈانٹا ہو اور ہاتھ اٹھانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"
"جی بے جی آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔" وہ سر جھکا کر بولا۔
"اور بیٹا تم بھی آئندہ دھیان رکھنا میاں بیوی میں اعتماد کا رشتہ بہت ضروری ہے اگر اس میں کمی ہو تو دوسرے فائدے اٹھا جاتے ہیں اپنے منا کے بارے میں ایک بات فخر سے کہہ سکتی ہوں وہ کردار کا بہت مضبوط ہے اس لیے یہ بات تو میں مان نہیں سکتی کہ وہ تمہیں دھوکا دے گا۔ دوسرا ثناء نے جو حرکت کی ہے اسے تو میں دیکھ لوں گی۔"
وہ غصے سے بولیں۔
"سمجھ آئی بیٹا آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔"
"جی بے جی۔" وہ تابعداری سے بولی۔
"منہ ہاتھ دھو کر تیار ہو جاؤ تب تک میں ناشتا لگواتی ہوں۔" وہ کہہ کر خود واش روم کی طرف بڑھ گئی تھیں ان کے جاتے ہی طلال نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا۔ جس نے جلدی سے منہ رضائی کے اندر کر لیا تھا۔
"اٹھو چلو کمرے میں مجھے تم سے بات کرنی ہے۔"
وہ اس کی رضائی کھینچتے ہوئے بولا۔
"مجھے نہیں کرنی۔" وہ اندر سے منمنائی۔

www.zemtime.com
ZEMTime

"تمہاری تو ایسی کی تیسی۔" اس نے ایک جھٹکے سے رضائی اس کے اوپر سے ہٹائی تھی۔

"بے۔" وہ اس سے کچھ بولتی اس نے سختی سے اس کا منہ بند کیا۔

"بڑا شوق ہے تمہیں بے جی کو سب باتیں بتانے کا، بڑے دانت نکل رہے تھے تمہارے میری ماں کو میرے خلاف بھڑکا کر۔"

اس کے بازو کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ وہ چھڑوانے کے چکر میں پھڑ پھڑا کر رہ گئی تھی کمرے میں آ کر اس نے سب سے پہلے دروازہ لاک کیا اور پھر اس کے چہرے سے ہاتھ ہٹایا۔

"اب بولو۔" وہ اس کی طرف جھکتا ہوا بولا۔

"آئی ایم سوری۔" وہ منہ بسور کر بولی۔

"نہیں آپ کیوں معافی مانگ رہی ہیں۔ ساری خطائیں تو میرے سر ہیں، سب خود کر کے میری ماں کی نظر میں مجھے مجرم بنا دیا۔"

اب کہ زینا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھیں۔

"میں غلط تھی غلط ہوں، آپ نے مجھے تھپڑ مار کر بدلہ پورا کر لیا۔ لیکن آپ نے طلاق کی بات کیوں کی۔"

کہتے ہوئے وہ بری طرح رو پڑی ایک پل کے لیے طلال چپ کا چپ رہ گیا۔

"کیا آپ کی نظر میں میری اتنی سی بھی اہمیت نہیں تھی کہ میں آپ کی زندگی میں نہ رہوں تو آپ کو کوئی فرق نہیں پڑے گا بے شک آپ کو مجھ سے محبت نہیں لیکن اب جو رشتہ جڑ گیا ہے نبھائیں اسے کیونکہ میں بے جی اور آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی۔"

وہ جو اس کی باتیں سن رہا تھا آخری بات پر مسکرا دیا تھا۔

"تمہیں کیوں لگتا ہے میں تم سے محبت نہیں کرتا۔"

"بس پتا چل جاتا ہے۔" وہ نروٹھے لہجے میں بولی۔

"تھوڑا مجھے بھی بتا دو۔"

"آپ نے کبھی مجھے آئی لو یو نہیں کہا، کبھی میری تعریف نہیں کی بس طنز ہی کرتے ہیں۔"

"اگر میں آئی لو یو کہہ دیتا تو مطلب مجھے محبت ہے۔" وہ سر ہلاتے ہوئے بولا۔

"بالکل۔"

"ہوں آئی لو یو۔" زینا نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ایسے تھوڑی کہتے ہیں۔" وہ خوش نہیں ہوئی تھی۔

"اف یار! کیسی لڑکی ہو پہلے خود طریقہ بتاتی ہو پھر خود ہی ریجیکٹ کر دیتی ہو۔ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔ جب تم مجھ سے دور جانے کی بات کرتی ہو تو مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے۔"

یہ بات زینا کے سر سے گزر گئی تھی۔

"مجھے بے شک بہت غصہ آیا تھا لیکن بات وہیں ختم ہو جاتی لیکن تم نے رشتہ ختم کرنے کی بات کی تو یہ مجھ سے برداشت نہیں ہوا اور میرے منہ سے بھی غلط لفظ نکل گئے۔ ورنہ میں تمہیں چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔"

"تو آپ صرف مجھے دھمکی دے رہے تھے۔"

"اتنی ساری باتوں میں سے تمہیں بس یہی بات سمجھ میں آئی ہے۔"

طلال نے ماتھے پر بل ڈال کر اسے دیکھا۔

"نہیں اور بھی آئی ہیں۔"

"کیا۔"

"وہ میں آپ کو نہیں بتاؤں گی۔" وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

"میں نے تو اظہار کر دیا ہے۔ لیکن تم نے ابھی بھی نہیں کیا۔"

زینا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"میری زندگی کا حاصل ہیں آپ۔" اس نے کہہ کر سر اس کے سینے پر رکھ دیا تھا۔ اور اس اظہار پر اس کی روح تک سرشار ہو گئی تھی۔

☆☆